دیکھے گا(۱) اوران میں انصاف کا فیصلہ کیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ ساری خوبی اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے(۲).

۷۵۔۱ قضائے الٰہی کے بعد جب اہل ایمام جنت میں اور اہل کفر وشرک جہنم میں چلے جائیں گے، آیت میں اس کے بعد کا نقشہ بیان کیا گیا ہے کہ فرشتے عرش الٰہی کو گھیرے ہوئے تسبیح وتحمید میں مصروف ہوں گے.

۷۵۔۲ .یہاں حمد کی نسبت کسی ایک مخلوق کی طرف نہیں کی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز (ناطق وہر ناطق) کی زبان پر حمد الٰہی کے ترانے ہونگے.

سُوۡرَۃُ الۡمُؤۡمِنِ ۴۰ یہ سورت مکی ہے اس میں (۸۵) آیات اور (۹) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالٰی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے.

۱۔ة حٰمٓ ۔ حم!

۲۔ة تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ ۔

اس کتاب کا نازل فرمانا(۱) اس اللہ کی طرف سے ہے جو غالب اور دانا ہے(۲)

☆اس سورت کو سورۂ غافر اور سورۂ الطّول بھی کہتے ہیں.

۲۔۱ یا تَـنۡـزِيۡـلٌ ، مُـنَـزَّل کے معنی میں ہے، یعنی اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے جس میں جھوٹ نہیں

۲۔۲ جو غالب ہے، اس کی قوت اور غلبے کے سامنے کوئی پر نہیں مار سکتا علیم ہے، اس سے کوئی ذرہ تک پوشیدہ نہیں چاہے وہ کتنے بھی کثیف پردوں میں چھپا ہو.

۳۔ة غَافِرِ الذَّنۡبِ وَقَابِلِ التَّوۡبِ شَدِيۡدِ الۡعِقَابِ ذِى الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ۔

گناہ کو بخشنے والا اور توبہ قبول فرمانے والا (۱) سخت عذاب والا ، انعام وقدرت والا جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف واپس لوٹنا ہے.

۳۔۱ گذشتہ گناہ معاف کرنے والا اور مستقبل میں ہونے والی کوتاہیوں پر توبہ قبول کرنے والا ہے یا اپنے دوستوں کے لئے غافر ہے اور کافر اور مشرک اگر توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول کرنے والا ہے.

ۃ۔۴ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ہ

اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں پس ان لوگوں کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکے میں ڈالے (۱).

۴۔۱ یعنی یہ کافر اور مشرک جو تجارت کرتے ہیں اس کے لئے مختلف شہروں میں آتے جاتے ہیں اور کثیر منافع حاصل کرتے ہیں، یہ اپنے کفر کی وجہ سے جلد ہی مؤاخذۂ الٰہی میں آجائیں گے، یہ مہلت ضرور دیئے جارہے ہیں لیکن انہیں چھوڑا نہیں جائے گا.

ۃ۔۵ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ہ

قوم نوح نے اور ان کے بعد کے گروہوں نے بھی جھٹلایا تھا. اور ہر امت نے اپنے رسول کو گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا (۱) اور باطل کے ذریعے جھوٹے بحث مباحثے کئے تاکہ ان سے حق کو بگاڑ دیں (۲) پس میں نے انہیں پکڑ لیا، سو میری طرف سے کیسی سزا ہوئی (۳).

۵۔۱ تاکہ اسے قید یا قتل کردیں یا سزا دیں.

۵۔۲ یعنی اپنے رسولوں سے انہوں نے جھگڑا کیا، جس سے مقصود حق بات میں کیڑے نکالنا اور اسے کمزور کرنا تھا.

۵۔۳ چنانچہ میں نے ان حامیان باطل کو اپنے عذاب کی گرفت میں لے لیا، پس تم دیکھ لو ان کے

حق میں میرا عذاب کس طرح آیا اور کیسے انہیں حرف غلط کی طرح مٹا دیا گیا یا انہیں نشان عبرت بنا دیا۔

۶۔ة وَ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ہ

اور اسی طرح آپ کے رب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا کہ وہ دوزخی ہیں۔

۷۔ة اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ہ

عرش کے اٹھانے والے اور اس کے پاس کے فرشتے اپنے رب کی تسبیح و حمد کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تونے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم سے گھیر رکھا ہے، پس انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انہیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچا لے۔

۸۔ة رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآءِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ہ

اے ہمارے رب! تو انہیں ہمیشگی والی جنتوں میں لے جا جن کا تو ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں سے (بھی) ان (سب) کو جو نیک عمل ہیں (ا) یقیناً تو غالب و با حکمت ہے۔

۸۔ا یعنی ان سب کو جنت میں جمع فرما دے تا کہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اس مضمون کو دوسرے مقام پر اس طرح بیان فرمایا ہے۔ ”وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہی کی پیروی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ کی۔ ملا دیا ہم نے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو اور ہم نے ان کے عملوں میں سے کچھ کم نہیں کیا“ یعنی سب کو جنت میں اس طرح یکساں مرتبہ دے دیا کہ ادنیٰ کو بھی اعلیٰ

مقام عطا کر دیا . یہ نہیں کیا کہ اعلیٰ مقام میں کمی کر کے انہیں ادنیٰ مقام پر لے آئے، بلکہ
ادنیٰ کو اٹھا کر اعلیٰ کر دیا اور اس کے عمل کی کمی کو اپنے فضل وکرم سے پورا کر دیا (الطّور۔۲۱)

ۃ۔۹ وَ قِهِمُ السَّيِّاٰتِ ط وَ مَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ط وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ہ ع رکوع

انہیں برائیوں سے بھی محفوظ رکھ(۱) حق تو یہ ہے کہ اس دن تو نے جسے برائیوں سے بچالیا اس
پر تو نے رحمت کر دی اور بہت بڑی کامیابی ہے.

۹۔ا سیئات سے مراد یہاں عقوبات ہیں یا پھر جزا محذوف ہے یعنی انہیں آخرت کی سزاؤں سے یا
برائیوں کی جزا سے بچانا.

ۃ۔۱۰ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ہ

بے شک جنہوں نے کفر کیا انہیں آواز دی جائے گی کہ یقیناً اللہ کا تم پر غصہ ہونا اس سے بہت زیادہ ہے
جو تم غصہ ہوتے تھے اپنے جی سے، جب تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر کفر کرنے لگتے تھے(۱)

۱۰۔ا اہل کفر جو اپنے کو جہنم کی آگ میں جھلتے دیکھیں گے تو اپنے آپ پر سخت ناراض ہونگے، اس
وقت ان سے کہا جائے گا کہ دنیا میں جب تمہیں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی اور تم انکار کرتے تھے
تو اللہ تعالیٰ اس سے کہیں زیادہ تم پر ناراض ہوتا تھا جتنا تم آج اپنے آپ پر ہو رہے ہو.

ۃ۔۱۱ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ہ

وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دو بار مارا اور دو بار جلایا اب ہم اپنے گناہوں کے
اقراری ہیں(۱) تو کیا اب کوئی راہ نکلنے کی بھی ہے(۲).

۱۱۔۱ یعنی جہنم میں اعتراف کریں گے، جہاں اعتراف کا کوئی فائدہ نہیں اور وہاں پشیمان ہونگے جہاں پشیمانی کی کوئی حثیت نہیں.

۱۱۔۲ یہ وہی خواش ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر کیا گیا ہے کہ ہمیں دوبارہ زمین پر بھیج دیا جائے تا کہ ہم نیکیاں کما کر لائیں.

۱۲ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝

یہ (عذاب) تمہیں اس لئے ہے کہ جب صرف اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا تو تم انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے (۱) تھے پس اب فیصلہ اللہ بلند و بزرگ ہی کا ہے

۱۲۔۱ یہ ان کے جہنم سے نہ نکالے جانے کا سبب بیان فرمایا کہ تم دنیا میں اللہ کی توحید کے منکر تھے اور شرک تمہیں مرغوب تھا، اس لئے اب جہنم کے دائمی عذاب کے سوا تمہارے لئے کچھ نہیں.

۱۳ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝

وہی ہے جو تمہیں اپنی (نشانیاں) دکھلاتا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے روزی اتارتا ہے (۱) نصیحت تو صرف وہی حاصل کرتے ہیں جو (اللہ کی طرف) رجوع کرتے ہیں.

۱۳۔۱ یعنی پانی جو تمہارے لئے تمہاری روزیوں کا سبب ہے یہاں اللہ تعالیٰ نے اظہار آیات کو انزال رزق کے ساتھ جمع کر دیا اس لئے کہ آیات قدرت کا اظہار، مذاہب کی بنیاد ہے اور روزیاں اجسام کی بنیاد ہیں، یوں دونوں بنیادوں کو جمع فرما دیا ہے۔ (فتح القدیر)

۱۴ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

تم اللہ کو پکارتے رہو اس کے لئے دین کو خالص کر کے گو کافر برا مانیں (۱)

۱۴۔۱ یعنی جب کچھ اللہ ہی اکیلا کرنے والا ہے تو کافروں کو چاہے کتنا بھی ناگوار گذرے صرف اسی ایک اللہ کو پکارو، اس لئے کہ عبادت واطاعت کو خالص کرتے ہوئے.

ۃ۔۱۵ رَفِیۡعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الۡعَرۡشِ یُلۡقِی الرُّوۡحَ مِنۡ اَمۡرِہٖ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ لِیُنۡذِرَ یَوۡمَ التَّلَاقِ ۙ

بلند درجوں والا عرش کا مالک وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی نازل فرماتا ہے تاکہ ملاقات کے دن ڈرائے.

ۃ۔۱۶ یَوۡمَ ہُمۡ بٰرِزُوۡنَ لَا یَخۡفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنۡہُمۡ شَیۡءٌ ؕ لِمَنِ الۡمُلۡکُ الۡیَوۡمَ ؕ لِلّٰہِ الۡوَاحِدِ الۡقَہَّارِ ۙ

جس دن سب لوگ ظاہر ہو جائیں گے(۱) ان کی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہ رہے گی. آج کس کی بادشاہی ہے، فقط اللہ واحد وقہار کی.

۱۶۔۱ یعنی زندہ ہو کر قبروں سے نکل کھڑے ہونگے.

ۃ۔۱۷ اَلۡیَوۡمَ تُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا کَسَبَتۡ ؕ لَا ظُلۡمَ الۡیَوۡمَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ۙ

آج ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا آج (کسی قسم کا) ظلم نہیں، یقیناً اللہ تعالٰی بہت جلد حساب کرنیوالا ہے(۱).

۱۷۔۱ اس لئے کہ اسے بندوں کی طرح غور وفکر کرنے کی ضرورت نہ ہوگی.

ۃ۔۱۸ وَ اَنۡذِرۡہُمۡ یَوۡمَ الۡاٰزِفَۃِ اِذِ الۡقُلُوۡبُ لَدَی الۡحَنَاجِرِ کٰظِمِیۡنَ ۬ؕ مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ حَمِیۡمٍ وَّ لَا شَفِیۡعٍ یُّطَاعُ ؕ

اور انہیں بہت ہی قریب آنے والی(۱) (قیامت سے) آگاہ کردیجئے جب کہ دل حلق تک پہنچ جائیں گے اور سب خاموش ہونگے ظالموں کا کوئی دلی دوست ہوگا نہ سفارشی، کہ جس کی بات مانی جائے گی۔

۱۸۔ا اَزِفَةٌ کے معنی ہیں قریب آنے والی۔ یہ قیامت کا نام ہے، اس لئے کہ وہ بھی قریب آنے والی ہے۔

ۃ۔۱۹ یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ہ

وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو (خوب) جانتا ہے۔

ۃ۔۲۰ وَاللّٰهُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ ط وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ ط

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ہ ع

اور اللہ تعالیٰ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردے گا اس کے سوا جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا بھی فیصلہ نہیں کرسکتے (ا) بیشک اللہ تعالیٰ خوب سنتا خوب دیکھتا ہے۔

۲۰۔ا اس لئے کہ انہیں کسی چیز کا علم ہے نہ کسی پر قدرت، وہ بے خبر بھی ہیں اور بے اختیار بھی، جب کہ فیصلے کے لئے علم اور اختیار دونوں چیزوں کی ضرورت ہے اور یہ دونوں خوبیاں صرف اللہ کے پاس ہیں۔ اس لئے صرف اسی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ فیصلہ کرے اور وہ یقیناً حق کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا، کیونکہ اسے کسی کا خوف ہوگا نہ کسی سے حرص وطمع۔

ۃ۔۲۱ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ط

كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ط وَمَا كَانَ

لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ہ

کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا نتیجہ کیسا ہوا؟ وہ قوت وطاقت کے اور با اعتبار زمین میں اپنی یادگاروں کے ان سے بہت زیادہ تھے، پس اللہ نے انہیں ان گناہوں پر پکڑ لیا اور کوئی نہ ہوا جو انہیں اللہ کے عذاب سے بچا لیتا۔

ۃ۔۲۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ط اِنَّهٗ

قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ہ

یہ اس وجہ سے کہ ان کے پاس پیغمبر معجزے لے لے کر آتے تھے تو وہ انکار کر دیتے تھے(ا) پس اللہ انہیں پکڑ لیتا تھا. یقیناً وہ طاقتور اور سخت عذاب والا ہے.

۲۲۔ا یہ ان کی ہلاکت کی وجہ بیان کی گئی ہے، اور وہ ہے اللہ کی آیتوں کا انکار اور پیغمبروں کی تکذیب. اب سلسلہ نبوت و رسالت تو بند ہے. تاہم افاق پر انس میں بے شمار آیات الٰہی بکھری اور پھیلی ہوئی ہیں

ۃ۔۲۳ وَ لَقَدْ اَرْ سَلْنَا مُوْ سٰی بِاٰ یٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ہ

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی آیتوں اور کھلی دلیلوں کے ساتھ بھیجا.

ۃ۔۲۴ اِلٰی فِرْ عَوْ نَ وَ ھَا مٰنَ وَ قَا رُ وْ نَ فَقَا لُوْ ا سٰحِرٌ کَذَّ ا بٌ ہ

فرعون ہامان اور قارون کی طرف تو انہوں نے کہا (یہ تو) جادوگر اور جھوٹا ہیں.

ۃ۔۲۵ فَلَمَّا جَآ ءَ هُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ نَا قَا لُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآ ءَ الَّذِ یْنَ اٰ مَنُوْ ا مَعَهٗ وَاسْتَحْیُوْ ا نِسَآ ءَ هُمْ ط وَمَا کَیْدُ الْکٰفِرِیْنَ اِ لَّا فِیْ ضَلٰلٍ ہ

پس جب ان کے پاس (موسیٰ (علیہ السلام) ہماری طرف سے (دین) حق لیکر آئے تو انہوں نے کہا کہ اس کے ساتھ جو ایمان والے ہیں ان کے لڑکوں کو تو مار ڈالو اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھو اور کافروں کو جو حیلہ سازی ہے وہ غلطی میں ہی ہے(ا)

۲۵۔ا یعنی اس سے جو مقصد وہ حاصل کرنا چاہتا تھا کہ بنی اسرائیل کی قوت میں اضافہ اور اس کی عزت میں کمی نہ ہو. یہ اسے حاصل نہیں ہوا، بلکہ اللہ نے فرعون اور اس کی قوم ہی غرق کر دیا اور بنی اسرائیل کو بابرکت زمین کا وارث بنا دیا.

ۃ۔۲۶ وَ قَالَ فِرْ عَوْ نُ ذَ رُوْ نِیْٓ اَقْتُلْ مُوْ سٰی وَ لْیَدْ عُ رَ بَّهٗ اِ نِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّ لَ دِ یْنَکُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَ رْضِ الْفَسَا دَ ہ

اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑو کہ میں موسیٰ (علیہ السلام) کو مار ڈالوں(ا) اور اسے چاہیئے

کہ اپنے رب کو پکارے (۲) مجھے تو ڈر ہے کہ یہ کہیں تمہارا دین نہ بدل ڈالے یا ملک میں کوئی (بہت بڑا) فساد برپا نہ کردے.

۲۶_۱ غالباً فرعون نے ان لوگوں سے کہا جو اسے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے سے منع کرتے تھے.

۲۶_۲ یہ فرعون کی دیدی دلیری کا اظہار ہے کہ میں دیکھوں گا، اس کا رب اسے کیسے بچاتا ہے، اسے پکار کر دیکھ لے. یا رب ہی کا انکار ہے کہ اس کا کون سا رب ہے جو بچالے گا، کیونکہ رب تو وہ اپنے آپ کو کہتا تھا.

ۃ_۲۷ وَ قَالَ مُوْسٰۤی اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَ رَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ ۝ ع

رکوع ۴

موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس تکبر کرنے والے شخص (کی برائی) سے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا.

ۃ،۲۸ وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَ قَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ ؕ وَ اِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ ؕ وَ اِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِیْ مَنْ ہُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ ۝

اور ایک مومن شخص نے، فرعون کے خاندان میں سے تھا اور اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا، کہ تم تم ایک شخص کو محض اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں لے کر آیا ہے (۱) اگر وہ جھوٹا ہو تو اس کا جھوٹ اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہو، تو جس (عذاب) کا وہ تم سے وعدہ کر رہا ہے اس میں کچھ نہ کچھ تو تم پر آ پڑے گا، اللہ تعالیٰ اس کی رہبری نہیں کرتا جو حد سے گزر جانے والے اور جھوٹے ہوں.

۲۸_۱ یعنی اللہ کی ربوبیت پر وہ ایمان یوں ہی نہیں رکھتا، بلکہ اس کے پاس اپنے اس موقف کی واضح دلیلیں ہیں.

ق۲۹ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝

اے میری قوم کے لوگو! آج تو بادشاہت تمہاری ہے کہ اس زمین پر تم غالب ہو، لیکن اگر اللہ کا عذاب ہم پر آ گیا تو کون ہماری مدد کرے گا (ا) فرعون بولا، میں تو تمہیں وہی رائے دے رہا ہوں جو خود دیکھ رہا ہوں اور میں تو تمہیں بھلائی کی راہ بتلا رہا ہوں۔

۲۹۔ا یہ فوجی لشکر تمہارے کچھ کام نہ آئیں گے، نہ اللہ کے عذاب ہی کو ٹال سکیں گے اگر وہ آ گیا۔ یہاں تک اس مومن کا کلام تھا جو ایمان چھپائے ہوئے تھا۔

ق۳۰ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ۝

اس مومن نے کہا اے میری قوم! (کے لوگو) مجھے تو اندیشہ ہے کہ تم پر بھی ویسا ہی روز (بدعذاب) نہ آئے جو اور امتوں پر آیا۔

ق۳۱ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ۝

جیسے امت نوح اور عاد و ثمود اور ان کے بعد والوں کا (حال ہوا) (ا) اللہ اپنے بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا۔

۳۱۔ا یہ اس مومن آدمی نے دوبارہ اپنی قوم کو ڈرایا کہ اگر اللہ کے رسول کی تکذیب (جھٹلایا) پر ہم اڑے رہے تو خطرہ ہے کہ گزشتہ قوموں کی طرح عذاب الٰہی کی گرفت میں آ جائیں گے۔

ق۳۲ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝

ور مجھے تم پر قیامت کے دن کا بھی ڈر ہے(۱)

۳۲۔۱ ایک دوسرے کو پکارنا، قیامت کو یَوْمَ التَّنَادِ اس لئے کہا گیا ہے کہ اس دن ایک دوسرے کو پکاریں گے۔ اہل جنت اہل نار کو اور اہل نار اہل جنت کو ندائیں دیں گے۔ (الاعراف۔۴۸،۴۹).

ۃ۔۳۳ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ە

جس دن تم پیٹھ پھیر کر لوٹو گے،(۱) تمہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا اور جسے اللہ گمراہ کردے اس کا ہاوی کوئی نہیں (۲)

۳۳۔۱ یعنی موقف (میدان محشر) سے جہنم کی طرف جاؤ گے، یا حساب کے بعد وہاں سے بھاگو گے.

۳۳۔۲ جو اسے ہدایت کا راستہ بتا سکے یعنی چلا سکے.

ۃ۔۳۴ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۙ ە

اور اس سے پہلے تمہارے پاس (حضرت) یوسف دلیلیں لے کر آئے،(۱) پھر بھی تم ان کی لائی ہوئی (دلیل) میں شک وشبہ ہی کرتے رہے(۲) یہاں تک کہ جب ان کی وفات ہوگئی (۳) تو کہنے لگے ان کے بعد تو اللہ کسی رسول کو بھیجے گا ہی نہیں، اسی طرح اللہ گمراہ کرتا ہے ہر اس شخص کو جو حد سے بڑھ جانے والا شک شبہ کرنے والا ہو.

۳۴۔۱ یعنی اہل مصر! حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبل تمہارے اس علاقہ میں جس میں تم آباد ہو، حضرت یوسف علیہ السلام بھی دلائل و براہین کے ساتھ آئے تھے. جس میں تمہارے آباؤاجداد کو ایمان کی دعوت دی گئی تھی یعنی جَآءَكُمْ سے مراد جَآءَ اِلٰٓى اٰبَآئِكُمْ ہے یعنی تمہارے آباؤاجداد کے پاس آئے.

۳۴۔۲ ایک تم ان پر بھی ایمان نہیں لائے اور ان کی دعوت میں شک وشبہ ہی کرتے رہے.

۳۴۔۳ یعنی یوسف علیہ السلام پیغمبر کی وفات ہوگئی.

ق۔۳۵ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝

جو بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں (۱) اللہ کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک یہ تو بہت بڑی ناراضگی کی چیز ہے (۲) اللہ تعالیٰ اسی طرح ہر مغرور سرکش کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔

۳۵۔۱ یعنی اللہ کی طرف سے اتاری ہوئی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں ہے، اس کے باوجود اللہ کی توحید اور اس کے احکام میں جھگڑتے ہیں، جیسا کہ ہر دور کے اہل باطن کا وطیرہ رہا ہے۔

۳۵۔۲ یعنی ان کی اس حرکت سے اللہ تعالیٰ ہی ناراض نہیں ہوتا، اہل ایمان بھی اس کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔

ق۔۳۶ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝

فرعون نے کہا اے ہامان! میرے لئے ایک بالا خانہ (۱) بنا شاید کہ میں آسمان کے جو دروازے ہیں

۳۶۔۱ یہ فرعون کی سرکشی کا بیان ہے کہ اس نے اپنے وزیر ہامان کو بلند عمارت بنانے کا حکم دیا تاکہ اس کے ذریعے سے وہ آسمان کے دروازوں تک پہنچ جائے۔ اسباب کے معنی دروازے، یا راستے کے ہیں مزید دیکھئے القصص، آیت۔۳۸

ق۔۳۷ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَ اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ صُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝ ع رکوع ۴

(ان) دروازوں تک پہنچ جاؤں اور موسیٰ کے معبود کو جھانک لوں (۱) اور بیشک میں سمجھتا ہوں وہ جھوٹا ہے (۲) اور اسی طرح فرعون کی بدکرداریاں اسے بھلی دکھائی گئیں (۳) اور راہ سے روک دیا گیا (۴) اور فرعون کی (ہر) حیلہ سازی تباہی میں ہی رہی (۵)۔

۳۷۔۱ یعنی دیکھوں کہ آسمانوں پر کیا واقعی کوئی اللہ ہے؟

۳۷۔۲ اس بات میں کہ آسمان پر اللہ ہے جو آسمان وزمین کا خالق اوران کا مدبر ہے. یا اس بات میں کہ وہ اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہے.

۳۷۔۳ یعنی شیطان نے اس طرح اسے گمراہ کئے رکھا اوراس کے برے عمل اسے اچھے نظر آتے رہے.

۳۷۔۴ یعنی حق اور درست راستے سے اسے روک دیا گیا اور وہ گمراہیوں کی بھول بھلیوں میں بھٹکتا رہا.

۳۷۔۵ یعنی فرعون نے جو تدبیر اختیار کی ،اس کا نتیجہ اس کے حق میں برا ہی نکلا.اور بالآخر اپنے لشکر سمیت پانی میں ڈبو دیا گیا.

۳۸۔ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ہ

اوراس ایماندار شخص نے کہا اے میری قوم! (کے لوگو) تم (سب) میری پیروی کرو میں نیک راہ کی طرف تمہاری رہبری کرونگا (۱)

۳۸۔۱ فرعون کی قوم سے ایمان لانے والا پھر بولا اور کہا کہ دعویٰ تو فرعون بھی کرتا ہے کہ میں تمہیں سیدھے راستے پر چلا رہا ہوں ،لیکن حقیقت یہ ہے کہ فرعون بھٹکا ہوا ہے، میں جس راستے کی نشاندہ کرر ہا ہوں وہ سیدھا راستہ ہے اور وہ وہی راستہ ہے، جس کی طرف تمہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام دعوت دے رہے ہیں.

۳۹۔ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ہ

اے میری قوم! یہ حیات دنیا متاع فانی ہے (۱) (یقین مانو کہ قرار) اور ہمیشگی کا گھر تو آخرت ہی ہے (۲)

۳۹۔۱ جس کی زندگی چندروزہ ہے.اور وہ بھی آخرت کے مقابلے میں صبح یا شام کی ایک گھڑی کے برابر.

۳۹۔۲ جس کو زوال اور فنا نہیں، نہ وہاں انتقال اور کوچ ہوگا.کوئی جنت میں جائے یا جہنم میں، دونوں کی زندگیاں ہمیشگی ہوں گی.ایک راحت اور آرام کی زندگی۔دوسرے عذاب کی زندگی.موت اہل جنت کو آئے گی نہ اہل جہنم کو.

ة۔۴۰ مَنۡ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجۡزٰٓى اِلَّا مِثۡلَهَا‌ ۚ وَمَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ يُرۡزَقُوۡنَ فِيۡهَا بِغَيۡرِ حِسَابٍ ○

جس نے گناہ کیا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایماندار ہو تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور وہاں بے شمار روزی پائیں گے (۱)

۴۰۔۱ یعنی بغیر اندازے اور حساب کے نعمتیں ملیں گی اور ان کے ختم ہونے کا بھی اندیشہ نہیں ہوگا۔

ة۔۴۱ وَيٰقَوۡمِ مَا لِىۡۤ اَدۡعُوۡكُمۡ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدۡعُوۡنَنِىۡۤ اِلَى النَّارِ ○ ط

النصف

اے میری قوم! یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلا رہا ہوں (۱) اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلا رہے ہو۔

۴۱۔۱ اور وہ یہ کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس کے رسول کی تصدیق کرو، جو اس نے تمہاری ہدایت اور راہنمائی کے لئے بھیجا ہے

ة۔۴۲ تَدۡعُوۡنَنِىۡ لِاَكۡفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشۡرِكَ بِهٖ مَا لَيۡسَ لِىۡ بِهٖ عِلۡمٌ وَّاَنَا اَدۡعُوۡكُمۡ اِلَى الۡعَزِيۡزِ الۡغَفَّارِ ○

تم مجھے دعوت دے رہے ہو کہ میں اللہ کے ساتھ کفر کروں اور اس کے ساتھ شرک کروں جس کا کوئی علم مجھے نہیں اور میں تمہیں غالب بخشنے والے (معبود) کی طرف دعوت دے رہا ہوں۔

ة۔۴۳ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدۡعُوۡنَنِىۡۤ اِلَيۡهِ لَيۡسَ لَهٗ دَعۡوَةٌ فِى الدُّنۡيَا وَلَا فِى الۡاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الۡمُسۡرِفِيۡنَ هُمۡ اَصۡحٰبُ النَّارِ ○

یہ یقینی امر ہے (۱) کہ مجھے جس کی طرف بلا رہے ہو وہ تو نہ دنیا میں پکارے جانے کے قابل ہے نہ آخرت میں اور یہ بھی (یقینی بات ہے) کہ ہم سب کا لوٹنا اللہ کی طرف ہے (۲) اور حد سے گزر جانے والے ہی (یقیناً) اہل دوزخ ہیں۔

۴۳۔۱ لَا جَرَمَ یہ بات یقینی ہے، یا اس میں جھوٹ نہیں ہے۔

۴۳۔۲ جہاں ہر ایک کا حساب ہوگا اور عمل کے مطابق اچھی یا بری جزا دی جائے گی.

۴۴۔ۃ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ہ

پس آگے چل کر تم میری باتوں کو یاد کروگے میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں (۱) یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں کا نگران ہے.

۴۴۔۱ یعنی اسی پر بھروسہ کرتا اور اسی سے ہر وقت استعانت کرتا ہوں اور تم سے بیزاری اور قطع تعلق کا اعلان کرتا ہوں.

۴۵۔ۃ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ہ

پس اسے اللہ نے تمام بدیوں سے محفوظ رکھ لیا جو انہوں نے سوچ رکھی تھیں (۱) اور فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب الٹ پڑا (۲)

۴۵۔۱ یعنی اس کی قوم قبط نے اس مومن کے اظہار حق کی وجہ سے اس کے خلاف جو تدبیریں اور سازشیں سوچ رکھی تھیں ان سب کو ناکام بنا دیا اور اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نجات دے دی. اور آخرت میں اس کا گھر جنت ہوگا.

۴۵۔۲ یعنی دنیا میں انہیں سمندر میں غرق کر دیا گیا اور آخرت میں ان کے لئے جہنم کا سخت ترین عذاب ہے.

۴۶۔ۃ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ہ

آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح شام لائے جاتے ہیں (۱) اور جس دن قیامت قائم ہوگی (فرمان ہوگا کہ) فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو.

۴۶۔۱ اس آگ پر برزخ میں یعنی قبروں میں لوگ روزانہ صبح شام پیش کئے جاتے ہیں، جس سے قبر کا عذاب ثابت ہوتا ہے جس کا بعض لوگ انکار کرتے ہیں. حدیث میں تو بڑی وضاحت سے عذاب

قبر پر روشنی ڈالی گئی ہے مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوال کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''ہاں! قبر کا عذاب حق ہے'' اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمایا گیا ''جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو (قبر میں) اس پر صبح و شام اس کی جگہ پیش کی جاتی ہے یعنی اگر وہ جنتی ہے تو جنت اور جہنمی ہے تو جہنم اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ تیری اصل جگہ ہے، جہاں قیامت والے دن اللہ تعالیٰ تجھے بھیجے گا (صحیح بخاری)

ۃ۔۴۷ وَ اِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَھَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ ہ

اور جب کہ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ تکبر والوں سے (جن کے یہ تابع تھے) کہیں گے ہم تو تمہارے پیرو تھے تو کیا اب تم ہم سے اس آگ کا کوئی حصہ ہٹا سکتے ہو؟

ۃ۔۴۸ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُلٌّ فِیْھَآ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ حَکَمَ بَیْنَ الْعِبَادِ ہ

وہ بڑے لوگ جواب دیں گے ہم تو سبھی اس آگ میں ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔

ۃ۔۴۹ وَ قَالَ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ لِخَزَنَۃِ جَھَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّکُمْ یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ہ

اور (تمام) جہنمی مل کر جہنم کے داروغوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن تو ہمارے عذاب میں کمی کر دے۔

ۃ۔۵۰ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَکُ تَاْتِیْکُمْ رُسُلُکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ط قَالُوْا بَلٰی ط قَالُوْا فَادْعُوْا وَمَا دُعٰٓؤُا الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ہ ع رکوع

وہ جواب دیں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول معجزے لے کر نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں کیوں نہیں، وہ کہیں گے پھر تم ہی دعا کرو (۱) اور کافروں کی دعا محض بے اثر اور بے راہ ہے (۲)

۵۰۔۱ ہم ایسے لوگوں کے حق میں اللہ سے کیوں کر کچھ کہہ سکتے ہیں جن کے پاس اللہ کے پیغمبر دلائل و معجزات لے کر آئے لیکن انہوں نے پروانہ کی؟

۵۰۔۲ یعنی بالآخر وہ خود ہی اللہ سے فریاد کریں گے لیکن اس فریاد کی وہاں شنوائی نہیں ہوگی. اس لئے کہ دنیا میں ان پر حجت تمام کی جا چکی تھی اب آخرت تو، ایمان، توبہ اور عمل کی جگہ نہیں، وہ تو دارالجزا ہے، دنیا میں جو کچھ کیا ہوگا، اس کا نتیجہ وہاں بھگتنا ہوگا.

ۃ۔۵۱ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ہ

یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد زندگانی دنیا میں بھی کریں گے (۱) اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہونگے.

۵۱۔۱ قیامت والے دن فرشتے اور انبیا علیہم السلام گواہی دیں گے یا فرشتے اس بات کی گواہی دیں گے کہ یا اللہ پیغمبروں نے تیرا پیغام پہنچا دیا تھا لیکن ان کی امتوں نے ان کو جھٹلایا. علاوہ ازیں امت محمدیہ اور نبی کریم ﷺ بھی گواہی دیں گے جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے. اس لئے قیامت کو گواہوں کے کھڑا ہونے کا دن کہا گیا ہے. اس دن اہل ایمان کی مدد کرنے کا مطلب ہے ان کو ان کے اچھے اعمال کی جزا دی جائے گی اور انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا.

ۃ۔۵۲ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ہ

جس دن ظالموں کو ان کی (عذر) معذرت کچھ نفع نہ دے گی ان کے لئے لعنت ہی ہوگی اور ان کے لئے برا گھر ہوگا (۱)

۵۲۔۱ یعنی اللہ کی رحمت سے دوری اور پھٹکار. اور معذرت کا فائدہ اس لئے نہیں ہوگا کہ وہ معذرت کی جگہ نہیں، اس لئے یہ معذرت، معذرت باطلہ ہوگی.

ۃ۔۵۳ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَ اَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ہ

ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو ہدایت نامہ عطا فرمایا اور بنو اسرائیل کو اس کتاب کا وارث بنایا(ا)
۵۳۔ا یعنی تورات، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی باقی رہی، جس کی نسلاً بعد نسل وہ وارث ہوتے رہے.
یا کتاب سے مراد وہ تمام کتابیں ہیں جو انبیائے بنی اسرائیل پر نازل ہوئیں، ان سب کتابوں کا وارث بنی
اسرائیل کو بنایا.
ۃ۔۵۴ هُدًى وَّ ذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ہ
کہ وہ ہدایت ونصیحت تھی عقل مندوں کے لئے (ا)
۵۴۔ا آسمانی کتابوں کا فائدہ وہی اٹھاتے ہیں ہدایت ونصیحت حاصل کرتے ہیں جو عقل سلیم کے
مالک ہیں دوسرے لوگ تو گدھوں کی طرح ہیں جن پر کتابوں کا بوجھ تو لدا ہوتا ہے لیکن وہ اس سے
بے خبر ہوتے ہیں کہ ان کتابوں میں کیا ہے؟
ۃ۔۵۵ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ ہ
پس اے نبی! تو صبر کر اللہ کا وعدہ بلاشک (وشبہ) سچا ہی ہے تو اپنے گناہ کی (ا) معافی مانگتا رہ اور صبح
شام اپنے پروردگار کی تسبیح اور حمد بیان کرتا رہ.
۵۵۔ا گناہ سے مراد چھوٹی چھوٹی لغزشیں ہیں، جو بہ تقاضائے بشریت سرزد ہو جاتی ہیں، جن کی
اصلاح بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کر دی جاتی ہے. یا استغفار بھی ایک عبادت ہی ہے. اجر وثواب کی
زیادتی کے لئے استغفار کا حکم دیا گیا ہے، یا مقصد امت کی رہنمائی ہے کہ وہ استغفار سے بے نیاز نہ ہوں.
ۃ۔۵۶ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ
اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ہ
جو لوگ باوجود اپنے پاس کسی سند کے نہ ہونے کے آیات الٰہی میں جھگڑا کرتے ہیں ان کے دلوں میں
بجز نری بڑائی کے اور کچھ نہیں وہ اس تک پہنچنے والے ہی نہیں (ا) سو تو اللہ کی پناہ مانگتا رہ بیشک وہ پورا

سننے والا اور سب سے زیادہ دیکھنے والا ہے۔

۵۶۔ا یعنی وہ لوگ جو بغیر آسمانی دلیل کے بحث و حجت کرتے ہیں، یہ محض تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں، تاہم اس سے جوان کا مقصد امت کی راہنمائی ہے کہ وہ استغفار سے بے نیاز نہ ہوں۔

ۃ۔۵۷ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَ رْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّا سِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّا سِ لَا يَعْلَمُوْنَ ہ

آسمان وزمین کی پیدائش یقیناً انسان کی پیدائش سے بہت بڑا کام ہے، لیکن (یہ اور بات ہے کہ) اکثر لوگ بے علم ہیں (ا)

۵۷۔ا یعنی پھر یہ کیوں اس بات سے انکار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا؟ جب کہ یہ کام آسمان وزمین کی تخلیق سے بہت آسان ہے۔

ۃ۵۸ وَ مَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۙ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ لَا الْمُسِيْٓءُ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ہ

اندھا اور بینا برابر نہیں نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور بھلے کام کئے بدکاروں کے برابر ہیں (ا) تم (بہت) کم نصیحت حاصل کر رہے ہو۔

۵۸۔ا مطلب ہے جس طرح بینا اور نابینا برابر نہیں، اسی طرح مومن وکافر اور نیکوکار اور بدکار برابر نہیں بلکہ قیامت کے دن ان کے درمیان جو عظیم فرق ہوگا، وہ بالکل واضح ہو کر سامنے آئے گا۔

ۃ۔۵۹ اِنَّ السَّا عَةَ لَاٰ تِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّا سِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ہ

قیامت بالیقین اور بلا شبہ آنے والی ہے، لیکن (یہ اور بات ہے کہ) بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔

ۃ۶۰ وَ قَا لَ رَ بُّكُمُ ادْ عُوْنِيْٓ اَ سْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَا دَ تِيْ سَيَدْ خُلُوْ نَ جَهَنَّمَ دٰ خِرِيْنَ ہ ع

اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا (ا) یقین

مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم پہنچ جائیں گے(۲)

۶۰۔۱ گزشتہ آیت میں جب اللہ نے وقوع قیامت کا تذکرہ فرمایا تو اب اس آیت میں ایسی راہنمائی دی جارہی ہے، جسے اختیار کر کے انسان آخرت کی سعادتوں سے ہمکنار ہو سکے۔اس آیت میں دعا سے اکثر مفسرین نے عبادت مراد لی ہے یعنی صرف ایک اللہ کی عبادت کرو جیسا کہ حدیث میں میں بھی دعا کو بلکہ عبادت کا مغز قرار دیا گیا،بعض کہتے ہیں کہ دعا سے مراد دعا ہی ہے.یعنی اللہ سے جلب نفع اور دفع ضرر کا سوال کرنا، کیونکہ دعا کے شرعی اور حقیقی معنی طلب کرنے کے ہیں،دوسرے مفہوم میں اس کا استعمال مجازی ہے.علاوہ ازیں دعا بھی اپنے حقیقی معنی کے اعتبار سے اور حدیث مذکورہ کی رو سے بھی عبادت ہے کیونکہ مافوق الاسباب طریقے سے کسی کو حاجت روائی کے لئے پکارنا اس کی عبادت ہے اور عبادت اللہ کے سوا کسی کی جائز نہیں.

۶۰۔۲ یہ اللہ کی عبادت سے انکار واعراض یا اس میں دوسروں کو بھی شریک کرنے والوں کا انجام ہے.

ة۔۶۱ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ○

اللہ تعالٰی نے تمہارے لئے رات بنادی کہ تم اس میں آرام حاصل کرو(۱) اور دن کو دیکھنے والا بنا دیا(۲) بیشک اللہ تعالٰی لوگوں پر فضل وکرم والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر گزاری نہیں کرتے.

۶۱۔۱ یعنی رات کو تاریک بنایا، تاکہ کاروبار زندگی معطل ہو جائیں اور لوگ امن اور سکون سے سو سکیں.

۶۱۔۲ یعنی روشن بنایا تا کہ معاشی محنت اور تگ ودو میں تکلیف نہ ہو.

ة۔۶۲ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○

یہی اللہ ہے تم سب کا رب ہر چیز کا خالق اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر کہاں تم پھرے جاتے ہو(۱)

۶۲۔۱ یعنی پھر تم اس کی عبادت سے کیوں بدکتے ہو اور اس کی توحید سے کیوں پھرتے اور بھاگتے ہو.

ۃ۔۶۳ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ہ

اس طرح وہ لوگ بھی پھیرے جاتے رہے جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

ۃ۔۶۴ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ہ

اللہ ہی ہے (۱) جس نے تمہارے لئے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور بہت اچھی بنائیں (۲) اور تمہیں عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو عطا فرمائیں (۳) یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے، پس بہت برکتوں والا اللہ ہے سارے جہان کا پرورش کرنے والا۔

۶۴۔۱ آگے نعمتوں کی کچھ قسمیں بیان کی جا رہی ہیں تاکہ اللہ کی قدرت کاملہ بھی واضح ہو جائے اور اس کا بلا شرکت غیرے معبود ہونا بھی۔

۶۴۔۲ جتنے بھی روئے زمین پر حیوانات ہیں، ان سب میں (تم) انسانوں کو سب سے زیادہ خوش شکل اور متناسب الأعضا بنایا ہے۔

۶۴۔۳ یعنی اقسام و انواع کے کھانے تمہارے لئے مہیا کئے، جو لذیذ بھی ہیں اور قوت بخش بھی۔

ۃ۔۶۵ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہ

وہ زندہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے اسے پکارو تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

ۃ۔۶۶ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہ

آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے ان کی عبادت سے روک دیا گیا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا پکار رہے ہو (۱) اس بنا پر کہ میرے پاس میرے رب کی دلیلیں پہنچ چکی ہیں، مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے رب

کا تابع فرمان ہوجاؤں.

۶۶۔ا چاہے وہ پتھر کی مورتیاں ہوں، انبیا علیہم السلام اور صلحا ہوں اور مدد کے لئے کسی کو مت پکارو، کیونکہ یہ سب عبادت کی قسمیں ہیں جو صرف ایک اللہ کا حق ہے.

ۃ۔۶۷ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ہ

وہ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا پھر تمہیں بچہ کی صورت میں نکالتا ہے، پھر (تمہیں بڑھاتا ہے کہ) تم اپنی پوری قوت کو پہنچ جاؤ پھر بوڑھے ہوجاؤ(۱) تم میں سے بعض اس سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں(۲) (وہ تمہیں چھوڑ دیتا ہے) تاکہ تم معین تک پہنچ جاؤ(۳) اور تاکہ تم سوچ سمجھ لو.

۶۷۔ا یعنی ان تمام کیفیتوں اور اطوار سے گزارنے والا وہی اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں.

۶۷۔۲ یعنی رحم مادر میں مختلف ادوار سے گزر کر باہر آنے سے پہلے ہی ماں کے پیٹ میں، بعض بچپن میں، بعض جوانی میں اور بعض بڑھاپے سے قبل فوت ہوجاتے ہیں.

۶۷۔۳ یعنی اللہ تعالیٰ یہ اس لئے کرتا ہے تاکہ جس کی جتنی عمر اللہ نے لکھ دی ہے، وہ اس کو پہنچ جائے اور اتنی زندگی دنیا میں گزار لے.

ۃ۔۶۸ هُوَ الَّذِىْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ہ رکوع ۷

وہی ہے جو جلاتا ہے اور مار ڈالتا ہے(۱) پھر وہ جب کسی کام کا کرنا مقرر کرتا ہے تو اسے صرف کہتا ہے ہوجا پس وہ ہوجاتا ہے. ع

۶۸۔ا زندہ کرنا اور مارنا اسی کے اختیار میں ہے. وہ ایک بے جان نطفے کو مختلف اطوار سے گزار کر ایک

زندہ انسان کے روپ میں ڈھال دیتا ہے اور پھر ایک وقت مقررہ کے بعد اس زندہ انسان کو مار کر موت کی وادیوں میں سلا دیتا ہے۔

۶۸۔۲ اس کی قدرت کا یہ حال ہے کہ اس کے لفظ کن (ہوجا) سے وہ چیز معارض وجود میں آجاتی ہے جس کا وہ ارادہ کرے۔

ة۔۶۹ اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ يُجَادِلُوۡنَ فِىۡۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى يُصۡرَفُوۡنَ ۖۚ

کیا تو نے نہیں دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں (۱) وہ کہاں پھیر دیئے جاتے ہیں (۲)

۶۹۔۱ انکار اور تکذیب کے لئے یا اس کے رد و ابطال کے لئے۔

۶۹۔۲ یعنی ظہور دلائل اور وضوح حق کے باوجود وہ کس طرح حق کو نہیں مانتے۔ یہ تعجب کا اظہار ہے۔

ة۔۷۰ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِالۡكِتٰبِ وَبِمَاۤ اَرۡسَلۡنَا بِهٖ رُسُلَنَا فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ۙ

جن لوگوں نے کتاب کو جھٹلایا اور اسے بھی جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا انہیں ابھی ابھی حقیقت حال معلوم ہو جائے گی۔

ة۔۷۱ اِذِ الۡاَغۡلٰلُ فِىۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ وَالسَّلٰسِلُ ؕ يُسۡحَبُوۡنَ ۙ

جب ان کی گردنوں میں طوق ہونگے اور زنجیریں ہوں گی گھسیٹے جائیں گے (۱)

۷۱۔۱ یہ وہ نقشہ ہے جو جہنم میں ان مکذبین کا ہوگا۔

ة۔۷۲ فِى الۡحَمِيۡمِ ۙ ثُمَّ فِى النَّارِ يُسۡجَرُوۡنَ ۚ

کھولتے ہوئے پانی میں اور پھر جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے۔

ة۔۷۳ ثُمَّ قِيۡلَ لَهُمۡ اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تُشۡرِكُوۡنَ ۙ

پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ جنہیں تم شریک کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟

ة۔۷۴ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوۡا ضَلُّوۡا عَنَّا بَلْ لَّمۡ نَكُنۡ نَّدۡعُوۡا مِنۡ قَبۡلُ شَيۡـئًا ؕ كَذٰلِكَ

يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِ يْنَ ہ

جواللہ کے سوا تھے(۱) وہ کہیں گے کہ وہ تو ہم سے بہک گئے(۲) بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی کو بھی پکارتے ہی نہ تھے(۳) اللہ تعالٰی کافروں کواسی طرح گمراہ کرتا ہے.

۷۴۔۱ کیا وہ آج تمہاری مدد کر سکتے ہیں؟

۷۴۔۲ یعنی پتہ نہیں، کہاں چلے گئے ہیں، وہ ہماری مدد کیا کریں گے؟

۷۴۔۳ اقرار کرنے کے بعد، پھران کی عبادت کا ہی انکار کر دیں گے کیونکہ وہاں ان پر واضع ہو جائے گا کہ وہ ایسی چیزوں کی عبادت کرتے رہے جو سن سکتی تھیں، نہ دیکھ سکتی تھیں اور نقصان پہنچا سکتی تھیں نہ نفع (فتح القدیر)

ۃ۔۷۵ ذٰلِكُم بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَ حُوْ نَ فِى الْاَ رْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَمْرَ حُوْ نَ ہ

یہ بدلہ ہے اس چیز کا جو تم زمین میں ناحق پھولے نہ سماتے تھے.اور بے جا اتراتے پھرتے تھے.

ۃ۔۷۶ اُ دْ خُلُوْٓ اَبْوَا بَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِ يْنَ ہ

اب آؤ جہنم میں ہمیشہ رہنے کے لئے (اس کے) دروازوں میں داخل ہو جاؤ کیا ہی بری جگہ ہے تکبر کرنے والوں کی (۱)

۷۶۔۱ یہ جہنم مقرر فرشتے، اہل جہنم کو کہیں گے.

ۃ۔۷۷ فَاصْبِرْ اِ نَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَاِ مَّا نُرِ يَنَّكَ بَعْضَ الَّذِ ىْ نَعِدُ هُمْ اَوْ نَتَوَ فَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْ جَعُوْ نَ ہ

پس آپ صبر کریں اللہ کا وعدہ قطعاً سچا ہے(۱) انہیں ہم نے وعدے دے رکھے ہیں ان میں سے کچھ ہم کو دکھائیں یا (اس سے پہلے) ہم آپ کو وفات دے دیں، ان کا لوٹایا جانا تو ہماری ہی طرف ہے.

۷۷۔۱ ہم کافروں سے انتقام لیں گے. یہ وعدہ جلدی بھی پورا ہو سکتا ہے یعنی دنیا میں ہی ہم ان کی گرفت کر

لیں گے یا حسب مشیت الٰہی تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔ یعنی قیامت والے دن ہم انہیں سزا دیں. تاہم یہ بات یقینی ہے کہ یہ اللہ کی گرفت سے بچ کر کہیں جا نہیں سکتے.

۷۸۔ة وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِكَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ قَصَصۡنَا عَلَيۡكَ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ قَصَصۡنَا عَلَيۡكَ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوۡلٍ اَنۡ يَّاۡتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُ اللّٰهِ قُضِىَ بِالۡحَقِّ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ؏ رکوع ۸

یقیناً ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں جن میں سے بعض کے (واقعات) ہم آپ کو بیان کر چکے ہیں اوران میں سے بعض کے (قصے) تو ہم نے آپ کو بیان ہی نہیں کئے (۱) اور کسی رسول کا یہ (مقدور) نہ تھا کہ کوئی معجزہ اللہ کی اجازت کے بغیر لا سکے پھر جس وقت اللہ کا حکم آئے گا (۲) حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا (۳) اور اس جگہ اہل باطن خسارے میں رہ جائیں گے.

۷۸۔۱ اور یہ تعداد میں، بہ نسبت ان کے جن کے واقعات بیان کئے گئے ہیں. بہت زیادہ ہیں. اس لئے کہ قرآن کریم میں تو صرف ۲۵، انبیا و رسل کا ذکر اوران کی قوموں کے حالات بیان کئے ہیں.

۷۸۔۲ یعنی دنیا یا آخرت میں جب ان کے عذاب کا وقت معین آجائے گا.

۷۸۔۳ یعنی ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا. اہل حق کو نجات اور اہل باطل کو عذاب.

۷۹۔ة اَللّٰهُ الَّذِىۡ جَعَلَ لَـكُمُ الۡاَنۡعَامَ لِتَرۡكَبُوۡا مِنۡهَا وَ مِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ۝

اللہ وہ جس نے تمہارے لئے چوپائے پیدا کئے جن میں سے بعض پر تم سوار ہوتے ہو اور بعض کو تم کھاتے ہو. (۱)

۷۹۔۱ یہ سواری کے کام بھی آتے ہیں، ان کا دودھ بھی پیا جاتا ہے (جیسے بکری، گائے اور اونٹنی کا دودھ) ان کا گوشت انسان کی مرغوب ترین غذا ہے اور بار برداری کا کام بھی ان سے لیا جاتا ہے.

۸۰۔ة وَ لَـكُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ وَ لِتَبۡلُغُوۡا عَلَيۡهَا حَاجَةً فِىۡ صُدُوۡرِكُمۡ وَ عَلَيۡهَا وَ عَلَى

الْفُلْكِ تُحْمَلُوْ نَ ہ ط

اور بھی تمہارے لئے ان میں بہت سے نفع ہیں (ا) اور تا کہ اپنے سینوں میں چھپی ہوئی حاجتوں کو انہی پر سواری کر کے تم حاصل کرلو اور ان چوپایوں پر اور کشتیوں پر سوار کئے جاتے ہو۔

۸۰۔ا جیسے ان سب کے اون اور بالوں سے اوران کی کھالوں سے کئی چیزیں بنائی جاتی ہیں.ان کے دودھ سے گھی مکھن، پنیر وغیرہ بھی بنتی ہے.

ۃ۔۸۱ وَ يُرِ يْكُمْ اٰ يٰتِهٖ فَاَیَّ اٰ يٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْ نَ ہ

اللہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھا تا جا رہا ہے پس تم اللہ کی کن کن نشانیوں کا منکر بنتے رہو گے.

ۃ۔۸۲ اَ فَلَمْ يَسِيْرُ وْ ا فِی الْاَ رْضِ فَيَنْظُرُ وْ ا كَيْفَ كَا نَ عَا قِبَةُ الَّذِ يْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط كَا نُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَ اَشَدَّ قُوَّةً وَّ اٰ ثَا رًا فِی الْاَ رْضِ فَمَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَا نُوْ ا يَكْسِبُوْ نَ ہ

کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر اپنے سے پہلوں کا انجام نہیں دیکھا (ا) جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے قوت میں سخت اور زمین میں بہت ساری یادگاریں چھوڑی تھیں ان کے کئے کاموں نے انہیں کچھ بھی فائدہ نہ پہنچایا.

۸۲۔ا یعنی جن قوموں نے اللہ کی نافرمانی کی اور اس کے رسولوں کو جھٹلایا۔ یہ ان کی بستیوں کے آثار اور کھنڈرات تو دیکھیں جو ان کے علاقوں میں ہی ہیں کہ ان کا کیا انجام ہوا؟

ۃ۔۸۳ فَلَمَّا جَآ ءَ تْهُمْ رُسُلُهُمْ بِا لْبَيِّنٰتِ فَرِ حُوْ ا بِمَا عِنْدَ هُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَ حَا قَ بِهِمْ مَّا كَا نُوْ ا بِهٖ يَسْتَهْزِ ءُ وْ نَ ہ

پس جب کبھی ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تو یہ اپنے پاس کے علم پر اترانے لگے (ا) بالآخر جس چیز کو مذاق میں اڑا رہے تھے وہی ان پر الٹ پڑی.

۸۳۔ا علم سے مراد ان کی خود ساختہ شبہات اور باطل دعوے ہیں، انہیں علم سے بطور استہزا تعبیر

فرمایا وہ چونکہ انہیں علمی دلائل سمجھتے تھے، ان کے خیال کے مطابق ایسا کہا۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ اور رسول کی باتوں کے مقابلے میں یہ اپنے توہمات پر اتراتے اور فخر کرتے رہے۔ یا علم سے مراد دنیاوی باتوں کا علم ہے، یہ احکام و فرائض الٰہی کے مقابلے میں انہیں ترجیح دیتے رہے۔

ۃ۔۸۴ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ○

ہمارا عذاب دیکھتے ہی کہنے لگے کہ اللہ واحد پر ہم ایمان لائے اور جن جن کو ہم شریک بنا رہے تھے ہم نے ان سب سے انکار کیا۔

ۃ۔۸۵ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ
عِبَادِهٖ ۚ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ○ ع رکوع ۹

لیکن ہمارے عذاب کو دیکھ لینے کے بعد ان کے ایمان نے انہیں نفع نہ دیا۔ اللہ نے اپنا معمول یہی مقرر کر رکھا ہے جو اس کے بندوں میں برابر چلا آ رہا ہے اور اس جگہ کافر خراب و خستہ ہوئے۔

سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃِ ۴۱ یہ سورت مکی ہے اس میں (۵۴) آیات اور (۶) رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ۃ۔۱ حٰمٓ ○ حٰمٓ (۱)

۱۔۱ یعنی اللہ کا یہ معمول چلا آ رہا ہے کہ عذاب دیکھنے کے بعد توبہ اور ایمان مقبول نہیں۔ یہ مضمون قرآن کریم میں متعدد جگہ بیان ہوا ہے۔

ۃ۔۲ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اتاری ہوئی ہے بڑے مہربان بہت رحم والے کی طرف سے۔

ۃ۔۳ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

ایسی کتاب جس کی آیتوں کی واضع تفصیل کی گئی ہے(۱) (اس حال میں کہ) قرآن عربی زبان میں ہے(۲) اس قوم کے لئے جو جانتی ہے(۳)

۳۔۱ یعنی کیا حلال ہے اور کیا حرام؟ یا طاعت کیا ہیں اور معاصی کیا؟ یا ثواب والے کام کون سے ہیں اور عقاب والے کون سے؟

۳۔۲ یہ حال ہے یعنی اس کے الفاظ عربی ہیں، جن کے معانی مفصل اور واضع ہیں.

۳۔۳ یعنی اس کے الفاظ عربی ہیں، جن کے معانی ومفاہیم اور اس کے اسرار و اسلوب کو جانتی ہے.

ق۔۴ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ہ

خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا (۱) ہے پھر بھی ان کی اکثریت نے منہ پھیر لیا اور وہ سنتے ہی نہیں (۲).

۴۔۱ ایمان اور اعمال صالح کے حاملین کو کامیابی اور جنت کی خوش خبری سنانے والا اور مشرکین ومکذبین کو عذاب نار سے ڈرانے والا۔

۴۔۲ یعنی غور وفکر اور تدبر وتعقل کی نیت سے نہیں سنتے کہ جس سے انہیں فائدہ ہو. اسی لئے ان کی اکثریت ہدایت سے محروم ہے.

ق۔۵ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ہ الثلث

اور انہوں نے کہا کہ تو جس کی طرف ہمیں بلا رہا ہے ہمارے دل تو اس سے پردے میں ہیں (۱) اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے(۲) اور ہم میں اور تجھ میں ایک حجاب ہے، اچھا تو اب اپنا کام کئے جا ہم بھی یقیناً کام کرنے والے ہیں (۳)

۵۔۱ یعنی ہمارے دل اس بات سے پردوں میں ہیں کہ ہم تیری توحید وایمان کی دعوت کو سمجھ سکیں.

۵۔۲ وَقْرٌ کے اصل معنی بوجھ کے ہیں، یہاں مراد بہرا پن ہے، جو حق کے سننے میں مانع تھا۔

۳۔۵ یعنی ہمارے اور تیرے درمیان ایسا پردہ حائل ہے کہ تو جو کہتا ہے، وہ سن نہیں سکتے اور جو کرتا ہے ،اسے دیکھ نہیں سکتے، اس لئے تو ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دے اور ہم تجھے تیرے حال پر چھوڑ دیں، تو ہمارے دین پر عمل نہیں کرتا، ہم تیرے دین پر عمل نہیں کر سکتے.

۶ قُلۡ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَاسۡتَقِیۡمُوۡۤا اِلَیۡہِ وَ اسۡتَغۡفِرُوۡہُ ؕ وَ وَیۡلٌ لِّلۡمُشۡرِکِیۡنَ ۙ

آپ کہہ دیجئے! کہ میں تم ہی جیسا انسان ہوں مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے سو تم اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو، اور ان مشرکوں کے لئے (بڑی ہی) خرابی ہے.

۷ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ ہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ کٰفِرُوۡنَ ۙ

جو زکوٰۃ نہیں دیتے (۱) اور آخرت کے بھی منکر ہی رہتے ہیں.

۷۔۱ یہ سورت مکی ہے. زکوٰۃ ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئی اس لئے اس سے مراد یا تو صدقات ہیں جس کا حکم مسلمانوں کو مکے میں ہی دیا جاتا رہا، جس طرح پہلے صبح وشام کی نماز تھا، پھر ہجرت سے ڈیڑھ سال قبل لیلۃ الاسراء کو پانچ فرض نمازوں کا حکم ہوا. یا پھر زکوۃ سے مراد کلمۂ شہادت ہے، جس سے نفس انسانی شرک کی آلودگیوں سے پاک ہو جاتا ہے. (ابن کثیر)

۸ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ٪ رکوع ۱

بیشک جو لوگ ایمان لائیں اور بھلے کام کریں ان کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے.

۹ قُلۡ اَئِنَّکُمۡ لَتَکۡفُرُوۡنَ بِالَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ وَ تَجۡعَلُوۡنَ لَہٗۤ اَنۡدَادًا ؕ ذٰلِکَ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۚ

آپ کہہ دیجئے! کہ تم اس اللہ کا انکار کرتے ہو اور تم اس کے شریک مقرر کرتے ہو جس نے دو دن

میں زمین پیدا کردی سارے جہانوں کا پروردگار وہی ہے.

ۃ۔۱۰ وَ جَعَلَ فِيۡهَا رَوَاسِىَ مِنۡ فَوۡقِهَا وَ بٰرَكَ فِيۡهَا وَ قَدَّرَ فِيۡهَاۤ اَقۡوَاتَهَا فِىۡۤ اَرۡبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيۡنَ ۝

اوراس نے زمین میں اس کے اوپر سے پہاڑ گاڑ دیئے(۱) اوراس میں برکت رکھ دی(۲) اوراس میں (رہنے والوں) کی غذاؤں کی تجویز بھی اسی میں کردی(صرف) چار دن میں(۳) ضرورت مندوں کے لئے یکساں طور پر(۴).

۱۰۔۱ یعنی پہاڑوں کو زمین میں سے ہی پیدا کر کے ان کو اس کے اوپر گاڑ دیا تا کہ زمین ادھر یا ادھر نہ ڈولے.

۱۰۔۲ یہ اشارہ ہے پانی کی کثرت، انواع واقسام کے رزق، معدنیات اور دیگر اسی قسم کی اشیاء کی طرف یہ زمین کی برکت ہے، کثرت خیر کا نام ہی برکت ہے

۱۰۔۳ یعنی تخلیق کے پہلے دو دن اور وحی کے دو دن سارے دن ملا کر یہ کل چار دن ہوئے ،

۱۰۔۴ ٹھیک چار دن میں ہوا. یعنی پوچھنے والوں کو بتلا دو کہ یہ عمل ٹھیک چار دن میں ہوا. یا پورا یا برابر جواب ہے سائلین کے لئے.

ۃ۔۱۱ ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلۡاَرۡضِ ائۡتِيَا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيۡنَا طَآئِعِيۡنَ ۝

پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں (سا) تھا پس اسے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا ناخوشی سے(۱) دونوں نے عرض کیا بخوشی حاضر ہیں.

۱۱۔۱ یہ آنا کس طرح تھا؟ اس کی کفیت بیان نہیں کی جاسکتی. یہ دونوں اللہ کے پاس آئے جس طرح اس نے چاہا بعض نے اس کا مفہوم لیا ہے کہ میرے حکم کی اطاعت کرو، انہوں نے کہا ٹھیک ہے ہم حاضر

ہیں، چنانچہ اللہ نے آسمانوں کو حکم دیا، سورج، چاند ستارے نکال اور زمین کو کہا، نہریں جاری کر دے اور پھل نکال دے (ابن کثیر) یہ مفہوم ہے کہ تم دونوں وجود میں آجاؤ.

۱۲ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ اَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ حِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ہ

پس دو دن میں سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کے مناسب احکام کی وحی بھیج دی (۱) اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور نگہبانی کی (۲) یہ تدبیر اللہ غالب و دنا کی ہے.

۱۲-۱ یعنی خود آسمانوں کو یا ان میں آباد فرشتوں کو مخصوص کاموں اور وظایف کا پابند کر دیا.

۱۲-۲ یعنی شیطان سے نگہبانی، جیسا کہ دوسرے مقام پر وضاحت کی ہے ستاروں کا ایک تیسرا مقصد دوسری جگہ اَهْتِدَاءً (راستہ معلوم کرنا) بھی بیان کیا گیا (النحل-۱۶)

۱۳ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ہ ؕ

اب یہ روح گردان ہوں تو کہہ دیجئے! کہ میں تمہیں اس کڑک (عذاب آسمانی) سے اتارتا ہوں جو مثل عادیوں اور ثمودیوں کی کڑک کے ہوگی.

۱۴ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ہ

ان کے پاس جب ان کے آگے پیچھے سے پیغمبر آئے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتوں کو بھیجتا. ہم تو تمہاری رسالت کے بالکل منکر ہیں (۱)

۱۴-۱ یعنی چونکہ تم ہماری طرح ہی کے انسان ہو، اس لئے ہم تمہیں نبی نہیں مان سکتے اللہ تعالیٰ کو نبی بھیجنا ہوتا تو فرشتوں کو بھیجتا نہ کہ انسانوں کو.

۱۵ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ قَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ

يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝

اب قوم عادنے تو بے وجہ زمین میں سرکشی شروع کردی اور کہنے لگے ہم سے زور آور کون ہے؟ کیا انہیں یہ نظر نہ آیا کہ جس نے اسے پیدا کیا وہ ان سے (بہت ہی) زیادہ زور آور ہے، وہ (آخر تک) ہماری آیتوں کا انکار ہی کرتے رہے۔

۱۵۔۱ یعنی کیا وہ اللہ سے بھی زیادہ زور آور ہیں، جس نے انہیں پیدا کیا اور انہیں قوت وطاقت سے نوازا۔ کیا ان کے بنانے کے بعد اس کی اپنی قوت وطاقت ختم ہوگئی ہے؟

۱۶۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِىْۤ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْىِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝

بالآخر ہم نے ان پر ایک تیز تند آندھی (۱) منحوس دنوں میں (۲) بھیج دی کہ انہیں دنیاوی زندگی میں ذلت کے عذاب کا مزہ چکھا دیں، اور (یقین مانو) کہ آخرت کا عذاب اس سے بہت زیادہ رسوائی والا اور وہ مدد نہیں کئے جائیں گے۔

۱۶۔۱ یعنی ایسی ہوا جس میں سخت آواز تھی، یعنی نہایت تند اور تیز ہوا، جس میں آواز بھی ہوتی ہے۔

۱۶۔۲ یہ ہوا سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل چلتی رہی، بعض نے گرد و غبار یہ ایام جن میں ان پر سخت ہوا کا طوفان جاری رہا، انکے لئے منحوس ثابت ہوئے۔ یہ نہیں کہ ایام ہی منحوس ہیں۔

۱۷۔ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

رہے قوم ثمود، سو ہم نے ان کی بھی راہبری کی (۱) پھر بھی انہوں نے ہدایت پر اندھے پن کو ترجیح دی (۲) جس بنا پر انہیں (سراپا) ذلت کے عذاب کی کڑک نے ان کے کرتوتوں کے باعث پکڑ لیا۔

۱۷۔۱ یعنی ان کو توحید کی دعوت دی، اس کے دلائل ان کے سامنے واضح کئے اور ان کے پیغمبر حضرت

صالح علیہ السلام کے ذریعے سے ان پر حجت تمام کی.

۱۷۔۲ یعنی انہوں نے مخالفت کی حتیٰ کہ اس اونٹنی تک کو ذبح کرڈالا جو بطور معجزہ ان کی خواہش پر چٹان سے ظاہر کی گئی تھی اور پیغمبر کی صداقت کی دلیل تھی.

ۃ۔۱۸ وَ نَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ٥ ع

رکوع ۲

اور (ہاں) ایمان دار اور پارساؤں کو ہم نے (بال بال) بچالیا.

ۃ۔۱۹ وَ يَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ٥

اور جس دن (ا) اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف لائے جائیں گے اور ان (سب) کو جمع کر دیا جائے گا.

۱۹۔۱ وہ وقت یاد کرو جب اللہ کے دشمنوں کو جہنم کے فرشتے جمع کریں گے یعنی اول سے آخر تک کے دشمنوں کا اجتماع ہوگا.

ۃ۔۲۰ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥

یہاں تک کہ جب بالکل جہنم کے پاس آجائیں گے ان پر ان کے کان پر اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے اعمال کی گواہی دیں گی (ا)

۲۰۔۱ یعنی جب وہ اس بات سے انکار کریں گے کہ انہوں نے شرک کا ارتکاب کیا، تو اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہر لگادے گا اور ان کے اعضاء بول کر گواہی دیں گے کہ یہ فلاں فلاں کام کرتے رہے.

ۃ۔۲۱ وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ط قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ٥

یہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف شہادت کیوں دی (ا) وہ جواب دیں گی ہمیں اس اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی جس نے ہر چیز کو بولنے کی طاقت بخشی ہے، اسی نے تمہیں اول مرتبہ پیدا

کیا اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے.

١۔٢١ یعنی جب مشرکین اور کفار دیکھیں گے کہ خود ان کے اپنے اعضا ان کے خلاف گواہی دے رہے ہیں، تو ازراہ تعجب یا بطور عتاب اور ناراضگی کے، ان سے کہیں گے.

ۃ۔٢٢ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لَآ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ وَ لٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ہ

اور تم (اپنی بداعمالیوں) اس وجہ سے پوشیدہ رکھتے ہی نہ تھے کہ تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی دیں گی (١) ہاں تم یہ سمجھتے رہے کہ تم جو کچھ کر رہے ہو اس میں سے بہت سے اعمال سے اللہ بے خبر ہے.

١۔٢٢ اس کا مطلب ہے کہ تم گناہ کا کام کرتے ہوئے لوگوں سے تو چھپنے کی کوشش کرتے تھے لیکن اس بات کا کوئی خوف تمہیں نہیں تھا کہ تمہارے خلاف خود تمہارے اپنے اعضا بھی گواہی دیں گے جن سے چھپنے کی ضرورت محسوس کرتے. اس کی وجہ ان کا بعث ونشور سے انکار اور اس پر عدم یقین تھا.

ۃ۔٢٣ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِىْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ہ

تمہاری اس بدگمانی نے جو تم نے اپنے رب سے کر رکھی تھی تمہیں ہلاک کر دیا اور بالآخر تم زیاں کاروں میں ہو گئے.

ۃ۔٢٤ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ وَ اِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ہ

اب اگر یہ صبر کریں تو بھی ان کا ٹھکانا جہنم ہی ہے. اور اگر (عذر و) معافی کے خواستگار ہوں تو بھی معذور و معاف نہیں رکھے جائیں گے (١)

١۔٢٤ ایک دوسرے معنی یہ کئے گئے ہیں کہ اگر وہ منانا چاہیں گے (عُتْبٰی رضا طلب کریں گے) تاکہ وہ جنت میں چلے جائیں تو یہ چیز ان کو کبھی حاصل نہ ہوگی (الیسر التفاسیر وفتح القدیر)

ۃ۔٢٥ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَ حَقَّ عَلَيْهِمُ

الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ہ ع رکوع ۱۷

اورہم نے ان کے کچھ ہم نشین مقرر کررکھے تھے جنہوں نے ان کے اگلے پچھلے اعمال ان کی نگاہوں میں خوبصورت بنا رکھے (۱) تھے اور ان کے حق میں بھی اللہ کا قول امتوں کے ساتھ پورا ہوا جو ان سے پہلے جنوں اور انسانوں کی گزر چکی ہیں. یقیناً وہ زیاں کار ثابت ہوئے.

۲۵۔۱ ان سے مراد وہ شیاطین انس وجن ہیں جو باطل پر اصرار کرنے والوں کے ساتھ لگ جاتے ہیں، جو انہیں کفر ومعاصی کو خوبصورت کر کے دکھاتے ہیں، پس وہ اس گمراہی کی دلدل میں پھنسے رہتے ہیں، حتیٰ کہ انہیں موت آجاتی ہے اور وہ خسارۂ ابدی کے مستحق قرار پاتے ہیں.

۲۶۔ة وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ہ

اور کافروں نے کہا اس قرآن کی سنو ہی مت (۱) (اس کے پڑھے جانے کے وقت) اور بے ہودہ گوئی کرو (۲) کیا عجب کہ تم غالب آجاؤ (۳)

۲۶۔۱ یہ انہوں نے باہم ایک دوسرے کو کہا.

۲۶۔۲ یعنی شور کرو، تالیں، سیٹیاں بجاؤ، چیخ چیخ کر باتیں کرو تاکہ حاضرین کے کانوں میں قرآن کی آواز نہ جائے اور ان کے دل قرآن کی بلاغت اور خوبیوں سے متاثر نہ ہوں.

۲۶۔۳ یعنی ممکن ہے اس طرح شور کرنے کی وجہ سے محمد (ﷺ) قرآن کی تلاوت ہی نہ کرے جسے سن کر لوگ متاثر ہوتے ہیں.

۲۷۔ة فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا وَّ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ہ

پس یقیناً ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے. اور انہیں ان کے بدترین اعمال کا بدلہ (ضرور) ضرور دیں گے (۱)

۲۷۔۱ یعنی ان کے بعض اچھے عملوں کی کوئی قیمت نہ ہوگی، مثلاً اکرام ضعیف، صلہ رحمی وغیرہ، کیونکہ ایمان

کی دولت سے وہ محروم رہے تھے، البتہ برے عملوں کی جزا انہیں ملے گی، جن میں قرآن کریم سے روکنے کا جرم بھی ہے.

۲۸ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءً بِمَا كَانُوا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُونَ ۝

اللہ کے دشمنوں کی سزا یہی دوزخ کی آگ ہے جس میں ان کا ہمیشگی کا گھر ہے (یہ) بدلہ ہے ہماری آیتوں سے انکار کرنے کا.

۲۹ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْاَسْفَلِينَ ۝

اور کافر لوگ کہیں گے اے ہمارے رب! ہمیں جنوں انسانوں (کے وہ دونوں فریق) دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا (۱) ہے (تاکہ) ہم انہیں اپنے قدموں تلے ڈال دیں تاکہ وہ جہنم میں سب سے نیچے (سخت عذاب میں) ہو جائیں.

۲۹۔۱ اس کا مفہوم واضح ہے کہ گمراہ کرنے والے شیاطین ہی نہیں ہوتے تاہم بعض نے جن سے ابلیس اور انسانوں سے قابیل مراد لیا ہے، جس نے انسانوں میں سے سب سے پہلے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر کے ظلم اور کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا اور حدیث کے مطابق قیامت تک ہونے والے ناجائز قتلوں کے گناہ کا ایک حصہ بھی اس کو ملتا رہے گا ہمارے خیال میں پہلا مفہوم زیادہ صحیح ہے.

۳۰ اِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَاَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝

(واقعی) جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے (۱) اور پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں (۲) کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو (۳) (بلکہ) اس جنت کی بشارت

سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو(۴)۔

۳۰۔۱ یعنی سخت عذاب سے سخت حالات میں بھی ایمان وتوحید پر قائم رہے ،اس سے انحراف نہیں کیا.

۳۰۔۲ یعنی موت کے وقت،بعض کہتے ہیں،فرشتے یہ خوش خبری تین جگہوں پر دیتے ہیں،موت کے وقت ،قبر میں اور قبر سے دوبارہ اٹھتے وقت.

۳۰۔۳ یعنی آخرت میں پیش آنے والے حالات کا اندیشہ اور دنیا میں مال واولاد جو چھوڑ آئے ہو،ان کا غم نہ کرو.

۳۰۔۴ یعنی دنیا میں جس کا وعدہ تمہیں دیا گیا تھا.

۳۱۔ة نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓـؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۚ وَ لَکُمۡ فِیۡهَا مَا تَشۡتَهِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَ لَکُمۡ فِیۡهَا مَا تَدَّعُوۡنَ ؕ ع

تمہاری دنیاوی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی رہیں(۱) جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب تمہارے لئے (جنت میں موجود) ہے.

۳۱۔۱ یہ مزید خوشخبری ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے.بعض کے نزدیک یہ فرشتوں کا قول ہے، دونوں صورتوں میں مومن کے لئے یہ عظیم خوش خبری ہے.

۳۲۔ة نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ؕ

غفور رحیم (معبود) کی طرف سے یہ سب کچھ بطور مہمانی کے ہے.

۳۳۔ة وَ مَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ؕ

اور اس زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں (۱)

۳۳۔۱ یعنی لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے کے ساتھ خود بھی ہدایت یافتہ، دین کا پابند اور اللہ کا مطیع ہے.

ۃ۔۳۴ وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَۃٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ہ

نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی (۱) برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہوجائے گا جیسے دلی دوست.

۳۴۔۱ بلکہ ان میں عظیم فرق ہے.

ۃ۔۳۵ وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ہ

اور یہ بات انہیں نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں (۱) اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی نہیں پا سکتا (۲)

۳۵۔۱ یعنی برائی کو بھلائی کے ساتھ ٹالنے کی خوبی اگرچہ نہایت مفید اور بڑی ثمر آور ہے لیکن اس پر عمل وہی کرسکیں گے جو صابر ہونگے. غصے کو پی جانے والے اور ناپسندیدہ باتوں کو برداشت کرنے والے.

۳۵۔۲ یعنی مذکورہ خوبیاں اس کو حاصل ہوتی ہیں جو بڑے نصیبے والا ہوتا ہے. یعنی جنتی جس کے لئے جنت میں جانا لکھ دیا گیا ہو.

ۃ۔۳۶ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ہ

اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو (۱) یقیناً وہ بہت ہی سننے والا جاننے والا ہے (۲)

۳۶۔۱ یعنی شیطان، شریعت کے کام سے پھیرنا چاہے یا احسن طریقے سے برائی کے دفع کرنے میں رکاوٹ ڈالے تو اس کے شر سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ طلب کرو.

۳۶۔۲ اور جو ایسا ہو یعنی ہر ایک کی سننے والا اور ہر بات کو جاننے والا، وہی پناہ کے طلب گاروں کو پناہ دے سکتا ہے. اس کے بعد اب پھر بعض ان نشانیوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو اللہ کی توحید، اس کی قدرت کاملہ اور اس کی قوت تصرف پر دلالت کرتی ہیں.

ق۔۳۷ وَ مِنۡ اٰیٰتِہِ الَّیۡلُ وَ النَّھَارُ وَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ ؕ لَا تَسۡجُدُوۡا لِلشَّمۡسِ وَ لَا لِلۡقَمَرِ وَ اسۡجُدُوۡا لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَھُنَّ اِنۡ کُنۡتُمۡ اِیَّاہُ تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۳۷﴾

اور دن رات اور سورج چاند بھی (اسی کی) نشانیوں میں سے ہیں (ا) تم سورج کو سجدہ نہ کرو نہ چاند کو بلکہ سجدہ اس اللہ کے لئے کرو جس نے سب کو پیدا کیا ہے اگر تمہیں اس کی عبادت کرنی ہے تو۔

۳۷۔ا اس لئے کہ یہ بھی تمہاری طرح اللہ کی مخلوق ہیں، خدائی اختیارات سے بہرہ ور یا ان میں شریک نہیں ہیں

ق۳۸ فَاِنِ اسۡتَکۡبَرُوۡا فَالَّذِیۡنَ عِنۡدَ رَبِّکَ یُسَبِّحُوۡنَ لَہٗ بِالَّیۡلِ وَ النَّھَارِ وَ ھُمۡ لَا یَسۡـَٔمُوۡنَ ﴿۳۸﴾ السجدہ

پھر بھی اگر یہ کبرو غرور کریں تو وہ (فرشتے) جو آپ کے رب کے نزدیک ہیں وہ تو رات دن اس کی تسبیح بیان کر رہے ہیں اور (کسی وقت بھی) نہیں اکتاتے۔

ق۔۳۹ وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنَّکَ تَرَی الۡاَرۡضَ خَاشِعَۃً فَاِذَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡھَا الۡمَآءَ اھۡتَزَّتۡ وَ رَبَتۡ ؕ اِنَّ الَّذِیۡۤ اَحۡیَاھَا لَمُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ؕ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۳۹﴾

اور اس اللہ کی نشانیوں میں سے (یہ بھی) ہے کہ تو زمین کو دبی دبائی دیکھتا ہے (ا) پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو وہی تر و تازہ ہو کر ابھرنے لگتی ہے (۲) جس نے اسے زندہ کیا وہی یقینی طور پر مردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے (۳)

۳۹۔ا خَاشِعَۃً کا مطلب، خشک اور قحط زدہ یعنی مردہ۔

۳۹۔۲ یعنی انواع و اقسام کے خوش ذائقہ پھل اور غلے پیدا کرتی ہے۔

۳۹۔۳ مردہ زمین کو بارش کے ذریعے سے اس طرح زندہ کر دینا اور روئیدگی کے قابل بنا دینا، اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مردوں کو بھی یقیناً زندہ کر دے گا۔

ق۔۴۰ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُلۡحِدُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا لَا یَخۡفَوۡنَ عَلَیۡنَا ؕ اَفَمَنۡ یُّلۡقٰی فِی النَّارِ خَیۡرٌ

ؕ اَ مْ مَّنْ یَّاْ تِیْٓ اٰ مِنًا یَّوْ مَ الْقِیٰمَۃِ ط اِ عْمَلُوْ ا مَا شِئْتُمْ اِ نَّہٗ بِمَا تَعْمَلُوْ نَ بَصِیْرٌ ہ

بے شک جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں وہ (کچھ) ہم سے مخفی نہیں (۱) (بتلاؤ تو) جو آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا وہ جو امن وامان کے ساتھ قیامت کے دن آئے؟ (۲) تم جو چاہو کرتے چلے جاؤ (۳) وہ تمہارا سب کیا کرایا دیکھ رہا ہے.

۴۰۔۱ (چاہے وہ کسی قسم کے ہوں) کے لئے سخت وعید ہے.

۴۰۔۲ یعنی کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ نہیں۔ یقیناً نہیں علاوہ ازیں اس سے اشراہ کر دیا کہ کافر آگ میں ڈالے جائیں گے اور اہل ایمان قیامت والے دن بے خوف ہونگے.

۴۰۔۳ یہ امر کا لفظ ہے، لیکن یہاں اس سے مقصود وعید اور تہدید ہے. کفر وشرک اور معیصت کے لئے اذن اور جواز نہیں ہے.

ۃ۔۴۱ اِ نَّ الَّذِ یْنَ کَفَرُوْ ا بِا لذِّ کْرِ لَمَّا جَآ ءَ ھُمْ وَ اِ نَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِ یْزٌ ہ

جن لوگوں نے اپنے پاس قرآن پہنچ جانے کے باوجود اس سے کفر کیا، (وہ بھی ہم سے پوشیدہ نہیں) یہ (۱) باوقعت کتاب ہے (۲)

۴۱۔۱ انہیں ان کے کفر کی سزا دی جائے گی یا (وہ ہلاک ہونے والے ہیں)

۴۱۔۲ یعنی یہ کتاب، جس سے اعراض انحراف کیا جاتا ہے معارضے اور طعن کرنے والوں کے طعن سے بہت بلند اور ہر عیب سے پاک ہے.

ۃ۔۴۲ لَّا یَاْ تِیْہِ الْبَا طِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَ یْہِ وَ لَا مِنْ خَلْفِہٖ ط تَنْزِ یْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ ہ

جس کے پاس باطل پھٹک نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے اور نہ اس کے پیچھے سے، یہ ہے نازل کردہ حکمتوں والے خوبیوں والے (اللہ) کی طرف سے (۱)

۴۲۔۱ یعنی وہ ہر طرح سے محفوظ ہے، آگے سے، کا مطلب ہے کمی اور پیچھے سے، کا مطلب ہے

زیادتی یعنی باطل اس کے آگے سے آکر اس میں کمی اور نہ اس کے پیچھے سے آکر اضافہ کر سکتا ہے اور نہ کوئی تغیر و تحریف ہی کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے.

۴۳ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدۡ قِيۡلَ لِلرُّسُلِ مِنۡ قَبۡلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوۡ مَغۡفِرَةٍ وَّ ذُوۡ عِقَابٍ اَلِيۡمٍ ۝

آپ سے وہی کہا جاتا ہے جو آپ سے پہلے کے رسولوں سے بھی کہا گیا ہے (۱) یقیناً آپ کا رب معافی والا (۲) اور دردناک عذاب والا ہے (۳).

۴۳۔۱ یعنی پچھلی قوموں نے اپنے پیغمبروں کی تکذیب کے لئے جو کچھ کہا یہ ساحر ہیں، مجنون ہیں، کذاب ہیں وغیرہ وغیرہ، وہی کچھ کفار مکہ نے بھی آپ ﷺ کو کہا. یہ گویا آپ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ ﷺ کی تکذیب اور آپ ﷺ کی سحر، کذب اور جنون کی طرف نسبت، نئی نہیں ہے، ہر پیغمبر کے ساتھ یہی کچھ ہوتا آیا ہے.

۴۳۔۲ یعنی اہل ایمان و توحید کے لئے جو مستحق مغفرت ہیں.

۴۳۔۳ ان کے لئے جو کافر اور اللہ کے پیغمبروں کے دشمن ہیں. یہ آیت بھی سورۂ حجر کی آیت کی طرح ہے.

۴۴ وَ لَوۡ جَعَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا اَعۡجَمِيًّا لَّقَالُوۡا لَوۡ لَا فُصِّلَتۡ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَ اَعۡجَمِيٌّ وَّ عَرَبِيٌّ ؕ
قُلۡ هُوَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ وَ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ فِيۡۤ اٰذَانِهِمۡ وَقۡرٌ وَّ هُوَ
عَلَيۡهِمۡ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوۡنَ مِنۡ مَّكَانٍۭ بَعِيۡدٍ ۝ ع رکوع ۵

اور اگر ہم اسے عجمی زبان کا قرآن بناتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں؟ یہ کیا عجمی کتاب اور آپ عربی رسول؟ آپ کہہ دیجئے! کہ یہ تو ایمان والوں کے لئے ہدایت و

شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں تو (بہرہ پن اور) بوجھ ہے اور یہ ان پر اندھا پن ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو کسی بہت دور دراز جگہ سے پکارے جا رہے ہیں (۱)

۴۴۔۱ یعنی جس طرح دور کا شخص، دوری کی وجہ سے پکارنے والے کی آواز سننے سے قاصر رہتا ہے، اسی طرح ان لوگوں کی عقل و فہم میں قرآن نہیں آتا۔

۴۵۔ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝

یقیناً ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی تھی، سو اس میں بھی اختلاف کیا گیا اور اگر (وہ) بات نہ ہوتی (جو) آپ کے رب کی طرف سے پہلے ہی مقرر ہو چکی ہے (۱) تو ان کے درمیان (کبھی) کا فیصلہ ہو چکا ہوتا (۲) یہ لوگ تو اسکے بارے میں سخت بے چین کرنے والے شک میں ہیں (۳)

۴۵۔۱ کہ ان کے عذاب دینے سے پہلے مہلت دی جائے گی۔

۴۵۔۲ یعنی فوراً عذاب دے کر ان کو تباہ کر دیا گیا ہوتا۔

۴۵۔۳ یعنی ان کا انکار عقل و بصیرت کی وجہ سے نہیں، بلکہ محض شک کی وجہ سے ہے جو ان کو بے چین کیے رکھتا ہے۔

۴۶۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

جو شخص نیک کام کرے گا وہ اپنے نفع کے لئے اور جو برا کام کرے گا اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔ اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں (۱)۔

۴۶۔۱ اس لئے کہ وہ عذاب صرف اسی کو دیتا ہے جو گناہ گار ہوتا ہے، نہ کہ جس کو چاہے، یوں ہی عذاب میں مبتلا کر دے۔

اِلَیۡهِ یُرَدُّ ۲۵	سورت	حٰم السجدہ	شوریٰ	زخرف	دخان	جاثیہ
	صفحہ	جاری	۲۷۳	۲۹۱	۳۱۲	۳۲۳

ق۔۴۷ اِلَیۡهِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ مِّنۡ اَكۡمَامِهَا وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ وَیَوۡمَ یُنَادِیۡهِمۡ اَیۡنَ شُرَكَآءِیۡ قَالُوۡۤا اٰذَنّٰكَ مَا مِنَّا مِنۡ شَهِیۡدٍ ۝

قیامت کا علم اللہ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے(۱) اور جو جو پھل اپنے شگوفوں میں سے نکلتے ہیں اور جو مادہ حمل سے ہوتی ہے اور جو بچے وہ جنتی ہے سب کا علم اسے ہے(۲) اور جس دن اللہ تعالیٰ ان (مشرکوں) کو بلا کر دریافت فرمائے گا میرے شریک کہاں ہیں، وہ جواب دیں گے کہ ہم نے تو تجھے کہہ سنایا کہ ہم میں سے تو کوئی اس کا گواہ نہیں(۳).

۴۷۔۱ یعنی اللہ کے سوا اس کے وقوع کا علم کسی کو نہیں اس لئے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے قیامت کے واقع ہونے کے بارے میں پوچھا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا اس کی بابت مجھے بھی اتنا علم ہے جتنا تجھے ہے، میں تجھ سے زیادہ نہیں جانتا دوسرے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ اِلٰی رَبِّكَ مُنۡتَهٰهَا ﴾ .

۴۷۔۲ یہ اللہ کے علم کا محیط کا بیان ہے اور اس کی صفت علم میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے یعنی اس طرح کا علم کامل کسی کو حاصل نہیں، حتیٰ کے انبیا علیہم السلام کو بھی نہیں انہیں بھی اتنا ہی علم ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کے ذریعے سے بتلا دیتا ہے.

۴۷۔۳ یعنی آج ہم میں سے کوئی شخص یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کہ تیرا کوئی شریک ہے؟

ق۔۴۸ وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَظَنُّوۡا مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ ۝

اور یہ جن (جن) کی پرستش اس سے پہلے کرتے تھے وہ ان کی نگاہ سے گم ہوگئے(۱) اور انہوں نے سمجھ لیا ان کے لئے کوئی بچاؤ نہیں(۲)

۴۸۔۱ یعنی وہ ادھر ادھر ہوگئے اور حسب گمان انہوں نے کسی کو فائدہ نہیں پہنچایا.

۴۸۔۲ یہ گمان، یقین کے معنی میں ہیں یعنی قیامت والے دن وہ یقین کرنے پر مجبور ہوں گے کہ انہیں اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں.

ۃ۔۴۹ لَا یَسْئَمُ الْاِ نْسَا نُ مِنْ دُعَآ ءِ الْخَیْرِ وَ اِ نْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَیَئُوْ سٌ قَنُوْ طٌ ہ

بھلائی کے مانگنے سے انسان تھکتا نہیں اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو مایوس اور ناامید ہوجاتا ہے(ا).

۴۹۔ا یعنی تکلیف پہنچنے پر فوراً مایوسی کا شکار ہوجاتا ہے جب کہ اللہ کے مخلص بندوں کا حال اس سے مختلف ہوتا ہے، وہ ایک تو دنیا کے طالب نہیں ہوتے، ان کے سامنے ہر وقت آخرت ہی ہوتی ہے، دوسرے تکلیف پہنچنے پر بھی اللہ کی رحمت اور اس کے فضل سے مایوس نہیں ہوتے، بلکہ آزمائشوں کو بھی کفارۂ سیئات اور رفع درجات کا باعث گردانتے ہیں، گویا مایوسی ان کے قریب بھی نہیں پھٹکتی.

ۃ۔۵۰ وَ لَئِنْ اَذَ قْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْ ۢ بَعْدِ ضَرَّ آ ءَ مَسَّتْهُ لَیَقُوْ لَنَّ هٰذَا لِیْ وَ مَا اَظُنُّ السَّا عَةَ قَآ ئِمَةً وَّ لَئِنْ رُّ جِعْتُ اِلٰی رَبِّیْٓ اِنَّ لِیْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰی فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِ یْنَ كَفَرُوْ ا بِمَا عَمِلُوْا وَ لَنُذِ یْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَا بٍ غَلِیْظٍ ہ

اور جو مصیبت اسے پہنچ چکی ہے اس کے بعد اگر ہم اسے کسی رحمت کا مزہ چکھائیں تو وہ کہہ اٹھتا ہے کہ اس کا تو میں حقدار(ا) ہی تھا میں تو خیال نہیں کرسکتا کہ قیامت قائم ہوگی اور اگر میں اپنے رب کے پاس واپس گیا تو بھی یقیناً میرے لئے اس کے پاس بھی بہتری(۲) ہے، یقیناً ہم ان کفار کو ان کے اعمال سے خبردار کریں گے اور انہیں سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے.

۵۰۔ا یعنی اللہ کے ہاں میں محبوب ہوں، وہ مجھ سے خوش ہے، اسی لئے مجھے وہ اپنی نعمتوں سے نوازہ ہے. حالانکہ دنیا کی کمی بیشی اس کی محبت یا ناراضگی کی علامت نہیں ہے. بلکہ صرف آزمائش کے لئے اللہ ایسا کرتا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ نعمتوں میں اس کا شکر کون کررہا ہے اور تکلیفوں میں صابر کون ہے؟

۵۰۔۲ یہ کہنے والا منافق یا کافر ہے، کوئی مومن ایسی بات نہیں کہہ سکتا. کافر ہی یہ سمجھتا ہے کہ

میری دنیا خیر کے ساتھ گزر رہی ہے تو آخرت بھی میرے لئے ایسی ہی ہوگی.

ۃ۔۵۱ وَ اِذَآ اَنۡعَمۡنَا عَلَى الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ‌ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوۡ دُعَآءٍ عَرِيۡضٍ ہ

اور جب ہم انسان پر اپنا انعام کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور کنارہ کش ہو جاتا ہے(ا) اور جب اسے مصیبت پڑتی ہے تو بڑی لمبی چوڑی دعائیں کرنے والا بن جاتا ہے.

ا۔۵۱ یعنی حق سے منہ پھیر لیتا ہے اور حق کی اطاعت سے اپنا پہلو بدل لیتا ہے اور تکبر کا اظہار کرتا ہے.

ۃ۔۵۲ قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ كَانَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرۡتُمۡ بِهٖ مَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ هُوَ فِىۡ شِقَاقٍۢ بَعِيۡدٍ ہ

آپ کہہ دیجئے! کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے آیا ہوا ہو پھر تم نے اسے نہ مانا بس اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہوگا(ا) جو مخالفت میں (حق سے) دور چلا جائے۔

ا۔۵۲ یعنی ایسی حالت میں تم سے زیادہ گمراہ اور تم سے زیادہ دشمن کون ہوگا.

ۃ۔۵۳ سَنُرِيۡهِمۡ اٰيٰتِنَا فِى الۡاٰفَاقِ وَفِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُ الۡحَـقُّ‌ ؕ اَوَلَمۡ يَكۡفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ہ

عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں افاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ حق یہی ہے کیا آپ کے رب کا ہر چیز سے واقف و اگاہ ہونا کافی نہیں(ا)

ا۔۵۳ استفہام اقراء ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اقوال و افعال کے دیکھنے کے لئے کافی ہے، اور وہی اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو اس کے سچے رسول حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا.

ۃ۔۵۴ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ فِىۡ مِرۡيَةٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ‌ ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍ مُّحِيۡطٌ ہ ع

یقین جانو! کہ یہ لوگ اپنے رب کے روبرو جانے سے شک میں ہیں(ا) یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے.

۵۴۔ا اس لئے اس کی بابت غور وفکر نہیں کرتے، نہ اس کے لئے عمل کرتے ہیں اور نہ اس دن کا کوئی خوف ان کے دلوں میں ہے.

سُوْرَۃُ الشُّوْریٰ ۴۲ یہ سورت مکی ہے اس میں (۵۳) آیات اور (۵) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے.

۱ حٰمٓ ۝ ۲ عٓسٓقٓ ۝

۳ کَذٰلِکَ یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡکَ وَ اِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکَ اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝

اللہ تعالیٰ جو زبردست ہے اور حکمت والا ہے اسی طرح تیری طرف اور تجھ سے اگلوں کی طرف وحی بھیجتا رہا (۱)

۳۔ا یعنی جس طرح یہ قرآن تیری طرف نازل کیا گیا ہے اسی طرح تجھ سے پہلے انبیاء پر آسمانی کتابیں نازل کی گئیں وحی، اللہ کا کلام ہے جو فرشتے کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کے پاس بھیجتا رہا ہے ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے وحی کی کفیت پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ کبھی تو یہ میرے پاس گھنٹی کی آواز کی مثل آتی ہے اور یہ مجھ پر سب سے سخت ہوتی ہے، جب یہ ختم ہو جاتی ہے تو مجھے یاد ہو چکی ہوتی ہے اور کبھی فرشتہ انسانی شکل میں آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے اور وہ جو کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں. حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، میں نے سخت سردی میں مشاہدہ کیا کہ جب وحی کی کفیت ختم ہوتی تو آپ پسینے میں شرابور ہوتے اور آپ کی پیشانی سے پسینے کے قطرے گر رہے ہوتے۔ (صحیح بخاری)

۴ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَ ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ۝

آسمانوں کی (تمام) چیزیں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے وہ برتر اور عظیم الشان ہے.

۵ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡ فَوۡقِہِنَّ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ وَ

يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِى الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ه

قریب ہے آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں (۱) اور تمام فرشتے اپنے رب کی پاکی تعریف کے ساتھ بیان کر رہے ہیں اور زمین والوں کے لئے استغفار کر رہے ہیں (۲) خوب سمجھ رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی معاف فرمانے والا ہے (۳)

۵۔۱ اللہ کی عضمت وجلال کی وجہ سے۔

۵۔۲ یہ مضمون سورۂ مومن کی آیت۔۷ میں بھی بیان ہوا ہے۔

۵۔۳ اپنے دوستوں اور اہل طاعت کے لئے یا تمام ہی بندوں کے لئے، کیونکہ کفار اور نافرمانوں کی فوراً گرفت نہ کرنا بلکہ انہیں ایک وقت معین تک مہلت دینا، یہ بھی اس کی رحمت ومغفرت ہی کی قسم سے ہے۔

۶۔ة وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ه

اور جن لوگوں نے اس کے سوا دوسروں کو کارساز بنا لیا ہے اللہ تعالیٰ ان پر نگران (۱) ہے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں (۲)

۶۔۱ یعنی ان کے عملوں کو محفوظ کر رہا ہے تاکہ اس پر ان کو جزا دے۔

۶۔۲ یعنی آپ اس بات کے مکلّف نہیں ہیں کہ ان کو ہدایت کے راستے پر لگا دیں یا ان کے گناہوں پر ان کا مؤاخذہ فرمائیں، بلکہ یہ کام ہمارے ہیں، آپ کا مصرف پیغام (پہنچا دینا) ہے۔

۷۔ة وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ ه

اس طرح ہم نے آپ کی طرف عربی قرآن کی وحی کی ہے (۱) تاکہ آپ مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو خبردار کر دیں اور جمع ہونے کے دن (۲) جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ڈرا دیں۔ ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ جہنم میں ہوگا۔

۷۔۱ یعنی جس طرح ہم نے ہر رسول اس کی قوم کی زبان میں بھیجا، اسی طرح ہم نے آپ پر عربی زبان میں قرآن نازل کیا ہے، کیونکہ آپ کی قوم یہی زبان بولتی اور سمجھتی ہے۔

۷۔۲ قیامت والے دن کو جمع ہونے والا دن اس لئے کہا کہ اس میں اگلے پچھلے تمام انسان جمع ہونگیں علاوہ ازیں ظالم مظلوم اور مومن و کافر سب جمع ہونگے اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق جزا و سزا سے بہرہ ور ہونگے۔

ۃ۔۸ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی امت کا بنا دیتا (۱) لیکن جسے چاہتا اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور ظالموں کا حامی اور مددگار کوئی نہیں۔

۸۔۱ اس صورت میں قیامت والے دن صرف ایک ہی گروہ ہوتا یعنی اہل ایمان اور اہل جنت کا لیکن اللہ کی حکمت و مشیت نے اس جبر کو پسند نہیں کیا بلکہ انسانوں آزمانے کے لئے اس نے انسانوں کو ارادہ و اختیار کی آزادی دی، جس نے آزادی کا صحیح استعمال کیا، وہ اللہ کی رحمت کا مستحق ہو گیا، اور جس نے اس کا غلط استعمال کیا، اس نے ظلم کا ارتکاب کیا کہ اللہ کی دی ہوئی آزادی اور اختیار کو اللہ ہی کی نافرمانی میں استعمال کیا۔ چنانچہ ایسے ظالموں کا قیامت والے دن کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

ۃ۔۹ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ع رکوع ۱

کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کارساز بنا لئے ہیں (حقیقتاً تو) اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہی ہر چیز کا قادر ہے (۱)

۹۔۱ جب یہ بات ہے تو پھر اللہ ہی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کو ولی اور کارساز مانا جائے نہ کہ ان

کو جن کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے اور جو سننے اور جواب دینے کی طاقت رکھتے ہیں، نہ نفع نقصان پہنچانے کی صلاحیت.

ۃ۔۱۰ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ط ذٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ہ

اور جس جس چیز میں تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے(۱) یہی اللہ میرا رب ہے جس پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے اور جس کی طرف میں جھکتا ہوں.

ا۔۱۰ اس اختلاف سے مراد دین کا اختلاف ہے جس طرح یہودیت، عیسائیت اور اسلام وغیرہ میں آپس اختلاف ہیں اور ہر مذہب کا پیرو کار دعویٰ کرتا ہے اس کا دین سچا ہے اور حق کا راستہ پہنچاننے کے لئے اللہ تعالیٰ کا قرآن موجود ہے. لیکن دنیا میں لوگ اس کلام الٰہی کو اپنا اور ثالث ماننے کے لئے تیار نہیں . بالآخر پھر قیامت کا دن ہی رہ جاتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ ان اختلافات کا فیصلہ فرمائے گا اور سچوں کو جنت میں اور دوسروں کو جہنم میں داخل فرمائے گا۔

ۃ۔۱۱ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ط لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ہ

وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کے جوڑے بنا دیئے ہیں(۱) اور چوپایوں کے جوڑے بنائے ہیں تمہیں وہ اس میں پھیلا رہا ہے اس جیسی کوئی چیز نہیں (۲) وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے.

ا۔۱۱ یعنی یہ اس کا احسان ہے کہ تمہاری جنس سے ہی اس نے تمہارے جوڑے بنائے ورنہ اگر تمہاری بیویاں انسانوں کی بجائے کسی اور مخلوق سے بنائی جاتیں تو تمہیں یہ سکون حاصل نہ ہوتا جو اپنی ہم جنس اور ہم شکل بیوی سے ملتا ہے.

۱۱۔۲ نہ ذات میں نہ صفات میں، پس وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے، واحد اور بے نیاز.

۱۲۔ة لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ○

آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کی ہیں جس کی چاہے روزی کشادہ کردے اور تنگ کردے، یقیناً وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے.

۱۳۔ة شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِیْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِیْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِیْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ○

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کردیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا اور جو (بذریعہ وحی) ہم نے تیری طرف بھیج دی ہے، اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ (۱) ڈالنا جس چیز کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں وہ تو (ان) مشرکین پر گراں گزرتی ہے (۲) اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بناتا (۳) ہے اور جو بھی اس کی طرف رجوع کرے وہ اس کی صحیح راہنمائی کرتا ہے (۴).

۱۳۔۱ صرف ایک اللہ کی عبادت اور اس کی اطاعت (یا اس کے رسول کی اطاعت جو در اصل اللہ ہی کی اطاعت ہے)، اس کی عبادت و اطاعت سے گریزاں ان میں دوسروں کو شریک کرنا، انتشار انگیزی، جس سے "پھوٹ ڈالنا" کہہ کر منع کیا گیا ہے.

۱۳۔۲ اور وہی توحید اور اللہ و رسول کی اطاعت ہے.

۱۳۔۳ یعنی جس کی ہدایت کا مستحق سمجھتا ہے، اسے ہدایت کے لئے چن لیتا ہے

۱۳۔۴ یعنی اپنے دین اپنانے کی اور عبادت کو اللہ کے لئے خالص کرنے کی توفیق اس شخص کو عطا کردیتا ہے جو اس کی اطاعت وعبادت کی طرف رجوع کرتا ہے۔

۱۴۔ۃ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝

ان لوگوں نے اپنے پاس علم آجانے کے بعد ہی اختلاف کیا اور وہ بھی باہمی ضد بحث سے اور اگر آپ کے رب کی بات ایک وقت تک کے لئے پہلے ہی سے قرار پاگئی ہوئی ہوتی تو یقیناً ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا (۱) اور جن لوگوں کو ان کے بعد کتاب دی گئی وہ بھی اس کی طرف سے الجھن والے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

۱۴۔۱ یعنی اگر ان کی بابت عقوبیت میں تاخیر کا فیصلہ پہلے سے نہ ہوتا تو فوراً عذاب بھیج کر ان کو ہلاک کردیا جاتا۔

۱۵۔ۃ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ؕ

پس آپ لوگوں کو اسی طرف بلاتے رہیں اور جو کچھ آپ سے کہا گیا ہے اس پر مضبوطی سے جم جائیں (۱) اور ان کی خواہشوں پر نہ چلیں اور کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میرا ان پر ایمان ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تم میں انصاف کرتا رہوں ہمارا اور تم سب کا پروردگار اللہ ہی ہے ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں ہم تم میں کوئی کٹ حجتی نہیں اللہ تعالیٰ ہم (سب) کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

۱۵۔۱ یعنی اس تفرق اور شک کی وجہ سے، جس کا ذکر پہلے ہوا، آپ ان کو توحید کی دعوت دیں اور اس پر جمے رہیں.

ۃ۔۱۶ وَ الَّذِیۡنَ یُحَآجُّوۡنَ فِی اللّٰہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا اسۡتُجِیۡبَ لَہٗ حُجَّتُہُمۡ دَاحِضَۃٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ وَ عَلَیۡہِمۡ غَضَبٌ وَّ لَہُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ہ

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی باتوں میں جھگڑا ڈالتے ہیں اس کے بعد کہ (مخلوق) انہیں مان چکی (۱) ان کی خواہ مخواہ کی حجت اللہ کے نزدیک باطل ہے اور ان پر غضب ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے.

۱۶۔۱ یعنی یہ مشرکین مسلمانوں سے لڑتے جھگڑتے ہیں، جنہوں نے اللہ اور رسول کی بات مان لی، تا کہ انہیں پھر راہ ہدایت سے ہٹا دیں. یا مراد یہود و نصاریٰ ہیں جو مسلمانوں سے جھگڑتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے اور ہمارا نبی بھی تمہارے نبی سے پہلے ہوا ہے، اس لئے ہم تم سے بہتر ہیں.

ۃ۔۱۷ اَللّٰہُ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ وَ الۡمِیۡزَانَ ؕ وَ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیۡبٌ ہ

اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی ہے اور ترازو بھی (اتاری ہے) (۱) آپ کو کیا خبر شاید قیامت قریب ہی ہو.

۱۷۔۱ اَلۡکِتَابَ سے مراد جنس ہے یعنی تمام پیغمبروں پر جتنی کتابیں نازل ہوئیں، وہ سب حق اور سچی تھیں یا بطور خاص قرآن مجید مراد ہے اور اس کی صداقت کو واضح کیا جا رہا ہے.

ۃ۔۱۸ یَسۡتَعۡجِلُ بِہَا الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِہَا وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مُشۡفِقُوۡنَ مِنۡہَا وَ یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّہَا الۡحَقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُمَارُوۡنَ فِی السَّاعَۃِ لَفِیۡ ضَلٰلٍۭ بَعِیۡدٍ ہ

اس کی جلدی انہیں پڑی ہے جو اسے نہیں مانتے (۱) اور جو اس پر یقین رکھتے ہیں وہ تو اس سے ڈر رہے ہیں انہیں اس کے حق ہونے کا پورا علم ہے یاد رکھو جو لوگ قیامت کے معاملہ میں لڑ جھگڑ رہے ہیں

وہ دور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں (۲)

۱۸۔۱ یعنی استہزاد کے طور پر یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کو آنا ہی کہاں سے ہے؟ اس لئے کہتے ہیں کہ قیامت جلدی آئے.

۱۸۔۲ اس لئے کہ وہ ان دلائل پر غور وفکر ہی نہیں کرتے جو ایمان لانے کے موجب بن سکتے ہیں حالانکہ یہ دلائل روز وشب ان کے مشاہدے میں آتے ہیں. ان کی نظروں سے گزرتے ہیں اوران کی عقل وفہم میں آسکتے ہیں. اس لئے وہ حق سے بہت دور جاپڑے ہیں.

ۃ۔۱۹ اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَا دِهٖ يَرْزُ قُ مَنْ يَّشَآءُ وَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ہ ع

رکوع ۲

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا ہی لطف کرنے والا ہے، جسے چاہتا ہے کشادہ روزی دیتا ہے اور وہ بڑی طاقت، بڑے غلبے والا ہے.

ۃ۔۲۰ مَنْ كَا نَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰ خِرَةِ نَزِ دْ لَهٗ فِىْ حَرْ ثِهٖ وَ مَنْ كَا نَ يُرِ يْدُ حَرْثَ الدُّ نْيَا نُؤْ تِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِى الْاٰ خِرَ ةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ہ

اور جس کا ارادہ آخرت کی کھیتی کا ہو ہم اسے اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے (ا) اور جو دنیا کی کھیتی کی طلب رکھتا ہو ہم اسے اس دنیا میں سے ہی کچھ دے دیں گے ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں.

۲۰۔۱ حَــــرَثٌ کے معنی تخم ریزی کے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو شخص دنیا میں اپنے اعمال ومحنت کے ذریعے ایک نیکی کا اجر دس گنا سے لیکر سات سو گنا بلکہ اس سے زیادہ تک بھی عطا فرمائے گا.

ۃ۔۲۱ اَ مْ لَهُمْ شُرَ كٰٓؤُا شَرَ عُوْ ا لَهُمْ مِّنَ الدِّ يْنِ مَا لَمْ يَاْ ذَ نْ ۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ ؕ وَ اِ نَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَا بٌ اَ لِيْمٌ ہ

کیا ان لوگوں نے ایسے (اللہ کے) شریک (مقرر کر رکھے) ہیں جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کردیئے جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں اگر فیصلے کا دن کا وعدہ نہ ہوتا تو (ابھی ہی) ان میں فیصلہ

کردیا جاتا یقیناً (ان) ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۲۲ـة تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَ هُوَ وَاقِعٌ ۢ بِهِمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ہ

آپ دیکھیں گے کہ یہ ظالم اپنے اعمال سے ڈر رہے ہونگے (۱) جن کے وبال ان پر واقع ہونے والے ہیں (۲) اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے وہ بہشتوں کے باغات میں ہوں گے وہ جو خواہش کریں اپنے رب کے پاس موجود پائیں گے یہی ہے بڑا فضل۔

۲۲ـ۱ یعنی قیامت والے دن۔

۲۲ـ۲ حالانکہ ڈرنا بے فائدہ ہوگا کیوں کہ اپنے کئے کی سزا تو انہیں بہرحال بھگتنی ہوگی۔

۲۳ـة ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَ مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ہ

یہی وہ ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دے رہا ہے جو ایمان لائے اور (سنت کے مطابق) نیک عمل کئے تو کہہ دیجئے! کہ میں اس پر تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر محبت رشتہ داری کی جو شخص کوئی نیکی کرے ہم اس کے لئے اس کی نیکی میں اور نیکی بڑھا دیں گے (۱) بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا (اور) بہت قدردان ہے (۲)۔

۲۳ـ۱ یعنی اجر وثواب میں اضافہ کریں گے یا نیکی کے بعد اس کا بدلہ مزید نیکی کی توفیق کی صورت میں دیں گے جس طرح بدی کا بدلہ مزید بدیوں کا ارتکاب ہے۔

۲۳ـ۲ اس لئے وہ پردہ پوشی فرماتا اور معاف کردیتا ہے اور زیادہ سے زیادہ اجر دیتا ہے۔

ۃ۔۲۴ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰہُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِکَ ط وَ یَمْحُ
اللّٰہُ الْبَاطِلَ وَ یُحِقُّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ ط اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہ

کیا یہ کہتے ہیں کہ (پیغمبر نے) اللہ پر جھوٹ باندھا ہے، اگر اللہ چاہے تو آپ کے دل پر مہر لگا دے (۱) اور اللہ تعالیٰ اپنی باتوں سے جھوٹ کو مٹا دیتا ہے (۲) اور سچ کو ثابت رکھتا ہے. وہ سینے کی باتوں کو جاننے والا ہے.

۲۴۔۱ یعنی اس الزام میں اگر صداقت ہوتی تو ہم آپ کے دل پر مہر لگا دیتے، جس سے وہ ہی محو ہو جاتا جس کے گھڑنے کا انتساب آپ کی طرف کیا جاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ ہم آپ کو اس کی سخت ترین سزا دیتے.

۲۴۔۲ یہ قرآن بھی اگر باطل ہوتا (جیسا کہ مکذبین کا دعویٰ ہے) تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو بھی مٹا ڈالتا، جیسا کہ اس کی عادت ہے.

ۃ۔۲۵ وَ ھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ہ

وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے (۱) اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو (سب) جانتا ہے.

۲۵۔۱ توبہ کا مطلب ہے، معصیت پر ندامت کا اظہار اور آئندہ اس کو نہ کرنے کا عزم محض زبان سے توبہ توبہ کر لینا یا اس گناہ اور معصیت کے کام کو تو نہ چھوڑنا اور توبہ کا اظہار کئے جانا، توبہ نہیں ہے. یہ استہزاد اور مذاق ہے. تاہم خالص اور سچی توبہ اللہ تعالیٰ یقیناً قبول فرماتا ہے.

ۃ۔۲۶ وَ یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ یَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ ط
وَالْکٰفِرُوْنَ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ہ

ایمان والوں اور نیکوکار لوگوں کی سنتا ہے (۱) اور انہیں اپنے فضل سے اور بڑھا کر دیتا ہے اور کفار کے لئے

سخت عذاب ہے.

۲۶۔۱ یعنی ان کی دعائیں سنتا ہے اوران کی خواہشیں اورآرزوئیں پوری فرماتا ہے.بشرطیکہ دعا کےاداب وشرائط کا بھی پوراااہتمام کیا گیا ہو،اورحدیث میں آتا ہے ''اللہ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جس کی سواری مع کھانے پینے کے سامان کے،صحرا،بیابان میں گم ہو جائے اوروہ ناامید ہوکرکسی درخت کے نیچے لیٹ جائے کہ اچانک اسے اپنی سواری مل جائے اورفرط مسرت میں اس کے منہ سے نکل جائے،اے اللہ!تو میرا بندہ اورمیں تیرارب یعنی شدت فرحت میں غلطی کرجائے (صحیح مسلم)

۲۷۔ہ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ہ

اگراللہ تعالیٰ اپنے (سب) بندوں کی روزی فراخ کردیتا تو وہ زمین میں فساد(۱) برپا کردیتے لیکن وہ اندازے کے ساتھ جوکچھ چاہتا نازل فرماتا ہے،وہ اپنے بندوں سے پوراخبردار ہےاورخوب دیکھنے والا ہے.

۲۷۔۱ یعنی اللہ ہرشخص کی حاجت وضرورت سے زیادہ یکساں طورپروسائل رزق عطافرمادیتا تواس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ کوئی کسی کی ماتحتی قبول نہ کرتا،ہرشخص شروفساد اوردشمنی میں ایک سے بڑھکر ایک ہوتا، جس سے زمین فساد سے بھرجاتی.

۲۸۔ہ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ہ

اوروہی ہے جولوگوں کے ناامید ہوجانے کے بعد بارش برساتا ہےاوراپنی رحمت پھیلادیتا ہے وہی ہے کارسازاورقابل حمدوثنا(۱)

۲۸۔ا کارساز ہے،اپنے نیک بندوں کی چارہ سازی فرماتا ہے،انہیں منافع سے نوازتا ہےاور شرر اور مہلکات سے ان کی حفاظت فرماتا ہے۔اپنے ان انعامات بے پایاں اور احسنات فراواں پر قابل حمد وثنا ہے۔

ۃ۔۲۹ وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَمَا بَثَّ فِیۡہِمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ ؕ وَ ہُوَ عَلٰی جَمۡعِہِمۡ اِذَا یَشَآءُ قَدِیۡرٌ ۝ ع

الربع رکوع ۴

اوراس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہےاوران میں جانداروں کا پھیلانا وہ اس پر بھی قادر ہے کہ جب چاہے انہیں جمع کردے(ا)

۲۹۔ا یعنی روئے زمین پر پھیلے ہوئے ،جن وانس تمام جاندار حیوانات شامل ہیں ان سب کو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن ایک ہی میدان میں جمع فرمادے گا۔

ۃ۔۳۰ وَمَاۤ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَ یَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ ۝ ؕ

تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے،اوروہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرمادیتا ہے(ا)

۳۰۔ا بعض گناہوں کا کفارہ تو وہ مصائب بن جاتے ہیں ،جو تمہیں گناہوں کی پاداش میں پہنچتے ہیں اور کچھ گناہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ یوں ہی معاف فرمادیتا ہےاور اللہ کی ذات بڑی کریم ہے،معاف کرنے کے بعد آخرت میں اس پر مؤاخذہ نہیں فرمائے گا۔

ۃ۔۳۱ وَ مَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیۡرٍ ۝

اورتم ہمیں زمین میں عاجز کرنے والے نہیں ہو(ا) تمہارے لئے سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ کوئی کارساز نہ مددگار۔

۳۱۔ا یعنی تم بھاگ کر کسی ایسی جگہ نہیں جاسکتے کہ جہاں تم ہماری گرفت میں نہ آسکو یا جو مصیبت ہم تم پر نازل کرنا چاہیں،اس سے تم بچ جاؤ۔

ۃ-۳۲ وَ مِنۡ اٰیٰتِهِ الۡجَوَارِ فِی الۡبَحۡرِ کَالۡاَعۡلَامِ ؕ
اوردریامیں چلنے والی پہاڑوں جیسی کشتیاں اس کی نشانیوں میں سے ہیں (۱)

۳۲-۱ سمندروں میں پہاڑوں جیسی کشتیاں اور جہاز اس کے حکم سے چلتے ہیں، ورنہ اگر وہ حکم دے تو سمندروں میں ہی کھڑے رہیں۔

ۃ-۳۳ اِنۡ یَّشَاۡ یُسۡکِنِ الرِّیۡحَ فَیَظۡلَلۡنَ رَوَاکِدَ عَلٰی ظَهۡرِهٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ ۙ
اگر وہ چاہے تو ہوا بند کر دے اور یہ کشتیاں سمندروں پر رکی رہ جائیں۔ یقیناً اس میں ہر صبر کرنے والے شکرگزار کے لئے نشانیاں ہیں۔

ۃ-۳۴ اَوۡ یُوۡبِقۡهُنَّ بِمَا کَسَبُوۡا وَ یَعۡفُ عَنۡ کَثِیۡرٍ ۫
یا انہیں ان کے کرتوتوں کے باعث تباہ کر دے (۱) وہ تو بہت سی خطاؤں سے درگزر فرمایا کرتا ہے (۲)۔

۳۴-۱ یعنی سمندر کو حکم دے اور اس کی موجوں میں طغیانی آجائے اور یہ ان میں ڈوب جائیں۔

۳۴-۲ ورنہ سمندر میں سفر کرنے والا کوئی بھی سلامتی کے ساتھ واپس نہ آسکے۔

ۃ-۳۵ وَّ یَعۡلَمَ الَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا ؕ مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ ۙ
اور تاکہ جو لوگ ہماری نشانیوں میں جھگڑتے ہیں (۱) وہ معلوم کرلیں کہ ان کے لئے کوئی چھٹکارہ نہیں (۱)

۳۵-۱ یعنی اللہ کے عذاب سے وہ کہیں بھاگ کر چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے۔

ۃ-۳۶ فَمَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَمَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ وَ مَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَلٰی رَبِّهِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ ۚ
تو تمہیں جو کچھ دیا گیا وہ زندگانی دنیا کا کچھ یونہی سا اسباب ہے (۱) اور اللہ کے پاس جو ہے وہ اس سے بدرجہ بہتر (۲) اور پائیدار ہے، وہ ان کے لئے ہے جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب ہی پر

بھروسہ رکھتے ہیں.

۳۶۔۱ یعنی معمولی اور حقیر ہے، چاہے قارون کا خزانہ ہی کیوں نہ ہو ،اس لئے اس سے دھوکے میں مبتلا نہ ہونا کہ یہ عارضی اور فانی ہے.

۳۶۔۲ یعنی نیکیوں کا جو اجر و ثواب اللہ کے ہاں ملے گا وہ متاع دنیا سے کہیں بہتر بھی ہے اور پائیدار بھی، کیوں کہ اس کو زوال اور فنا نہیں، مطلب ہے دنیا کو آخرت پر ترجیح مت دو، ایسا کرو گے تو پچھتاؤ گے.

۳۷۔ة وَ الَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓىِٕرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ۚ

اور کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور غصے کے وقت (بھی) معاف کر دیتے ہیں (۱)

۳۷۔۱ یعنی لوگوں سے عفو و درگزر کرنا ان کے مزاج وطبیعت کا حصہ ہے نہ کہ انتقام اور بدلہ لینا جس طرح نبی ﷺ کے بارے میں آتا ہے" نبی ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی بدلہ نہیں لیا، ہاں اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کا توڑا جانا آپ کے لئے نا قابل برداشت تھا.

۳۸۔ة وَ الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَیْنَهُمْ ۪ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۚ

اور اپنے رب کے فرمان کو قبول کرتے ہیں (۱) اور نماز کی پابندی کرتے ہیں (۲) اور ان کا (ہر) کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور جو ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہمارے نام پر) دیتے ہیں۔

۳۸۔۱ یعنی اس کے حکم کی اطاعت، اس کے رسول کا اتباع اور اسکے حکم کو نہ ماننے سے پرہیز کرتے ہیں

۳۸۔۲ نماز کی پابندی اور اقامت کا بطور خاص ذکر کیا کہ عبادت میں اس کی اہمیت سب سے زیادہ ہے.

۳۹۔ة وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ ۚ

اور جب ان پر ظلم (و زیادتی) ہو تو وہ صرف بدلہ لے لیتے ہیں.

ۃ۔۴۰ وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ط اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ o

اور برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے (ا) اور جو معاف کردے اور اصلاح کرلے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے، (فی الواقع) اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا.

۴۰۔ا یہ (قصاص (بدلہ لینے) کی اجازت ہے. برائی کا بدلہ اگرچہ برائی نہیں ہے لیکن مشکلات کی وجہ سے اسے بھی برائی ہی کہا گیا ہے.

ۃ۔۴۱ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِہٖ فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیْھِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ o

اور جو شخص اپنے مظلوم ہونے کے بعد (برابر کا) بدلہ لے لے تو ایسے لوگوں پر (الزام) کا کوئی راستہ نہیں.

ۃ۔۴۲ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَیَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ط اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ o

یہ راستہ صرف ان لوگوں پر ہے جو خود دوسروں پر ظلم کریں اور زمین میں ناحق فساد کرتے پھریں، یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے.

ۃ۔۴۳ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ o ع رکوع ۴

اور جو شخص صبر کرلے اور معاف کردے یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے (ایک کام) ہے.

ۃ۔۴۴ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ وَّلِیٍّ مِّنْ م بَعْدِہٖ ط وَتَرَی الظّٰلِمِیْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ یَقُوْلُوْنَ ھَلْ اِلٰی مَرَدٍّ مِّنْ سَبِیْلٍ o

اور جسے اللہ تعالیٰ بہکا دے اس کا اس کے بعد کوئی چارہ ساز نہیں، اور تو دیکھے گا کہ ظالم لوگ عذاب کو دیکھ کر کہہ رہے ہوں گے کہ کیا واپس جانے کی کوئی راہ ہے.

ۃ۔۴۵ وَتَرٰھُمْ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْھَا خٰشِعِیْنَ مِنَ الذُّلِّ یَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِیٍّ ط وَقَالَ

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ الۡخٰسِرِیۡنَ الَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَ اَهۡلِیۡهِمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ فِیۡ عَذَابٍ مُّقِیۡمٍ ﴿

اورتو انہیں دیکھے گا کہ وہ (جہنم کے) سامنے لا کھڑے کئے جائیں گے مارے ذلت کے جھکے جا رہے ہونگے اور کن آنکھوں سے دیکھ رہے ہونگے، ایمان دار صاف کہیں گے کہ حقیقی زیاں کار وہ ہیں جنہوں نے آج قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو نقصان میں ڈال دیا. یادرکھو کہ یقیناً ظالم لوگ دائمی عذاب میں ہیں (۱)

۴۵-۱ یعنی دنیا میں یہ کافر ہمیں بیوقوف اور دنیاوی خسارے کا حامل سمجھتے تھے، جب کہ ہم دنیا میں صرف آخرت کو ترجیح دیتے تھے اور دنیا کے خساروں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے. آج دیکھ لو حقیقی خسارے سے کون دوچار ہے. وہ جنہوں نے دنیا کے عارضی خسارے کو نظرانداز کیے رکھا اور آج جنت کے مزے لوٹ رہے ہیں یا وہ جنہوں نے دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ رکھا تھا اور آج ایسے عذاب میں گرفتار ہیں جس سے چھٹکارا ممکن ہی نہیں.

ۃ-۴۶ وَمَا كَانَ لَهُمۡ مِّنۡ اَوۡلِيَآءَ يَنۡصُرُوۡنَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ سَبِيۡلٍ ﴿

ان کے کوئی مددگار نہیں جو اللہ سے الگ ان کی امداد کرسکیں اور جسے اللہ گمراہ کردے اس کے لئے کوئی راستہ نہیں.

ۃ-۴۷ اِسۡتَجِيۡبُوۡا لِرَبِّكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ يَوۡمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمۡ مِّنۡ مَّلۡجَاٍ يَّوۡمَئِذٍ وَّمَا لَكُمۡ مِّنۡ نَّكِيۡرٍ ﴿

اپنے رب کا حکم مان لو اس سے پہلے کہ اللہ کی جانب سے وہ دن آجائے جس کا ہٹ جانا ناممکن ہے (۱)، تمہیں اس روز نہ تو کوئی پناہ کی جگہ ملے گی نہ چھپ کر انجان بن جانے کی (۲).

۴۷۔۱ یعنی جس کو روکنے اور ٹالنے کی کوئی طاقت نہیں رکھے گا۔

۴۷۔۲ یعنی تمہارے لئے کوئی ایسی جگہ نہیں ہوگی، کہ جس میں تم چھپ کر انجان بن جاؤ اور پہنچانے نہ جا سکو یا نظر میں نہ آسکو جیسے فرمایا ” اس دن انسان کہے گا، کہیں بھاگنے کی جگہ ہے، ہرگز نہیں، کوئی راہ فرار نہیں ہوگی، اس دن تیرے رب کے پاس ہی ٹھکانا ہوگا “۔

ق۔۴۸ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۝

اگر یہ منہ پھیر لیں تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ تو صرف پیغام پہنچا دینا ہے ہم جب کبھی انسان کو اپنی مہربانی کا مزہ چکھاتے (۱) ہیں تو وہ اس پر اترا جاتا ہے (۲) اور اگر انہیں ان کے اعمال کی وجہ سے کوئی مصیبت (۳) پہنچتی ہے تو بے شک بڑا ہی ناشکرا ہے۔

۴۸۔۱ یعنی وسائل رزق کی فراوانی، صحت وعافیت، اولاد کی کثرت، جاہ ومنصب وغیرہ۔

۴۸۔۲ یعنی تکبر اور غرور کا اظہار کرتا ہے، ورنہ اللہ کی نعمتوں پر خوش ہونا یا اس اظہار ہونا، ناپسندیدہ امر نہیں، لیکن وہ تحدیث نعمت اور شکر کے طور پر نہ کہ فخر وریا اور تکبر کے طور پر۔

۴۸۔۳ مال کی کمی، بیماری، اولاد سے محرومی وغیرہ۔

ق۔۴۹ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝

آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے جس چاہے بیٹے دیتا ہے۔

ق۔۵۰ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

یا انہیں جمع کر دیتا ہے بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی اور جسے چاہے بانجھ کر دیتا ہے وہ بڑے علم والا اور کامل قدرت والا ہے.

ۃ۔۵۱ وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝

ناممکن ہے کہ کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی (۱) کرے، بیشک وہ برتر حکمت والا ہے.

۵۱۔۱ اس آیت میں وحی الٰہی کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں پہلی یہ کہ دل میں کسی بات کا ڈال دینا یا خواب میں بتلا دینا اور یقین کے ساتھ کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے. دوسری، پردے کے پیچھے سے کلام کرنا، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر کیا گیا، تیسری، فرشتے کے ذریعے اپنی وحی بھیجنا، جیسے جبرائیل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر آتے اور پیغمبروں کو سناتے رہے.

ۃ۔۵۲ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِيْمَانُ وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح کو اتارا ہے، (۱) آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا چیز ہے (۲) لیکن ہم نے اسے نور بنایا، اس کے ذریعے سے اپنے بندوں میں جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں بیشک آپ راہ راست کی رہنمائی کر رہے ہیں.

۵۲۔۱ روح سے مراد قرآن ہے. یعنی جس طرح آپ سے پہلے اور رسولوں پر ہم وحی کرتے رہے، اسطرح ہم نے آپ پر قرآن کی وحی کی ہے قرآن کو روح اس لئے تعبیر کیا ہے کہ قرآن سے دلوں کو زندگی حاصل ہوتی ہے جیسے روح میں انسانی زندگی کا راز مضمر ہے.

۵۲۔۲ کتاب سے مراد قرآن ہے، یعنی نبوت پہلے قرآن کا بھی کوئی علم آپ کو نہیں تھا اور اسی طرح

ایمان کی ان تفصیلات سے بھی بے خبر تھے جو شریعت میں مطلوب ہیں.

ق۔۵۳ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ط اَلَآ اِلَی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ہ ع رکوع

اس اللہ کی راہ (۱) جس کی ملکیت میں آسمانوں اور زمین کی ہر چیز ہے. آگاہ رہو سب کام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹتے ہیں (۲)

۵۳۔۱ یہ صراط مستقیم، اسلام ہے. اس کی اضافت اللہ نے اپنی طرف فرمائی ہے جس سے اس راستے کی عظمت وشان واضع ہوتی ہے اور اس کے واحد راہ نجات ہونے کی طرف اشارہ بھی.

۵۳۔۲ یعنی قیامت والے دن تمام معاملات کا فیصلہ اللہ ہی ہاتھ میں ہوگا، اس میں سخت وعید ہے.

سُوْرَۃُ الزُّخْرُفِ ۴۳ یہ سورت مکی ہے اس میں (۸۹) آیات اور (۷) رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے.

ق۔۱ حٰمٓ ہ حٰمٓ

ق۔۲ وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ہ قسم ہے اس واضح کتاب کی.

ق۔۳ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ہ ہم نے اسکو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے کہ تم سمجھ لو (۱)

۳۔۱ جو دنیا کی فصیح ترین زبان ہے، دوسرے، اس کے اولین مخاطب بھی عرب تھے، انہی کی زبان میں قرآن اتارا تاکہ وہ سمجھنا چاہیں تو آسانی سے سمجھ سکیں.

ق۔۴ وَ اِنَّهٗ فِیْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَكِیْمٌ ہ ط

یقیناً یہ لوح محفوظ میں ہے اور ہمارے نزدیک بلند مرتبہ حکمت (۱) والی ہے.

۴۔۱ اس میں قرآن کریم کی اس عظمت اور شرف کا بیان ہے جو ملاء اعلیٰ میں اسے حاصل ہے تاکہ اہل زمین بھی اس کے شرف وعظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کو قرار واقعی اہمیت دیں اور اس سے ہدایت کا وہ

مقصد حاصل کریں جس کے لئے اسے دنیا میں اتارا گیا ہے اُ مُ الْـکِتَـــا بِ سے مراد لوح محفوظ ہے.

ۃ۔۵ اَفَنَضرِبُ عَنکُمُ الذِّ کرَ صَفحًا اَنْ کُنْتُم قَو مًا مُّسرِ فِیْنَ ہ

کیا ہم اس نصیحت کو تم سے اس بنا پر ہٹالیں کہ تم حد سے گزر جانے والے لوگ ہو(ا).

ۃ۔۵ ا اس کے مختلف معنی کئے گئے ہیں مثلاً ا۔تم چونکہ گناہوں میں بہت بڑھ چکے ہو اوران پر مصر ہو،
اس لئے کہ یہ گمان کرتے ہو کہ ہم وعظ و نصیحت کرنا چھوڑ دیں گے؟ ۲۔یا تمہارے کفر اوراسراف پر ہم
تمہیں کچھ نہ کہیں گے اور تم سے درگزر کر لیں گے ۳۔یا تمہیں ہلاک کر دیں گے اور کسی چیز کا تمہیں حکم دیں
نہ منع کریں،۴۔چونکہ تم قرآن پر ایمان لانے والے نہیں ہو.

ۃ۔۶ وَ کَمْ اَرْ سَلْنَا مِّنْ نَّبِیٍّ فِی الْاَ وَّلِیْنَ ہ

اور ہم نے اگلے لوگوں کو بھی کتنے ہی نبی بھیجے.

ۃ۔۷ وَ مَا یَاْ تِیْھِمْ مِّنْ نَّبِیٍّ اِ لَّا کَا نُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِئُوْنَ ہ

جو نبی ان کے پاس آیا انہوں نے اس کا مذاق اڑایا.

ۃ۔۸ فَاَ ھْلَکْنَآ اَ شَدَّ مِنْھُمْ بَطْشًا وَّ مَضٰی مَثَلُ الْاَ وَّ لِیْنَ ہ

پس ہم نے ان سے زیادہ زور آور(ا) کو تباہ کر ڈالا اور اگلوں کی مثال گزر چکی ہے.

ۃ۔۸ ا یعنی اہل مکہ سے زیادہ زور آور تھے جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ کَا نُوْا اَکْثَرَ مِنْھُمْ وَ اَشَدَّ
قُوَّ ۃً ﴾ "وہ ان سے تعداد اور قوت میں کہیں زیادہ تھے".

ۃ۔۹ وَ لَئِنْ سَاَ لْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰ تِ وَالْاَ رْضَ لَیَقُوْ لُنَّ خَلَقَھُنَّ الْعَزِ یْزُ الْعَلِیْمُ ہ

اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدکیا تو یقیناً ان کا جواب یہی ہوگا کہ
انہیں غالب ودانا (اللہ) ہی نے پیدا کیا ہے.

ۃ۔۱۰ اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَ رْضَ مَھْدًا وَّ جَعَلَ لَکُمْ فِیْھَا سُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْ نَ ہ

وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش (بچھونا) (۱) بنایا اور اس میں تمہارے لئے راستے کر دیئے تا کہ تم راہ پالیا کرو (۲)۔

۱۰۔۱ ایسا بچھونا، جس میں ثبات و قرار ہے، تم اس پر چلتے ہو، کھڑے ہوتے اور سوتے ہو اور جہاں چاہتے ہو، پھرتے ہو اس نے اس کو پہاڑوں کے ذریعے سے جما دیا تا کہ اس میں حرکت و جنبش نہ ہو۔

۱۰۔۲ یعنی ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانے کے لئے راستے بنا دیئے تا کہ کاروباری، تجارتی اور دیگر مقاصد کے لئے تم آجا سکو۔

ۃ۔۱۱ وَ الَّذِیۡ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَنۡشَرۡنَا بِهٖ بَلۡدَةً مَّیۡتًا كَذٰلِكَ تُخۡرَجُوۡنَ ہ

اسی نے آسمان سے ایک اندازے (۱) کے مطابق پانی نازل فرمایا، پس ہم نے اس مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح تم نکالے جاؤ گے (۲)

۱۱۔۱ جس سے تمہاری ضرورت پوری ہو سکے، کیونکہ قدرت حاجت سے کم بارش ہوتی وہ تمہارے لئے مفید ثابت نہ ہوتی اور زیادہ ہوتی تو وہ طوفان بن جاتی، جس سے تمہارے ڈوبنے اور ہلاک ہونے کا خطرہ ہوتا۔

۱۱۔۲ یعنی جس طرح بارش سے مردہ زمین شاداب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح قیامت والے دن تمہیں بھی زندہ کر کے قبروں سے نکال لیا جائے گا۔

ۃ۔۱۲ وَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ كُلَّهَا وَ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنَ الۡفُلۡكِ وَالۡاَنۡعَامِ مَا تَرۡكَبُوۡنَ ہ

جس نے تمام چیزوں کے جوڑے بنائے اور تمہارے لئے کشتیاں بنائیں اور چوپائے جانور (پیدا کیئے) جن پر تم سوار ہوتے ہو۔

ۃ۔۱۳ لِتَسۡتَوٗا عَلٰی ظُهُوۡرِهٖ ثُمَّ تَذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ رَبِّكُمۡ اِذَا اسۡتَوَیۡتُمۡ عَلَیۡهِ وَ تَقُوۡلُوۡا سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِیۡنَ ہ

تاکہ تم ان کی پیٹھ پر جم کر سوار ہوا کرو پھر اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو جب اس پر ٹھیک ٹھاک بیٹھ جاؤ اور کہو پاک ذات ہے اس کی جس نے ہمارے بس میں کر دیا حالانکہ ہمیں اسے قابو کرنے کی (ا) طاقت نہ تھی.

۱۳۔ا یعنی اگر ان جانوروں کو ہمارے تابع اور ہمارے بس میں نہ کرتا تو ہم انہیں اپنے قابو میں رکھ کر ان کی سواری، باربرداری اور دیگر مقاصد کے لئے استعمال نہیں کر سکتے تھے.

ۃ۔۱۴ وَ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْ نَ ہ اور بالیقین ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں.

ۃ۔۱۵ وَ جَعَلُوْ ا لَہٗ مِنْ عِبَا دِہٖ جُزْ ءً ا ط اِنَّ الْاِ نْسَا نَ لَکَفُوْ رٌ مُّبِیْنٌ ہ ط ع

رکوع ۱ا

اور انہوں نے اللہ کے بعض بندوں کو جز ٹھہرا(ا) دیا یقیناً انسان کھلا ناشکرا ہے.

۱۵۔ا عِبَا دٌ سے مراد فرشتے اور جُزْ ءٌ سے مراد بیٹیاں یعنی فرشتے، جن کو مشرکین اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر ان کی عبات کرتے تھے . یوں وہ مخلوق کو اللہ کا شریک اور اس کا جز مانتے تھے.

ۃ۔۱۶ اَمِ تَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّ اَ صْفٰکُمْ بِالْبَنِیْنَ ہ

کیا اللہ نے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں تو خود رکھ لیں اور تمہیں بیٹوں سے نوازا.

ۃ۔۱۷ وَاِ ذَا بُشِّرَ اَ حَدُ ھُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّ حْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَ جْھُہٗ مُسْوَ دًّا وَّ ھُوَ کَظِیْمٌ ہ

(حالانکہ) ان میں سے کسی کو جب اس چیز کی خبر دی جائے جس کی مثال اس نے (اللہ) رحمٰن کے لئے بیان کی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غمگین ہو جاتا ہے.

ۃ۔۱۸ اَ وَ مَنْ یُّنَشَّؤُ ا فِی الْحِلْیَةِ وَھُوَ فِی الْخِصَا مِ غَیْرُ مُبِیْنٍ ہ

کیا (اللہ کی اولاد لڑکیاں ہیں) جو زیورات میں پلیں اور جھگڑے میں (اپنی بات) واضع نہ کر سکیں؟

ۃ۔۱۹ وَ جَعَلُو ا الْمَلٰٓئِکَةَ الَّذِ یْنَ ھُمْ عِبٰدُ الرَّ حْمٰنِ اِ نَا ثًا ط اَ شَھِدُوْ ا خَلْقَھُمْ ط سَتُکْتَبُ شَھَا دَ تُھُمْ وَ یُسْئَلُوْ نَ ہ

اور انہوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے عبادت گزار ہیں عورتیں قرار دے لیا. کیا ان کی پیدائش کے موقع پر یہ

موجود تھے؟ ان کی یہ گواہی لکھ لی جائے گی اور ان سے (اس چیز کی) باز پرس کی جائے گی (ا).

۱۹۔ا یعنی جزا کے لئے۔ کیوں کہ فرشتوں کے اللہ کی بیٹیاں ہونے کی کوئی دلیل ان کے پاس نہیں ہوگی.

ۃ۔۲۰ وَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ہ

اور کہتے ہیں اگر اللہ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے انہیں اس کی کچھ خبر نہیں (ا) یہ صرف اٹکل پچو (جھوٹ باتیں) کہتے ہیں.

۲۰۔ا یعنی اپنے طور پر اللہ کی مشیت کا سہارا، یہ ان کی ایک بڑی دلیل ہے کیوں کہ ظاہراً یہ بات صحیح ہے کہ اللہ کی مشیت کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا نہ ہوسکتا ہے۔ لیکن یہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ اس کی مشیت، اس کی رضا سے مختلف چیز ہے۔ ہر کام یقیناً اس کی مشیت ہی سے ہوتا ہے لیکن راضی وہ انہی کاموں سے ہوتا ہے جن کا اس نے حکم دیا ہے نہ کہ ہر اس کام سے جو انسان اللہ کی مشیت سے کرتا ہے، انسان چوری، بدکاری، ظلم اور بڑے بڑے گناہ کرتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو کسی کو یہ گناہ کرنے کی قدرت ہی نہ دے فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لے، اور اس کے قدموں کو روک دے اس کی نظر سلب کرلے لیکن یہ جبر کی صورتیں ہیں جب کہ اس نے انسان کو ارادہ واختیار کی آزادی دی ہے تاکہ اسے آزمایا جائے، تاہم یہ اختیار اللہ دنیا میں اس سے واپس نہیں لے گا، البتہ اس کی سزا قیامت والے دن دے گا.

ۃ۔۲۱ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ہ

کیا ہم نے انہیں اس سے پہلے کوئی (اور) کتاب دی ہے جسے یہ مضبوط تھامے ہوئے ہیں (ا).

۲۱۔ا یعنی قرآن سے پہلے کوئی کتاب، جس میں ان کو غیر اللہ کی عبادت کرنے کا اختیار دیا ہے جسے انہوں نے مضبوطی سے تھام رکھا ہے؟ یعنی ایسا نہیں ہے بلکہ اپنے آباو جداد کی پیروی کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں.

ۃ۔۲۲ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ہ

(نہیں نہیں) بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک مذہب پر پایا اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل کر راہ یافتہ ہیں.

ۃ۔۲۳ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ہ

اسی طرح آپ سے پہلے بھی ہم نے جس بستی میں کوئی ڈرانے والا بھیجا وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے یہی جواب دیا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو (ایک راہ پر اور) ایک دین پر پایا اور ہم تو انہی کے نقش پا کی پیروی کرنے والے ہیں.

ۃ۔۲۴ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰی مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ط قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ہ

(نبی نے) کہا بھی کہ اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے بہتر (مقصود تک پہنچانے والا) طریقہ لے کر آیا ہوں جس پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا، تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس کے منکر ہیں جسے دے کر تمہیں بھیجا گیا ہے(۱).

۲۴۔۱ یعنی اپنے آبا کی تقلید میں اتنے پختہ تھے کہ پیغمبر کی وضاحت اور دلیل بھی انہیں اس سے نہیں پھیر سکی. یہ آیت اندھی تقلید کے بطلان اور اس کی قباحت پر بہت بڑی دلیل ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے فتح القدیر، للشوکانی)

ۃ۔۲۵ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ہ ع

پس ہم نے ان سے انتقام لیا اور دیکھ لے جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا؟

ۃ۔۲۶ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ہ

اور جبکہ ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار

ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو.

ۃ۔۲۷ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّہٗ سَیَھْدِیْنِ ہ

بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی مجھے ہدایت بھی کرے گا (۱)

۲۷۔۱ یعنی جس نے مجھے پیدا کیا وہ مجھے اپنے دین کی سمجھ بھی دے اور اس پر ثابت قدم بھی رکھے گا، میں صرف اسی کی عبادت کروں گا.

ۃ۔۲۸ وَ جَعَلَھَا کَلِمَۃً ۢ بَاقِیَۃً فِیْ عَقِبِہٖ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ ہ

اور (ابراہیم علیہ السلام) اسی کو اپنی اولاد میں بھی باقی رہنے والی بات (۱) قائم کرے گا تاکہ لوگ (شرک سے) باز آتے رہیں (۱).

۲۸۔۱ یعنی اس کا کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی وصیت اپنی اولاد کو کر گئے جیسے فرمایا " یعنی اللہ نے اس کلمے کو ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد میں باقی رکھا اور وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرتے رہے.

۲۸۔۲ یعنی اولاد ابراہیم میں یہ موحدین اس لئے پیدا کئے تاکہ ان کی توحید کے وعظ سے لوگ شرک سے باز آتے رہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین تھا جو خالص توحید پر مبنی تھا نہ کہ شرک پر.

ۃ۔۲۹ بَلْ مَتَّعْتُ ھٰٓؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَھُمْ حَتّٰی جَآءَھُمُ الْحَقُّ وَ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ہ

بلکہ میں نے ان لوگوں کو اور ان کے باپ دادوں کو سامان (اور اسباب) (۱) دیا، یہاں تک کہ کہ ان کے پاس حق اور صاف صاف سنانے والا رسول آگیا (۲).

۲۹۔۱ یہاں سے پھر ان نعمتوں کا ذکر ہو رہا ہے جو اللہ نے انہیں عطا کی تھیں اور نعمتوں کے بعد عذاب میں جلدی نہیں کی بلکہ انہیں پوری مہلت دی، جس سے وہ دھوکے میں مبتلا ہو گئے اور خواہش کے بندے بن گئے.

۲۹۔۲ حق سے قرآن اور رسول سے محمد رسول اللہ ﷺ مراد ہیں. مُبِیْـــنٌ رسول کی صفت ہے،

کھول کر بیان کرنے والا بیان کی رسالت واضح اور ظاہر ہے ، اس میں کوئی شک و شبہ نہیں.

۳۰ وَ لَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّ اِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○

اور حق کے پہنچتے ہی یہ بول پڑے کہ یہ جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں (۱).

۳۰۔۱ قرآن کو جادو قرار دے کر اس کا انکار کر دیا اور اگلے الفاظ میں حضرت نبی کریم ﷺ کی تحقیر و تنقیص کی.

۳۱ وَ قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ○

اور کہنے لگے، یہ قرآن ان دونوں بستیوں میں کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا (۱)

۳۱۔۱ دونوں بستیوں سے مراد مکہ اور طائف ہے اور بڑے آدمی سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک مکے کا ولید بن مغیرہ اور طائف کا عروہ بن مسعود ثقفی ہے.

۳۲ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَ رَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ○

کیا آپ کے رب کی رحمت کو یہ تقسیم کرتے ہیں؟ ہم نے ہی ان کی زندگانی دنیا کی روزی ان میں تقسیم کی ہے اور ایک کو دوسرے سے بلند کیا ہے تاکہ ایک دوسرے کو ماتحت کر لے جسے یہ لوگ سمیٹتے پھرتے ہیں اس سے آپ کے رب کی رحمت بہت ہی بہتر ہے (۱)

۳۲۔۱ اس رحمت سے مراد آخرت کی وہ نعمتیں ہیں جو اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لئے تیار کر رکھی ہیں.

۳۳ وَ لَوْ لَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ○

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام لوگ ایک ہی طریقہ پر ہو جائیں (۱) گے تو رحمٰن کے ساتھ کفر کرنے والوں کے گھروں کی چھتوں کو ہم چاندی کی بنا دیتے. اور زینوں کو (بھی) جن پر چڑھا کرتے.

۳۳۔ا یعنی دنیا کے مال و اسباب میں رغبت کرنے کی وجہ سے طالب دنیا ہی ہو جائیں گے اور رضائے الٰہی اور آخرت کی طلب سب فراموش کر دیں گے۔

۳۴۔ۃ وَ لِبُيُوْ تِهِمْ اَبْوَ ا بًا وَّ سُرُ رًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْ نَ ہ

اوران کے گھروں کے دروازے اور تخت بھی جن پر وہ تکیہ لگا لگا کر بیٹھتے۔

۳۵۔ۃ وَ زُ خْرُ فًا ط وَ اِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَا عُ الْحَيٰو ةِ الدُّ نْيَا ط وَالْاٰ خِرَ ةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ہ ع رکوع

اورسونے کے بھی اور یہ سب کچھ یونہی سا دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور آخرت تو آپ کے رب کے نزدیک (صرف) پرہیزگاروں کے لئے (ہی) ہے(ا)۔

۳۵۔ا جو شرک و معاصی سے اجتناب اور اللہ کی اطاعت کرتے رہے، ان کے لئے آخرت اور جنت کی نعمتیں ہیں جن کو زوال وفنا نہیں۔

۳۶۔ۃ وَ مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّ حْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِ يْنٌ ہ

اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے غفلت کرے(ا) ہم اس پر شیطان مقرر کر دیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے(۲)۔

۳۶۔ا عَشَا يَعْشُوْ کے معنی ہیں آنکھوں کی بیماری اس کی وجہ سے جو اندھاپن ہوتا ہے۔ یعنی جو اللہ کے ذکر سے اندھا ہو جائے۔

۳۶۔۲ وہ شیطان، اللہ کی یاد سے غافل رہنے والے کا ساتھی بن جاتا ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے اور نیکیوں سے روکتا ہے۔

۳۷۔ۃ وَ اِ نَّهُمْ لَيَصُدُّ وْ نَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ يَحْسَبُوْ نَ اَ نَّهُمْ مُّهْتَدُوْ نَ ہ

اور وہ انہیں راہ سے روکتے ہیں اور یہ اسی خیال میں رہتے ہیں کہ یہ ہدایت یافتہ ہیں(ا)۔

۳۷۔ا یعنی وہ شیطان ان کے حق کے راستے کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں اور اس سے انہیں روکتے ہیں اور انہیں برابر سمجھاتے رہتے ہیں کہ تم حق پر ہو، حتیٰ کہ وہ واقعی اپنے بارے میں یہی گمان کرنے لگ جاتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں یا کافر شیطانوں کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہیں اور ان کی اطاعت کرتے رہتے ہیں (ابن کثیر).

ۃ۔۳۸ حَتّٰیٓ اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ہ

یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا کہے گا کاش! میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کی دوری ہوتی (تو) بڑا برا ساتھی ہے (۱)

۳۸۔ا مراد مشرق اور مغرب کی دوری ہے، یہ کافر قیامت والے دن کہے گا لیکن اس دن اس اعتراف کا کیا فائدہ؟

ۃ۔۳۹ وَ لَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ہ

اور جب کہ تم ظالم ٹھہر چکے تو تمہیں آج ہرگز تم سب کا عذاب میں شریک ہونا کوئی نفع نہ دے گا.

ۃ۔۴۰ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِى الْعُمْىَ وَ مَنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ہ

کیا پس تو بہرے کو سنا سکتا ہے یا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے اور اسے جو کھلی گمراہی میں ہو (۱).

۴۰۔ا یعنی جس کے لئے شقاوت ابدی لکھ دی گئی ، وہ وعظ نصیحت کے اعتبار سے بہرہ اور اندھا ہے دعوت و تبلیغ سے وہ راہ راست پر نہیں آ سکتا.

ۃ۔۴۱ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ہ

پس اگر ہم تجھے یہاں سے لے جائیں (۱) تو بھی ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں (۲).

۴۱۔ا یعنی تجھے موت آ جائے، قبل اس کے کہ ان پر عذاب آئے، یا تجھے مکے سے نکال لے جائیں.

۴۱۔۲ دنیا میں اگر ہماری مشیت طلب کرنے والی ہوئی، بصورت دیگر عذاب آخروی سے تو وہ کسی صورت

نہیں بچ سکتے.

ۃ۔۴۲ اَوْ نُرِ يَنَّكَ الَّذِ یْ وَعَدْ نٰهُمْ فَاِ نَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْ نَ ہ

یا جو کچھ ان سے وعدہ کیا ہے(ا) وہ تجھے دکھادیں ہم ان پر بھی قدرت رکھتے ہیں(۲).

۴۲۔ا یعنی تیری موت سے قبل ہی، یا مکے میں ہی تیرے رہتے ہوئے عذاب بھیج دیں.

۴۲۔۲ یعنی ہم جب چاہیں ان پر عذاب نازل کر سکتے ہیں، کیوں کہ ہم ان پر قادر ہیں. چنانچہ آپ کی زندگی میں ہی بدر کی جنگ میں کافر عبرت ناک شکست اور ذلت سے دوچار ہوئے.

ۃ۔۴۳ فَا سْتَمْسِكْ بِا لَّذِیْٓ اُوْ حِیَ اِلَيْكَ اِ نَّكَ عَلٰى صِرَ اطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ہ

پس جو وحی آپ کی طرف کی گئی ہے اسے مضبوط تھامے رہیں(ا) بیشک آپ راہ راست پر ہیں.

۴۳۔ا یعنی قرآن کریم کو، چاہے کوئی بھی اسے جھٹلاتا رہے.

ۃ۔۴۴ وَ اِنَّهٗ لَذِ كْرٌ لَّكَ وَلِقَوْ مِكَ وَ سَوْ فَ تُسْئَلُوْنَ ہ

اور یقیناً (خود) آپ کے لئے اور آپ کی (ا) قوم کے لئے نصیحت ہے اور عنقریب تم لوگ پوچھے جاؤ گے.

۴۴۔ا یعنی یہ قرآن تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے شرف وعزت کا باعث ہے کہ یہ ان کی زبان میں اترا، اس کو وہ سب سے زیادہ سمجھنے والے ہیں اور اس کے ذریعے سے وہ پوری دنیا پر فضل وبرتری پا سکتے ہیں اس لئے ہم کو چاہیئے کہ کہ اس کو اپنا ئیں اور اس پر سب سے زیادہ عمل کریں.

ۃ۔۴۵ وَ سْـئَلْ مَنْ اَرْ سَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَ جَعَلْنَا مِنْ دُوْ نِ الرَّ حْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْ نَ ہ ع رکوع ۴

اور ہمارے ان نبیوں سے پوچھو! جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا کہ کیا ہم نے سوائے رحمٰن کے اور معبود مقرر کئے تھے جن کی عبادت کی جائے(ا)

۴۵۔ا جواب یقیناً نفی میں ہے. اللہ نے کسی بھی نبی کو یہ حکم نہیں دیا. بلکہ اس کے برعکس ہر نبی کو دعوت توحید کا حکم دیا گیا.

ۃ-۴۶ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہ

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے امراء کے پاس بھیجا تو (موسیٰ علیہ السلام نے جا کر) کہا کہ میں تمام جہانوں کے رب کا رسول ہوں.

ۃ-۴۷ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ہ

پس جب وہ ہماری نشانیاں لے کر ان کے پاس آئے تو وہ بے ساختہ ان پر ہنسنے لگے(۱).

۴۷-۱ یعنی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کے درباریوں کو دعوت توحید دی تو انہوں نے ان کے رسول ہونے کی دلیل طلب کی، جس پر انہوں نے وہ دلائل و معجزات پیش کئے جو اللہ نے انہیں عطا فرمائے تھے، جنہیں دیکھ کر انہوں نے مذاق کیا اور کہا یہ کون سی چیزیں ہیں. یہ تو جادو کے ذریعے ہم بھی پیش کر سکتے ہیں.

ۃ-۴۸ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ہ

اور ہم نے انہیں جو نشانی دکھاتے تھے وہ دوسری سے بڑھی چڑھی ہوتی تھی (۱) اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تاکہ وہ باز جائیں (۲).

۴۸-۱ ان نشانیوں سے وہ نشانیاں مراد ہیں جو طوفان، ٹڈی دل، جوئیں، مینڈک اور خون وغیرہ کی شکل میں یکے بعد دیگرے انہیں دکھائیں گئیں، جن کا تذکرہ سورۂ اعراف، آیات۔۱۳۳، ۱۳۵ میں گزر چکا ہے. بعد میں آنے والی ہر نشانی پہلی نشانی سے بڑی چڑھی ہوتی، جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صداقت واضع سے واضع تر ہو جاتی.

۴۸-۲ مقصد ان نشانیوں یا عذاب سے یہ ہوتا تھا کہ شاید وہ تکذیب سے باز آجائیں.

ۃ۴۹ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ہ

اور انہوں نے کہا اے جادوگر! ہمارے لئے اپنے رب سے (۱) اس کی دعا کر جس کا اس نے تجھ

وعدہ کررکھا ہے(۲) یقین مان کہ ہم راہ پر لگ جائیں گے(۳).

۴۹_۱ " اپنے رب سے " کے الفاظ اپنی مشرکانہ ذہنیت کی وجہ سے کہے کیوں کہ مشرکوں میں مختلف رب اور اللہ ہوتے تھے،موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے یہ کام کروالو!

۴۹_۲ یعنی ہمارے ایمان لانے پر عذاب ٹالنے کا وعدہ.

۴۹_۳ اگر عذاب ٹل گیا تو ہم تجھے اللہ کا سچا رسول مان لیں گے اور تیرے ہی رب کی عبادت کریں گے لیکن ہر دفعہ وہ اپنا یہ عہد توڑ دیتے ،جیسا کہ اگلی آیت میں ہے اور سورۂ اعراف میں بھی گزرا.

ۃ_۵۰ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَا بَ اِ ذَا هُمْ يَنْكُثُوْ نَ ہ

پھر جب ہم نے وہ عذاب ان سے ہٹالیا انہوں نے اسی وقت اپنا قول واقرار توڑ دیا.

ۃ_۵۱ وَ نَا دٰى فِرْ عَوْنُ فِىْ قَوْ مِهٖ قَا لَ يٰقَوْ مِ اَ لَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ وَ هٰذِ هِ الْاَ نْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ؕ ہ

اور فرعوں نے اپنی قوم میں منادی کرائی اور کہا اے میری قوم! کیا مصر کا ملک میرا نہیں؟ اور میرے (محلوں کے) نیچے یہ نہریں بہہ رہی ہیں(۱) کیا تم دیکھتے نہیں؟

۵۱_۱ اس سے مراد دریائے نیل یا اس کی بعض شاخیں ہیں جو اس کے محل کے نیچے سے گزرتی تھیں.

ۃ_۵۲ اَ مْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَ ا الَّذِ ىْ هُوَ مَهِيْنٌ وَّ لَا يَكَا دُيُبِيْنُ ہ

بلکہ میں بہتر ہوں بہ نسبت اس کے جو بے توقیر ہے اور صاف بول بھی نہیں سکتا(۱).

۵۲_۱ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لکنت کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ سورۂ طہ میں گزرا.

ۃ_۵۳ فَلَوْ لَاۤ اُلْقِىَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَ هَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِ نِيْنَ ہ

اچھا اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں آپڑے(۱) یا اس کے ساتھ پر باندھ کر فرشتے ہی آجاتے(۲)

۵۳_۱ اس دور میں مصر اور فارس کے بادشاہ اپنی امتیازی شان اور خصوصی حثیت کو نمایاں کرنے

کے لئے سونے کے کڑے پہنتے تھے۔اسی طرح قبیلوں کے سردار کے ہاتھوں میں بھی سونے کے کڑے اور گلے میں سونے کے طوق اور زنجیریں ڈال دی جاتی ہیں.اسی اعتبار سے فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ اگر اس کی حثیت اور امتیازی شان ہوتی تو اس کے ہاتھ میں سونے کے کڑے ہونے چاہیئے تھے.

۲_۵۳ جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ اللہ کا رسول ہے یا بادشاہوں کی طرح اس کی شان کو نمایاں کرنے کے لئے اس کے ساتھ ہوتے.

ۃ_۵۴ **فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ہ**

اس نے اپنی قوم کو بہلایا پھسلایا اور انہوں نے اسی کی مان لی یقیناًیہ سارے ہی نافرمان لوگ تھے.

ۃ_۵۵ **فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ہ**

پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور سب کو ڈبو دیا.

ۃ_۵٦ **فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّ مَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ ہ ع** رکوع ۵

پس ہم نے انہیں گیا گزرا کر دیا اور پچھلوں کے لئے مثال بنا دی(ا)

ا_۵٦ یعنی ان کو بعد میں آنے والوں کے لئے نصیحت اور مثال بنا دیا.کہ وہ اس طرح کفر وظلم اور علو و فساد نہ کریں جس طرح فرعون نے کیا تاکہ وہ اس جیسے عبرت ناک حشر سے محفوظ رہیں.

ۃ_۵۷ **وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ یَصِدُّوْنَ ہ**

اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تیری قوم (خوشی سے) چیخنے لگی ہے.

ۃ_۵۸ **وَ قَالُوْۤا ءَاٰلِهَتُنَا خَیْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ہ**

اور انہوں نے کہا کہ ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟ تجھ سے ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے، بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو(ا)

۵۸۔ا شرک کی تردید اور جھوٹے معبودوں کی بے وقعتی کی وضاحت کے لئے جب مشرکین مکہ سے کہا جاتا کہ تمہارے ساتھ تمہارے معبود بھی جہنم جائیں گے تو اس سے مراد وہ پتھر کی مورتیاں ہوتی ہیں جن کی وہ عبادت کرتے تھے نہ کہ وہ نیک لوگ جو اپنی زندگیوں میں لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے رہے، مگر ان کی وفات کے بعد ان کے معتقدین نے انہیں بھی معبود سمجھنا شروع کردیا ان کی بابت قرآن کریم نے ہی واضح کردیا ہے کہ یہ جہنم سے دور رہیں گے۔

ق۔۵۹ اِنۡ ھُوَ اِلَّا عَبۡدٌ اَنۡعَمۡنَا عَلَیۡہِ وَ جَعَلۡنٰہُ مَثَلًا لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ہ ط

عیسیٰ (علیہ السلام) بھی صرف بندہ ہی ہے جس پر ہم نے احسان کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لئے نشان قدرت بنایا (ا)۔

۵۹۔ا ایک اس اعتبار سے کہ بغیر باپ کے ان کی ولادت ہوئی، دوسرے، خود انہیں جو معجزات دیئے گئے، احیائے موتی وغیرہ، اس لحاظ سے بھی۔

ق۔۶۰ وَ لَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنَا مِنۡکُمۡ مَّلٰٓئِکَۃً فِی الۡاَرۡضِ یَخۡلُفُوۡنَ ہ

اگر ہم چاہتے تو تمہارے عوض فرشتے کردیتے جو زمین میں جانشینی کرتے (ا)۔

۶۰۔ا یعنی تمہیں ختم کر کے تمہاری جگہ زمین پر فرشتوں کو آباد کر دیتے، جو تمہاری ہی طرح ایک دوسرے کی جانشینی کرتے، مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کا آسمان پر رہنا اشرف نہیں ہے کہ ان کی عبادت کی جائے یہ تو ہماری مشیت ہے اور قضا ہے کہ فرشتوں کو آسمان اور انسانوں کو زمین پر آباد کیا، ہم چاہیں تو فرشتوں کو زمین پر بھی آباد کرسکتے ہیں۔

ق۔۶۱ وَ اِنَّہٗ لَعِلۡمٌ لِّلسَّاعَۃِ فَلَا تَمۡتَرُنَّ بِہَا وَ اتَّبِعُوۡنِ ط ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ ہ

اور یقیناً عیسیٰ (علیہ السلام) قیام کی نشانی ہے (ا) پس تم (قیامت) کے بارے میں شک نہ کرو اور میری تابعداری کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔

۶۱۔ا اکثر مفسرین کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے قریب ان کا آسمان سے نزول ہوگا، جیسا کہ صحیح متواتر احادیث سے ثابت ہے. یہ نزول اس بات کی علامت ہوگا کہ اب قیامت قریب ہے اس لئے بعض نے اسے عین اور لام کے زبر کے ساتھ (عَـلَـمٌ) پڑھا ہے، جس کے معنی نشانی اور علامت کے ہیں

ۃ۔۶۲ وَ لَا يَصُدَّ نَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ط اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُ وٌّ مُّبِيْنٌ ہ

اور شیطان تمہیں روک نہ دے، یقیناً وہ تمہارا صریح دشمن ہے.

ۃ۔۶۳ وَ لَـمَّـا جَـآ ءَ عِيْسٰى بِـا لْبَيِّـنٰتِ قَا لَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِا لْحِكْمَةِ وَ لِاُ بَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ تَخْتَلِفُوْ نَ فِيْهِ فَا تَّقُو االلّٰهَ وَ اَ طِيْعُوْنِ ہ

اور جب عیسیٰ (علیہ السلام) معجزے لائے تو کہا. کہ میں تمہارے پاس حکمت والا ہوں اور اس لئے آیا ہوں کہ جن بعض چیزوں میں تم مختلف ہو، انہیں واضع کردوں (ا) پس تم اللہ تعالی سے ڈرو اور میرا کہا مانو.

۶۳۔ا اس کے لئے دیکھئے آل عمران، آیت۔۵ کا حاشیہ.

ۃ۔۶۴ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَ بِّىْ وَ رَ بُّكُمْ فَا عْبُدُوْ هُ ط هٰذَ اصِرَا طٌ مُّسْتَقِيْمٌ ہ

میرا اور تمہارا رب فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے پس تم سب اس کی عبادت کرو. راہ راست (یہی) ہے.

ۃ۔۶۵ فَا خْتَلَفَ الْاَ حْزَا بُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ فَوَ يْلٌ لِّلَّذِ يْنَ ظَلَمُوْ ا مِنْ عَذَابِ يَوْ مٍ اَ لِيْمٍ ہ

پھر (بنی اسرائیل) کی جماعتوں نے آپس میں اختلاف کیا (ا) پس ظالموں کے لئے خرابی ہے دکھ والے دن کی آفت سے.

۶۵۔ا اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں، یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں نقص نکالا اور انہیں نعوز باللہ ولد الزنا قرار دیا، جب کہ عیسائیوں نے غلو سے کام لیکر انہیں معبود بنالیا . یا مراد عیسائیوں ہی

کے مختلف فرقے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک دوسرے سے شدید اختلاف رکھتے ہیں، ایک انہیں ابن اللہ، دوسرا اللہ اور ثالث ثلاثہ کہتا اور ایک فرقہ مسلمانوں ہی طرح انہیں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول تسلیم کرتا ہے.

ۃ-٦٦ هَلْ يَنْظُرُوْ نَ اِلَّا السَّا عَةَ اَنْ تَاْ تِيَهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْ نَ ہ

یہ لوگ صرف قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان پر آ پڑے اور انہیں خبر بھی نہ ہو.

رکوع ۷ ۃ-٦٧ اَلْاَ خِلَّآ ءُ يَوْ مَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُ وٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ہ ع

اس دن دوست بھی ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے سوائے پرہیزگاروں کے.

ۃ-٦٨ يٰعِبَا دِ لَا خَوْ فٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْ مَ وَ لَآ اَنْتُمْ تَحْزَ نُوْ نَ ہ

میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف (وہراس) ہے اور نہ تم (بددل اور) غمزدہ ہوگے(۱).

٦٨-٢ یہ قیامت والے دن ان متقین کو کہا جائے گا جو دنیا میں صرف اللہ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے. جیسا کہ حدیث میں بھی اس کی فضیلت ہے. بلکہ اللہ کے لئے بغض اور اللہ کے لئے محبت کو کمال ایمان کی بنیاد بتلایا گیا ہے.

ۃ-٦٩ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَا نُوْا مُسْلِمِيْنَ ہ

اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور تھے بھی وہ (فرماں بردار) مسلمان.

ۃ-٧٠ اُدْ خُلُو االْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَ اَزْ وَاجُكُمْ تُحْبَرُوْ نَ ہ

تم اور تمہاری بیویاں ہشاش بشاش (راضی خوشی) جنت میں چلے جاؤ(۱)

٧٠-١ اَزْوَا جُكُمْ سے بعض نے مومن بیویاں، بعض نے مومن ساتھی اور بعض نے جنت میں ملنے والی حورعین بیویاں مراد لی ہیں. یہ سارے ہی مفہوم صحیح ہیں کیونکہ جنت میں یہ سب کچھ ہی ہوگا. تُحْبَرُوْ نَ حَبْرٌ سے ماخوذ ہے یعنی وہ فرحت ومسرت جو انہیں جنت کی نعمت وعزت کی وجہ سے ہوگی.

ق-۷۱ يُطَافُ عَلَيۡهِمۡ بِصِحَافٍ مِّنۡ ذَهَبٍ وَّ اَكۡوَابٍ وَ فِيۡهَا مَا تَشۡتَهِيۡهِ الۡاَنۡفُسُ وَ
تَلَذُّ الۡاَعۡيُنُ وَ اَنۡتُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ه

ان کے چاروں طرف سے سونے کی رکابیاں اور سونے کے گلاسوں کا دور چلایا جائے گا (ا) ان کے جی جس چیز کی خواہش کریں اور جس سے ان کی آنکھیں لذت پائیں، سب وہاں ہوگا اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔

ا-۷۱ مطلب ہے اہل جنت کو جو کھانے ملیں گے، وہ سونے کی رکابیوں میں ہو گے (فتح القدیر)

ق-۷۲ وَ تِلۡكَ الۡجَنَّةُ الَّتِيۡۤ اُوۡرِثۡتُمُوۡهَا بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ه

یہی وہ بہشت ہے کہ تم اپنے اعمال کے بدلے اس کے وارث بنائے گئے ہو۔

ق-۷۳ لَكُمۡ فِيۡهَا فَاكِهَةٌ كَثِيۡرَةٌ مِّنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ه

یہاں تمہارے لئے بکثرت میوے ہیں جنہیں تم کھاتے رہو گے۔

ق-۷۴ اِنَّ الۡمُجۡرِمِيۡنَ فِيۡ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوۡنَ ه

بیشک گنہگار لوگ عذاب دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

ق-۷۵ لَا يُفَتَّرُ عَنۡهُمۡ وَ هُمۡ فِيۡهِ مُبۡلِسُوۡنَ ه

یہ عذاب کبھی بھی ان سے ہلکا نہ کیا جائیگا اور وہ اسی میں مایوس پڑے رہیں گے (ا)

ا-۷۵ یعنی نجات سے مایوس۔

ق-۷۶ وَمَا ظَلَمۡنٰهُمۡ وَ لٰكِنۡ كَانُوۡا هُمُ الظّٰلِمِيۡنَ ه

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود ہی ظالم تھے۔

ق-۷۷ وَ نَادَوۡا يٰمٰلِكُ لِيَقۡضِ عَلَيۡنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمۡ مّٰكِثُوۡنَ ه

اور پکار پکار کر کہیں گے کہ اے مالک! (ا) تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے (۲) وہ کہے گا کہ

تمہیں تو (ہمیشہ) رہنا ہے(۳).

۷۷۔۱ مالک، داروغۂ جہنم کا نام ہے.

۷۷۔۲ یعنی ہمیں موت ہی دے دے تاکہ عذاب سے جان چھوٹ جائے.

۷۷۔۳ یعنی وہاں موت کہاں؟ لیکن یہ عذاب کی زندگی موت سے بھی بدتر ہوگی، تاہم اس کے بغیر بھی چارہ نہیں ہوگا.

ۃ۔۷۸ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ہ

ہم تو تمہارے پاس حق لے آئے ہیں لیکن تم میں اکثر لوگ حق (۱) سے نفرت رکھنے والے تھے.

۷۸۔۱ یہ اللہ کا ارشاد ہے یا فرشتوں کا ہی قول بطور نیابت الٰہی ہے. جیسے کوئی افسر مجاز "ہم" کا استعمال حکومت کے مفہوم میں کرتا ہے. اکثر سے مراد کل ہے یعنی سارے ہی جہنمی، یا پھر اکثر سے مراد رؤسا اور لیڈر ہیں. باقی جہنمی ان کے پیروکار ہونے کی حثیت سے اس میں شامل ہونگے. حق سے مراد، اللہ کا وہ دین اور پیغام ہے جو وہ پیغمبروں کے ذریعے سے ارسال کرتا رہا. آخری حق قرآن اور دین اسلام ہے.

ۃ۔۷۹ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ہ

کیا انہوں نے کسی کام کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو یقین مانو کہ ہم بھی پختہ کام کرنے والے ہیں (۱)

۷۹۔۱ یعنی ان جہنمیوں نے حق کو ناپسند ہی نہیں کیا بلکہ یہ اس کے خلاف منظّم تدبیریں اور سازشیں کرتے رہے جس کے مقابلے میں پھر ہم نے بھی اپنی تدبیر کی اور ہم سے زیادہ مضبوط تدبیر کس کی ہوسکتی ہے؟

ۃ۔۸۰ اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ہ

کیا ان کا یہ خیال ہے کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں کو اور ان کی سرگوشیوں کو نہیں سن سکتے (یقیناً ہم برابر سن رہے ہیں)(۱) بلکہ ہمارے بھیجے ہوئے ان کے پاس ہی لکھ رہے ہیں (۲).

۸۰۔۱ یعنی جو پوشیدہ باتیں وہ اپنے نفسوں میں چھپائے پھرتے ہیں یا خلوت میں آہستگی سے کرتے

ہیں یا آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں ، کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم وہ نہیں سنتے ؟

۸۰۔۲ یعنی یقیناً سنتے ہیں.علاوہ ازیں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے الگ ان کی ساری باتیں نوٹ کرتے ہیں.

ۃ۔۸۱ قُلۡ اِنۡ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الۡعٰبِدِیۡنَ ہ

آپ کہہ دیجئے! اگر بالفرض رحمٰن کی اولاد ہو تو میں سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوتا(۱).

۸۱۔۱ کیوں کہ اللہ کا مطیع اور فرماں بردار ہوں اگر واقع اس کی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے میں ان کی عبادت کرنے والا ہوتا.مطلب مشرکین کے عقیدے میں اللہ کی اولاد ثابت کرتے ہیں.

ۃ۔۸۲ سُبۡحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ رَبِّ الۡعَرۡشِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ہ

آسماں زمین اور عرش کا رب جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں اس (سے) بہت پاک ہے.

ۃ۔۸۳ فَذَرۡهُمۡ یَخُوۡضُوۡا وَیَلۡعَبُوۡا حَتّٰی یُلٰقُوۡا یَوۡمَهُمُ الَّذِیۡ یُوۡعَدُوۡنَ ہ

اب آپ انہیں اس بحث مباحثہ اور کھیل کود میں چھوڑ دیجئے (۱) یہاں تک کہ انہیں اس دن سابقہ پڑ جائے جن کا یہ وعدہ دیئے جاتے ہیں.(۲).

۸۳۔۱ یعنی اگر یہ ہدایت کا راستہ نہیں اپناتے تو اب انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیں اور دنیا کے کھیل کود میں لگا رہنے دیں.

۸۳۔۲ ان کی آنکھیں اس دن کھلیں گی جب ان کے اس رویے کا انجام ان کے سامنے آئے گا.

ۃ۔۸۴ وَهُوَ الَّذِیۡ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الۡاَرۡضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الۡحَكِیۡمُ الۡعَلِیۡمُ ہ

وہی آسمانوں میں معبود ہے اور زمین میں بھی وہی قابل عبادت ہے(۱) اور وہ بڑی حکمت والا اور پورے علم والا ہے.

۸۴۔۱ یہ نہیں ہے کہ آسمانوں کا معبود کوئی اور بلکہ جس طرح ان دونوں کا خالق ایک ہی معبود بھی ایک ہی ہے.

ۃ۔۸۵ وَ تَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ
وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ہ

اور وہ بہت برکتوں والا ہے جس کے پاس آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی بادشاہت اور قیامت کا علم بھی اس کے پاس ہے(۱) اور اسی کی جانب تم سب لوٹائے جاؤ گے(۲).

۸۵۔۱ جس کو اپنے وقت پر ظاہر فرمائے گا.

۸۵۔۲ جہاں وہ ہر ایک کو اس کے عملوں کے مطابق جزا و سزا دے گا.

ۃ۔۸۶ وَلَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ
یَعْلَمُوْنَ ہ

جنہیں یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کرنے کا اختیار نہیں رکھتے (۱) ہاں (مستحق شفاعت وہ ہیں) جو حق بات کا اقرار کریں اور انہیں علم بھی ہو(۲).

۸۶۔۱ یعنی دنیا میں جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں، یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ اللہ کے ہاں ہماری شفارش کریں گے ان معبودوں کو شفاعت کا قطعاً کوئی اختیار نہیں ہوگا.

۸۶۔۲ حق بات سے مراد کلمہ توحید لا الہ الا اللہ ہے اور یہ اقرار بھی علم و بصیرت کی بنیاد ہو، محض رسمی اور تقلیدی نہ ہو یعنی زبان سے کلمۂ توحید ادا کرنے والے کو پتہ ہو کہ اس میں صرف ایک اللہ کا اثبات اور دیگر تمام معبودوں کی نفی ہے.

ۃ۔۸۷ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰی یُؤْفَكُوْنَ ہ

اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً جواب دیں گے اللہ نے، پھر یہ کہاں الٹے جاتے ہیں.

ۃ۔۸۸ وَ قِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ہ

اور ان کا (پیغمبر کا اکثر) یہ کہنا (۱) کہ اے میرے رب! یقیناً یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے.

۸۸۔۱ اللہ کے پاس ہی قیامت اور اپنے پیغمبر کے شکوے کا علم ہے.

ۃ۔۸۹ فَا صۡفَحۡ عَنۡهُمۡ وَ قُلۡ سَلٰمٌ ط فَسَوۡ فَ يَعۡلَمُوۡ نَ ہ ع رکوع ۷

پس آپ ان سے منہ پھیرلیں اور کہہ دیں. (اچھا بھائی) سلام! (۱) انہیں عنقریب (خود ہی) معلوم ہو جائے گا.

۸۹۔۱ یعنی دین کے معاملے میں میری اور تمہاری راہ الگ الگ ہے، تم اگر باز نہیں آتے تو اپنا عمل کئے جاؤ، میں اپنا کام کئے جا رہا ہوں، عنقریب معلوم ہو جائے گا سچا کون ہے اور جھوٹا کون؟

سُوۡ رَۃُ الدُّ خَانِ ۴۴ یہ سورت مکی ہے اس میں (۵۹) آیات اور (۳) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّ حۡمٰنِ الرَّ حِيۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے.

ۃ۔۱ حٰمٓ ہ حٰمٓ

ۃ۔۲ وَا لۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ ہ قسم ہے اس وضاحت والی کتاب کی.

ۃ۔۳ اِ نَّآ اَنۡزَ لۡنٰهُ فِیۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَ كَةٍ اِ نَّا كُنَّا مُنۡذِ رِ يۡنَ ہ

یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات (۱) میں اتارا ہے بیشک ہم ڈرانے والے ہیں (۲).

۳۔۱ بابرکت رات (لَيۡـلَةُ الۡـقَـدۡرِ) سے مراد شب قدر ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر صراحت ہے ﴿شَهۡرَ رَمَضَانَ الَّذِیۡٓ اُنۡزِ لَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنَ﴾ رمضان کے مہینے میں قرآن نازل کیا گیا، یہ شب قدر رمضان کے عشرۂ اخیر کی طاق راتوں میں سے ہی کوئی ایک رات ہوتی ہے. یہاں قدر کی رات اس رات کو بابرکت رات قرار دیا گیا ہے. اس کے بابرکت ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے کہ ایک تو اس میں قرآن کا نزول ہوا دوسرے، اس میں فرشتوں اور روح الامین کا نزول ہوتا ہے تیسرے اس میں سارے سال میں

ہونے والے واقعات کا فیصلہ کیا جاتا ہے (جیسا کہ آگے آرہا ہے) چوتھے اس رات کی عبادت ہزار مہینے (۸۳سال۴ماہ) کی عبادت سے بہتر ہے شب قدر یا لیلہ مبارکہ میں قرآن کے نزول کا مطلب یہ ہے کہ اسی رات سے نبی ﷺ پر قرآن مجید کا نزول شروع ہوا.یعنی پہلے پہل اس رات آپ پر قرآن نازل ہوا، یا یہ مطلب ہے لوح محفوظ سے اسی رات قرآن بیت العزت میں اتارا گیا جو آسمان دنیا پر ہے.پھر وہاں سے ضرورت و مصلحت ۲۳ سالوں تک مختلف اوقات میں نبی ﷺ پر اترتا رہا.

۴ـ٤ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ہ

اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے

۵ـ٥ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِ نَا ط اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ہ ہمارے پاس سے حکم ہوکر (ا) ہم ہی ہیں رسول بنا کر بھیجنے والے۔

۵ـا یعنی سارے فیصلے ہمارے حکم واذن اور ہماری تقدیر و مشیت سے ہوتے ہیں.

۶ـ٦ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ہ

آپ کے رب کی مہربانی سے (ا) وہی سننے والا جاننے والا.

۶ـا یعنی انزال کتب کے ساتھ (رسولوں کا بھیجنا) یہ بھی ہماری رحمت ہی کا ایک حصہ ہے تاکہ وہ ہماری نازل کردہ کتابوں کو کھول کر بیان کریں اور ہمارے احکام لوگوں تک پہنچائیں.اس طرح مادی ضرورتوں کی فراہمی کے ساتھ ہم نے اپنی رحمت سے لوگوں کے روحانی تقاضوں کی تکمیل کا بھی سامان مہیا کردیا.

۷ـ٧ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ہ

جو رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، اگر تم یقین کرنے والے ہو.

۸ـ٨ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ط رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ہ

کوئی معبود نہیں اس کے سوا وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے، وہی تمہارا رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا.

ۃ۔۹ بَلْ هُمْ فِىْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْ نَ ہ بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں (ا).

۹۔ا یعنی حق اور اس کے دلائل کے سامنے آ گئے .لیکن وہ اس پر ایمان لانے کے بجائے شک میں مبتلا ہیں اور اس شک کے ساتھ استہزا اور کھیل کود میں پڑے ہیں.

ۃ۔۱۰ فَا رْ تَقِبْ يَوْ مَ تَاْ تِى السَّمَآ ءُ بِدُ خَا نٍ مُّبِيْنٍ ہ

آپ اس دن کے منتظر رہیں جب کہ آسمان ظاہر دھواں لائے گا (ا)

۱۰۔ا یہ کافروں کے لئے تہدید ہے کہ اچھا آپ اس دن کا انتظار فرمائیں جب آسمان پر دودئیں کا ظہور ہوگا.

ۃ۔۱۱ يَّغْشَى النَّاسَ ط هٰذَا عَذَابٌ اَ لِيْمٌ ہ جو لوگوں کو گھیر لے گا، یہ دردناک عذاب ہے.

ۃ۔۱۲ رَبَّنَا ا كْشِفْ عِنَّا الْعَذَ ا بَ اِ نَّا مُئْو مِنُوْنَ ہ

کہیں گے اے ہمارے رب! یہ آفت ہم سے دور کر ہم ایمان قبول کرتے ہیں (ا)

۱۲۔ا پہلی تفسیر کی رو سے یہ کفار مکہ نے کہا اور دوسری تفسیر کی رو سے قیامت کے قریب کافر کہیں گے.

ۃ۔۱۳ اَ نّٰى لَهُمُ الذِّ كْرٰى وَ قَدْ جَآ ءَ هُمْ رَسُوْ لٌ مّبِيْنٌ ہ

ان کے لئے نصیحت کہاں ہے؟ کھول کھول کر بیان کرنے والے پیغمبر ان کے پاس آ چکے.

ۃ۔۱۴ ثُمَّ تَوَ لَّوْ ا عَنْهُ وَ قَا لُوْ ا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْ نٌ ہ

پھر بھی انہوں نے منہ پھیرا اور کہہ دیا کہ سکھایا پڑھایا ہوا باؤلا ہے.

ۃ۔۱۵ اِ نَّا كَا شِفُو االْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآ ئِدُوْ نَ ہ

ہم عذاب کو تھوڑا دور کر دیں گے تو تم پھر اپنی سی حالت پر آ جاؤ گے.

ۃ۔۱۶ يَوْ مَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِ نَّا مُنْتَقِمُوْ نَ ہ

جس دن ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے (ا) بالیقین ہم بدلہ لینے والے ہیں.

۱۔۱۶ اس سے مراد جنگ بدر کی گرفت ہے، جس میں ستر کافر مارے گئے اور ستر قیدی بنا لئے گئے. دوسری تفسیر کی رو سے یہ سخت گرفت قیامت والے دن ہوگی. امام شوکانی فرماتے ہیں کہ یہ اس گرفت خاص کا ذکر ہے جو جنگ بدر ہوئی، کیوں کہ قریش کے سیاق میں ہی اس کا ذکر ہے، اگرچہ قیامت والے دن بھی اللہ تعالیٰ سخت گرفت فرمائے گا تاہم وہ گرفت عام ہوگی، ہر نافرمان اس میں شامل ہوگا.

۱۷ة۔ وَ لَقَدۡ فَتَنَّا قَبۡلَهُمۡ قَوۡمَ فِرۡعَوۡنَ وَ جَآءَهُمۡ رَسُوۡلٌ کَرِیۡمٌ ہ

یقیناً ان سے پہلے ہم قوم فرعون کو (بھی) آزما چکے ہیں (۱) جن کے پاس (اللہ کا) باعزت رسول آیا.

۱۔۱۷ آزمانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے انہیں دنیاوی خوشی، خوشحالی وفراغت سے نوازا اور پھر اپنا جلیل القدر پیغمبر بھی ان کی طرف ارسال کیا لیکن انہوں نے رب کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا اور نہ پیغمبر پر ایمان لائے.

۱۸ة۔ اَنۡ اَدُّوۡۤا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّیۡ لَکُمۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ ہ

کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر (۱) دو، یقین مانو کہ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں (۲).

۱۔۱۸ عِبَادَ اللّٰهِ سے مراد یہاں موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل ہے جسے فرعون نے غلام بنا رکھا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کی آزادی کا مطالبہ کیا.

۲۔۱۸ اللہ کا پیغام پہنچانے میں امانت دار ہوں.

۱۹ة۔ وَّ اَنۡ لَّا تَعۡلُوۡا عَلَی اللّٰهِ ۚ اِنِّیۡۤ اٰتِیۡکُمۡ بِسُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ ہ

اور تم اللہ تعالیٰ کے سامنے سرکشی نہ کرو (۱) میں تمہارے پاس کھلی دلیل لانے والا ہوں (۲)۔

۱۔۱۹ یعنی اس کے رسول کی اطاعت سے انکار کرکے اللہ کے سامنے اپنی بڑائی اور سرکشی کا اظہار نہ کرو.

۲۔۱۹ یہ ماقبل کی علت ہے کہ میں ایسی حجت واضح ساتھ لایا ہوں جس کے انکار کی گنجائش ہی نہیں ہے.

ق۔۲۰ وَ اِنِّیۡ عُذۡتُ بِرَبِّیۡ وَ رَبِّکُمۡ اَنۡ تَرۡجُمُوۡنِ ۝

اور میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں اس سے کہ تم مجھے سنگسار کردو(ا).

۲۰۔ا اس دعوت وتبلیغ کے جواب میں فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کی دھمکی دی، جس پر انہوں نے اپنے رب سے پناہ طلب کی.

ق۔۲۱ وَ اِنۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا لِیۡ فَاعۡتَزِلُوۡنِ ۝

اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ ہی رہو(ا).

۲۱۔ا یعنی اگر مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو نہ لاؤ، لیکن مجھے قتل کرنے کی اذیت پہنچانے کی کوشش نہ کرو.

ق۔۲۲ فَدَعَا رَبَّہٗۤ اَنَّ ہٰۤؤُلَآءِ قَوۡمٌ مُّجۡرِمُوۡنَ ۝

الثلثه

پھر انہوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ سب گنہگار لوگ ہیں (ا).

۲۲۔ا یعنی جب انہوں دیکھا کہ دعوت کا اثر قبول کرنے کی بجائے، اس کا کفر وعناد بڑھ گیا تو اللہ کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلا دیئے.

ق۔۲۳ فَاَسۡرِ بِعِبَادِیۡ لَیۡلًا اِنَّکُمۡ مُّتَّبَعُوۡنَ ۝

(ہم نے کہہ دیا) کہ راتوں رات تو میرے بندوں کو لے کر نکل، یقیناً تمہارا(ا) پیچھا کیا جائے گا.

۲۳۔ا چنانچہ اللہ نے دعا قبول فرمائی اور انہیں حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو راتوں رات لے کر یہاں سے نکل جاؤ اور دیکھو! گھبرانا نہیں، تمہارا پیچھا بھی ہوگا.

ق۔۲۴ وَ اتۡرُکِ الۡبَحۡرَ رَہۡوًا ؕ اِنَّہُمۡ جُنۡدٌ مُّغۡرَقُوۡنَ ۝

تو دریا کو ساکن چھوڑ کر چلا جا(ا) بلاشبہ یہ لشکر غرق کر دیا جائے گا.

۲۴۔ا رَھۡوًا بمعنی ساکن یا خشک. مطلب یہ ہے کہ تیرے لاٹھی مارنے سے دریا معجزانہ طور پر ساکن یا خشک ہوجائے گا اور اس میں راستہ بن جائے گا، تم دریا پار کرنے کے بعد اسے اسی حالت میں چھوڑ دینا

تاکہ فرعون اوراس کالشکربھی دریاکوپارکرنے کی غرض سے اس میں داخل ہوجائے اورہم اسے وہیں غرق کردیں. چنانچہ ایساہی ہوا جیساکہ پہلے تفصیل گزرچکی ہے.

ق۔۲۵ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ہ

وہ بہت سے باغات اورچشمے چھوڑ گئے.

ق۔۲۶ وَّ زُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ہ

اورکھیتیاں اورراحت بخش ٹھکانے.

ق۔۲۷ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ہ

اورآرام کی چیزیں جن میں عیش کررہے تھے.

ق۔۲۸ كَذٰلِكَ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ہ

اسی طرح ہوگیا(ا) اورہم نے ان سب کاوارث دوسری قوم کوبنادیا(ا)

۲۸۔ا بعض کے نزدیک اس سے مرادبنی اسرائیل ہیں.لیکن بعض کے نزدیک بنی اسرائیل کادوبارہ مصرآنا تاریخی طورپرثابت نہیں،اس لئے ملک مصرکی وارث کوئی اورقوم بنی، بنی اسرائیل نہیں.

ق۔۲۹ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ہ ع رکوع ۱

سوان پرنہ توآسمان وزمین(ا) روئے اورنہ انہیں مہلت ملی.

۲۹۔ا یعنی ان فرعونیوں کے نیک اعمال ہی نہیں تھے جوآسمان پرچڑھتے اوران کاسلسلہ منقطع ہونے پرآسمان روتے، نہ زمین پرہی وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے کہ اس سے محرومی پرزمین روتی.مطلب یہ ہے کہ آسمان وزمین میں کوئی بھی ان کی ہلاکت پررونے والانہیں تھا(فتح القدیر)

ق۔۳۰ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ہ

اوربے شک ہم نے(ہی) بنی اسرائیل کو(سخت)رسواکن سزاسے نجات دی.

ق۔۳۱ مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ہ

(جو) فرعون کی طرف سے (ہورہی) تھی. فی الواقع وہ سرکش اور حد سے گزر جانے والوں میں تھا.

ق۔۳۲ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ہ

ہم نے دانستہ طور پر بنی اسرائیل کو دنیا جہان والوں پر فوقیت دی (ا).

ا۔۳۲ اس جہان سے مراد بنی اسرائیل کے زمانے کا جہان ہے کل جہان نہیں ہے، کیوں کہ قرآن میں امت محمدیہ کو كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے یعنی بنی اسرائیل اپنے زمانے میں دنیا جہان والوں پر فضیلت رکھتے تھے ان کی یہ فضیلت اس استحقاق کی وجہ سے تھی جس کا علم اللہ کو ہے۔

ق۔۳۳ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ہ

اورہم نے انہیں ایسی نشانیاں دیں جن میں صریح آزمائش تھی.

ق۔۳۴ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ہ

یہ لوگ تو یہی کہتے ہیں (ا)

ا۔۳۴ یہ اشارہ کفار مکہ کی طرف ہے.اس لئے کہ سلسلۂ کلام ان ہی سے متعلق ہے.درمیان میں فرعون کا قصہ ان کی تنبیہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے.

ق۔۳۵ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ہ

کہ (آخری چیز) یہی ہمارا پہلی بار (دنیا سے) مرجانا اور ہم (ا) دوبارہ اٹھائے نہیں جائیں گے.

ا۔۳۵ یعنی یہ دنیا کی زندگی ہی بس آخری زندگی ہے اس کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور حساب کتاب ہونا ممکن نہیں ہے.

ق۔۳۶ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ہ

اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو لے آؤ (ا)

۳۶۔ا یہ نبی ﷺ اور مسلمانوں کو کافروں کی طرف سے کہا جا رہا ہے کہ اگر تمہارا یہ عقیدہ واضع اور صحیح ہے کہ دوبارہ زندہ ہونا ہے تو ہمارے باپ دادوں کو زندہ کر کے دکھا دو یہ ان کی کٹ حجتی تھی کیونکہ دوبارہ زندہ کرنے کا عقیدہ قیامت سے متعلق ہے نہ کہ قیامت سے پہلے ہی دنیا میں زندہ ہو جانا یا کر دینا۔

ۃ۔۳۷ اَهُمۡ خَيۡرٌ اَمۡ قَوۡمُ تُبَّعٍ ۙ وَّ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ اَهۡلَكۡنٰهُمۡ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ ‏ه

کیا یہ لوگ بہتر ہیں یا تمہاری کی قوم کے لوگ اور جو ان سے بھی پہلے تھے ہم نے ان سب کو ہلاک کر دیا یقیناً وہ گنہگار تھے(ا)

۳۷۔ا یعنی یہ کفار مکہ اور ان سے پہلے کی قومیں، عاد وثمود وغیرہ سے زیادہ طاقتور اور بہتر ہیں، جب ہم نے انہیں ان کے گناہوں کی پاداش میں، ان سے زیادہ قوت وطاقت رکھنے کے باوجود ہلاک کر دیا تو یہ کیا حثیت رکھتے ہیں.

ۃ۔۳۸ وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا لٰعِبِيۡنَ ‏ه

ہم نے زمین اور آسمانوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کو کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا(ا)

۳۸۔ا یہی مضمون اس سے قبل سورہ ص۔۲۷ سورۂ المومنون ۱۱۵۔۱۱۶ سورۃ الحجر۔۸۵ وغیرہا میں بیان کیا گیا ہے.

ۃ۔۳۹ مَا خَلَقۡنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَـقِّ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ه

بلکہ ہم نے انہیں درست تدبیر کے ساتھ ہی پیدا کیا(ا) ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے.

۳۹۔ا یعنی وہ اس مقصد سے غافل اور بے خبر ہیں.اسی لئے آخرت کی تیاری سے لاپرواہیں.

ۃ۔۴۰ اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ مِيۡقَاتُهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ه

یقیناً فیصلے کا دن ان سب کا طے شدہ وقت ہے.(ا)

۴۰۔ا یعنی وہ اصل مقصد ہے جس کے لئے انسانوں کو پیدا کیا گیا اور آسمان وزمین کی تخلیق کی گئی ہے۔

ق۔۴۱ یَوْ مَ لَا یُغْنِیْ مَوْ لًی عَنْ مَّوْلًی شَیْئًا وَّ لَا ھُمْ یُنْصَرُوْ نَ ہ

اس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام بھی نہ آئے گا اور نہ ان کی امداد کی جائے گی۔

ق۔۴۲ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰہُ ط اِنَّہٗ ھُوَا الْعَزِیْزُ ا الرَّحِیْمُ ہ ع

مگر جس پر اللہ کی مہربانی ہوجائے وہ زبردست اور رحم کرنے والا ہے۔

ق۔۴۳ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّ قُّوْمِ ہ

بیشک زقوم (تھوہر) کا درخت۔

ق۔۴۴ طَعَا مُ الْاَ ثِیْمِ ہ

گنہگار کا کھانا ہے۔

ق۔۴۵ کَا لْمُھْلِ یَغْلِیْ فِیالْبُطُوْنِ ہ

جو مثل تلچھٹ(ا) کے ہے اور پیٹ میں کھولتا رہتا ہے۔

۴۵۔ا پگھلا ہوا تانبہ، آگ میں پگھلی ہوئی چیز یا تلچھٹ تیل وغیرہ کے آخر میں جو گدلی سی مٹی کی تہ رہ جاتی ہے۔

ق۔۴۶ کَغَلْیِ الْحَمِیْمِ ہ

مثل تیز گرم پانی کے(ا)

۴۶۔ا وہ زقوم کی خوراک، کھولتے ہوئے پانی کی طرح پیٹ میں کھولے گی۔

ق۔۴۷ خُذُ وْ ہُ فَا عْتِلُوْ ہُ اِلٰی سَوَآ ءِ الْجَحِیْمِ ہ

اسے پکڑلو پھر گھسیٹتے ہوئے بیچ جہنم تک پہنچاؤ(ا)

۴۷۔ا یہ جہنم پر مقرر فرشتوں سے کہا جائے گا۔

ۃ۔۴۸ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِیْمِ ہ ط
پھراس کے سر پر سخت گرم پانی کا عذاب بہاؤ.

ۃ۔۴۹ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ ہ
(اس سے کہا جائے گا) چکھتا جا تو تو بڑا ذی عزت اور بڑے اکرام والا تھا(۱).

۴۹۔۱ یعنی دنیا میں اپنے طور پر تو بڑا ذی عزت اور صاحب اکرام بنا پھرتا تھا اور اہل ایمان کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا.

ۃ۔۵۰ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ہ
یہی وہ چیز ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے.

ۃ۔۵۱ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ ہ
بیشک (اللہ سے) ڈرنے والے امن چین کی جگہ میں ہونگے.

ۃ۔۵۲ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ہ
باغوں اور چشموں میں.

ۃ۔۵۳ یَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ہ
باریک اور ریشم کے لباس پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہونگے (۱).

۵۳۔۱ اہل کفر وفسق کے مقابلے میں اہل ایمان وتقویٰ کا مقام بیان کیا جا رہا ہے جنھوں نے اپنا دامن کفر وفسق اور معاصی سے بچائے رکھا تھا۔ آمین کا مطلب ایسی جگہ، جہاں ہر قسم کے خوف اور اندیشوں سے وہ محفوظ ہونگے.

ۃ۔۵۴ كَذٰلِكَ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ہ ط
یہ اسی طرح ہے(۱) اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کا نکاح کردیں گے(۲).

۵۴۔۱ یعنی متقین کے ساتھ یقیناً ایسا ہی معاملہ ہوگا.

۵۴۔۲ حُـو رَآءُ اس لئے کہا جاتا ہے کہ نظریں ان کے حسن وجمال کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو جائیں گی کشادہ چشم جیسے ہرن کی آنکھیں ہوتی ہیں.ہم پہلے وضاحت کر آئے ہیں کہ ہر جنتی کو کم از کم دو حوریں ضرور ملیں گی ،جو حسنجمال کے اعتبار سے چندے افتاب وماہتاب ہوں گی.البتہ ترندی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے، جسے صحیح کہا گیا ہے، کہ شہید کو خصوصی طور پر ۷۲ حوریں ملیں گی.

ۃ۔۵۵ يَدْ عُوْ نَ فِيْهَا بِكُلِّ فَا كِهَةٍ اٰ مِنِيْنَ o

دل جمعی کے ساتھ وہاں ہر طرح کے میووں کی فرمائشیں کرتے ہونگے (۱)

۵۵۔۱ آمِنِيْنَ (بے خوفی کے ساتھ) کا مطلب ان کے ختم ہونے کا اندیشہ ہوگا نہ کے کھانے سے بیماری وغیرہ کا خوف یا موت، تھکاوٹ اور شیطان کا کوئی خوف نہیں ہوگا.

ۃ۔۵۶ لَا يَزُ وْ قُوْ نَ فِيْهَا الْمَوْ تَ اِلَّا الْمَوْ تَةَ الْاُوْ لٰى وَ وَ قٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ o

وہاں وہ موت چکھنے کے نہیں ہاں پہلی موت (۱) (جو وہ مر چکے) انہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی سزا سے بچا دیا.

۵۶۔۱ یعنی دنیا میں انہیں جو موت آئی تھی ،اس موت کے بعد انہیں موت کا مزہ نہیں چکھنا پڑے گا جیسے حدیث میں آتا ہے " کہ موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لاکر دوزخ اور جنت کے درمیاں ذبح کر دیا جائے گا اور اعلان کر دیا جائے گا اے جنتیو! تمہارے لئے جنت کی زندگی دائمی ہے،اب تمہارے لئے موت نہیں .اور اے جہنمیوں ! تمہارے لئے جہنم کا عذاب دائمی ہے موت نہیں (صحیح بخاری)

ۃ۔۵۷ فَضْلًا مِّنْ رَّ بِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ o

یہ صرف تیرے رب کا فضل ہے (۱) یہی ہے بڑی کامیابی.

۵۷۔ا جس طرح حدیث میں آتا ہے، فرمایا یہ بات جان لو! تم میں کسی شخص کو اس کا عمل جنت میں نہیں لے جائے گا صحابہ نے عرض کیا. یارسول اللہ! آپ کو بھی؟ فرمایا" ہاں مجھے بھی، مگر اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت اور فضل میں ڈھانپ لے گا" (صحیح بخاری).

ق۔۵۸ فَاِ نَّمَا یَسَّرۡ نٰهُ بِلِسَا نِكَ لَعَلَّهُمۡ یَتَذَ كَّرُوۡ نَ ہ

ہم نے اس (قرآن) کو تیری زبان میں آسان کر دیا تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں.

ق۔۵۹ فَا رۡ تَقِبۡ اِ نَّهُمۡ مُرۡ تَقِبُوۡ نَ ہ ع اب تو منتظر رہ یہ بھی منتظر ہیں (ا) رکوع ۲

۵۹۔ا تو عذاب الٰہی کا انتظار کر، اگر یہ ایمان نہ لائے. یہ منتظر ہیں اس بات کے کہ اسلام کے غلبہ ونفوذ سے قبل ہی شاید آپ موت سے ہمکنار ہو جائیں.

سُوۡ رَةُ الۡجَا ثِیَةِ ۴۵ یہ سورت مکی ہے اس میں (۳۷) آیات اور (۴) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّ حۡمٰنِ الرَّ حِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ق۔ا حٰمٓ ہ حٰمٓ.

ق۔۲ تَنۡزِ یۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِ یۡزِ الۡحَكِیۡمِ ہ

یہ کتاب اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل کی ہوئی ہے.

ق۔۳ اِ نَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَ رۡضِ لَاٰ یٰتٍ لِّلۡمُؤۡ مِنِیۡنَ ہ ط

آسمانوں اور زمین میں ایمان داروں کے لئے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں.

ق۔۴ وَ فِیۡ خَلۡقِكُمۡ وَ مَا یَبُثُّ مِنۡ دَآ بَّةٍ اٰ یٰتٌ لِّقَوۡ مٍ یُّوۡ قِنُوۡ نَ ہ

اور خود تمہاری پیدائش میں اور ان جانوروں کی پیدائش میں جنہیں وہ پھیلاتا ہے یقین رکھنے والی قوم کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں.

ۃ۔۵ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ رِّزۡقٍ فَاَحۡيَا بِهِ
الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَتَصۡرِيۡفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ہ

اور رات دن کے بدلے میں اور جو کچھ روزی اللہ تعالیٰ آسمان سے نازل فرما کر زمین کو اسکی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے(۱) (اس میں) اور ہواؤں کے بدلنے میں بھی ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں نشانیاں ہیں(۲).

۵۔ا آسمانوں و زمین، انسانی تخلیق، جانوروں کی پیدائش، رات دن کے آنے جانے اور آسمانی بارش کے ذریعے سے مردہ زمین میں زندگی کی لہر کا دوڑ جانا وغیرہ، آفاق و انفس میں بے شمار نشانیاں ہیں جو اللہ کی واحدنیت و ربوبیت پر دال ہیں.

۵۔۲ یعنی کبھی ہوا کا رخ شمال جنوب، کبھی پچھّم (مشرق و مغرب) کو ہوتا ہے، کبھی بحری ہوائیں اور کبھی بری ہوائیں، کبھی رات کو، کبھی دن کو، بعض ہوائیں بارش خیز، بعض نتیجہ خیز، بعض ہوائیں روح کی غذا اور بعض سب کچھ جھلسا دینے والی اور محض گرد و غبار کا طوفان، ہواؤں کی اتنی قسمیں بھی دلالت کرتے ہیں کہ اس کائنات کا کوئی چلانے والا ہے اور وہ ایک ہی ہے دو یا دو سے زائد نہیں تمام اختیارات کا مالک وہی ایک ہے، ان میں کوئی شریک نہیں سارا اور ہر قسم کا تصرف وہی کرتا ہے کسی اور کے پاس ادنیٰ سا تصرف کرنے کا بھی اختیار نہیں.

ۃ۔۶ تِلۡكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتۡلُوۡهَا عَلَيۡكَ بِالۡحَقِّ فَبِاَىِّ حَدِيۡثٍۭ بَعۡدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤۡمِنُوۡنَ ہ

یہ ہیں اللہ کی آیتیں جنہیں ہم آپ کو راستی سے سنا رہے ہیں، پس اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں کے بعد یہ کس بات پر ایمان لائیں گے.(۱)

۶۔ا یعنی اللہ کا نازل کردہ قرآن، جس میں اس کی توحید کے دلائل و براہین ہیں. اگر یہ اس پر بھی ایمان نہیں لاتے تو اللہ کی بات کے بعد کس کی بات ہے اور اس کی نشانیوں کے بعد کون سی نشانیاں ہیں

جن پر ایمان لائیں گے.

ق۔۷ وَيۡلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ ہ

ویل[۱] اورافسوس ہے ہرایک جھوٹے گنہگار پر.

۷۔ا بہت گنہگار، وَيۡلٌ بمعنی ہلاکت یا جہنم کی ایک وادی کا نام.

ق۔۸ يَّسۡمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتۡلٰى عَلَيۡهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسۡتَكۡبِرًا كَاَنۡ لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ہ

جوآیتیں اللہ کے اپنے سامنے پڑھی جاتی ہوئی سنے پھر بھی غرور کرتا ہوا اس طرح اڑا رہے کہ گویا سنی ہی نہیں (ا) تو ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خبر (پہنچا) دیجئے.

۸۔ا یعنی کفر پر اڑا رہتا ہے اور حق کے مقابلے میں اپنے کو بڑا سمجھتا ہے اور اسی غرور میں سنی ان سنی کر دیتا ہے.

ق۔۹ وَاِذَا عَلِمَ مِنۡ اٰيٰتِنَا شَيۡـئَاْ اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ہ ؕ

وہ جب ہماری آیتوں میں سے کسی آیت کی خبر پا لیتا ہے تو اس کی ہنسی اڑاتا ہے (ا) یہی لوگ ہیں جن کے لئے رسوائی کی مار ہے.

۹۔ا یعنی اول تو وہ قرآن کو غور سے سنتا ہی نہیں اور اگر کوئی بات اس کے کان میں پڑ جاتی ہے یا کوئی بات اس کے علم میں آجاتی ہے تو اسے مذاق کا موضوع بنا لیتا ہے. اپنی کم عقلی اور نافہمی کی وجہ سے یا کفر ومعصیت پر اصرار واستکبار کی وجہ سے.

ق۔۱۰ مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُمۡ مَّا كَسَبُوۡا شَيۡـئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡلِيَآءَ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ہ ؕ

ان کے پیچھے دوزخ ہے (ا) جو کچھ انہوں نے حاصل کیا تھا وہ انہیں کچھ بھی نفع نہ دے گا اور نہ وہ (کچھ کام آئیں گے) جن کو انہوں نے اللہ کے سوا کارساز بنا رکھا تھا ان کے لئے تو بہت بڑا عذاب ہے.

۱۰۔۱ یعنی ایسے کردار کے لوگوں کے لئے قیامت میں جہنم ہے۔

ق۔۱۱ هٰذَا هُدًى وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ہ

یہ (سرتاپا) ہدایت (ا) ہے اور جن لوگوں نے اپنے رب کی آیتوں کو نہ مانا ان کے لئے بہت سخت دردناک عذاب ہے۔

۱۱،۱ یعنی قرآن. کیوں کہ اس کے نزول کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کو کفر وشرک کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لایا جائے۔

ق۔۱۲ اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ہ ع

رکوع ۱۱

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے دریا (ا) کو تابع بنادیا تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر بجالاؤ۔

۱۲۔۱ یعنی اس کو ایسا بنادیا کہ تم کشتیوں اور جہازوں کے ذریعے اس پر سفر کرسکو۔

ق۔۱۳ وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ہ

اور آسمان وزمین کی ہر ہر چیز کو بھی اس نے اپنی طرف سے تمہارے لئے تابع کردیا ہے (ا) جو غور کریں یقیناً وہ اس میں بہت سی نشانیاں پالیں گے۔

۱۳۔۱ مطیع کرنے کا مطلب یہی ہے کہ ان کو تمہاری خدمت پر مامور کردیا ہے، تمہارے منافع اور تمہاری معاش سب انہی سے وابستہ ہے، جیسے چاند، سورج ستارے ، بارش ، بادل اور ہوائیں وغیرہ ہیں. اور اپنی طرف سے کا مطلب، اپنی رحمت اور فضل خاص سے۔

ق۔۱۴ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ہ

آپ ایمان والوں سے کہہ دیں کہ وہ ان لوگوں سے درگزر کریں جو اللہ کے دنوں کی توقع نہیں رکھتے، تاکہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کو ان کے کرتوتوں کا بدلہ دے.

ۃ۔۱۵ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ہ

جو نیکی کرے گا وہ اپنے ذاتی بھلے کے لئے اور جو برائی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہے(۱) پھر تم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

۱۔۱۵ یعنی ہر گروہ اور فرد کا عمل، اچھا یا برا، اس کا فائدہ یا نقصان خود کرنے والے ہی کو پہنچے گا، کسی دوسرے کو نہیں اس میں نیکی کی ترغیب بھی ہے اور بدی سے ترہیب بھی.

ۃ۔۱۶ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ہ

یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت (۱) اور نبوت دی تھی اور ہم نے انہیں پاکیزہ اور نفیس روزیاں دی تھیں اور انہیں دنیا والوں پر فضیلت دی تھی.

۱۔۱۶ کتاب سے مراد تورات، حکم سے حکومت و بادشاہت یا فہم و قضا کی وہ صلاحیت ہے جو فصل خصوصیات اور لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے کے لئے ضروری ہے.

ۃ۔۱۷ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ط اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ہ

اور ہم نے انہیں دین کی صاف صاف دلیلیں دیں (۱) پھر انہوں نے اپنے پاس علم کے پہنچ جانے کے بعد آپس کی ضد بحث سے ہی اختلاف برپا کر ڈالا یہ جن جن چیزوں میں اختلاف کر رہے ہیں ان کا فیصلہ قیامت والے دن ان کے درمیان (خود) تیرا رب کرے گا (۲).

۱۔۱۷ آپس میں ایک دوسرے سے حسد اور بغض وعناد کا مظاہرہ کرتے ہوئے یا جاہ و منصب کی خاطر. انہوں نے اپنے دین میں، علم آجانے کے باوجود، اختلاف یا نبی ﷺ کی رسالت سے انکار کیا.

۱۷۔۲ یعنی اہل حق کو اچھی جزا اور اہل باطل کو بری جزا دے گا.

ق۔۱۸ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَ مْرِ فَا تَّبِعْهَا وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَ آ ءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْ نَ ہ

پھر ہم نے آپ کو دین کی (ظاہر) راہ پر قائم کر دیا(۱) سو آپ اس پر لگیں رہیں اور نادانوں کی خواہش کی پیروی میں نہ پڑیں(۲).

۱۸۔۱ شریعت کے لغوی معنی ہیں، ملت اور منہاج. شاہراہ کو بھی شارع کہا جاتا ہے کہ وہ مقصد اور منزل تک پہنچاتی ہے پس شریعت سے مراد، وہ دین ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمایا ہے تاکہ لوگ اس پر چل کر اللہ کی رضا کا مقصد حاصل کر لیں. آیت کا مطلب ہے ہم نے آپ کو دین کے ایک واضع راستے یا طریقے پر قائم کر دیا ہے جو آپ کو حق تک پہنچا دے گا.

۱۸۔۲ جو اللہ کی توحید اور اس کی شریعت سے ناواقف ہیں. مراد کفار مکہ اور ان کے ساتھی ہیں.

ق۔۱۹ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْ ا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ط وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآ ءُ بَعْضٍ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ہ

(یاد رکھیں) کہ یہ لوگ ہرگز اللہ کے سامنے آپ کے کچھ کام نہیں آ سکتے (سمجھ لیں کہ) ظالم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہوتے ہیں اور پرہیزگاروں کا کارساز اللہ تعالیٰ ہے.

ق۔۲۰ هٰذَ ا بَصَآ ئِرُ لِلنَّا سِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْ مٍ يُّوْ قِنُوْ نَ ہ

یہ (قرآن) ان لوگوں کے لئے بصیرت کی باتیں(۱) اور ہدایت و رحمت ہے(۲) اس قوم کے لئے جو یقین رکھتی ہے.

۲۰۔۱ یعنی ان کے دلائل کا مجموعہ ہے جو احکام دین سے متعلق ہیں اور جن سے انسانی ضروریات و حاجات وابستہ ہیں.

۲۰۔۲ یعنی دنیا میں ہدایت کا راستہ بتلانے والا اور آخرت میں رحمت الٰہی کا موجب ہے.

ق۔۲۱ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَ حُوا السَّيِّاٰ تِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰ مَنُوْ ا وَ عَمِلُوْ

الصّٰلِحٰتِ سَوَ آ ءً مَّحْیَا هُمْ وَ مَمَا تُهُمْ ط سَآ ءَ مَا یَحْکُمُوْ نَ ہ ع

کیا ان لوگوں کا جو برے کام کرتے ہیں یہ گمان ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا کر دیں جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کا مرنا جینا یکساں ہو جائے (۱) برا ہے وہ فیصلہ وہ جو کر رہے ہیں.

۲۱۔۱ یعنی دنیا اور آخرت میں دونوں کے درمیان کوئی فرق نہ کریں. اس طرح ہرگز نہیں ہو سکتا یا یہ مطلب ہے کہ جس دنیا میں وہ برابر تھے، آخرت میں بھی برابر رہیں گے کہ مر کر یہ بھی ناپید اور وہ بھی ناپید؟ نہ بدکار کو سزا، نہ ایمان و عمل صالح کرنے والے کو انعام، ایسا نہیں ہوگا اس لئے آگے فرمایا ان کا یہ فیصلہ برا ہے جو وہ کر رہے ہیں.

ۃ۔۲۲ وَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَ رْ ضَ بِا لْحَقِّ وَ لِتُجْزٰ ی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْ نَ ہ

اور آسمانوں اور زمین کو اللہ نے بہت ہی عدل کے ساتھ پیدا کیا ہے اور تاکہ ہر شخص کو اس کے کئے ہوئے کام کا پورا پورا بدلہ دیا جائے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے.

ۃ۔۲۳ اَفَرَ ءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰ هُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰی بَصَرِ هٖ غِشٰوَ ةً ط فَمَنْ یَّهْدِ یْهِ مِنْ م بَعْدِ اللّٰهِ ط اَفَلَا تَذَ کَّرُوْ نَ ہ

کیا آپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا (۱) ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا (۲) ہے اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے.

۲۳۔۱ یعنی بلوغ علم اور قیام حجت کے باوجود، وہ گمراہی ہی کا راستہ اختیار کرتا ہے جیسے بہت سے پندار علم میں مبتلا گمراہ.

۲۳۔۲ چنانچہ وہ حق کو دیکھ بھی نہیں پاتا۔

ۃ۔۲۴ وَ قَا لُوْ ا مَا هِیَ اِلَّا حَیَا تُنَا الدُّ نْیَا نَمُوْ تُ وَ نَحْیَا وَ مَا یُهْلِکُنَآ اِلَّا الدَّ هْرُ وَ مَا

لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ہ

کیا اب بھی تم نصیحت نہیں پکڑتے انہوں نے کہا کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا کی زندگی ہی ہے۔ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں صرف زمانہ ہی مار ڈالتا ہے(۱)(دراصل) انہیں اس کا علم ہی نہیں یہ تو صرف قیاس آرائیاں ہیں اور اٹکل سے ہی کام لے رہے ہیں۔

۲۴۔۱ یہ دہریہ اوران کے ہم نوامشرکین مکہ کا قول ہے جوآخرت کے منکر تھے وہ کہتے تھے کہ بس یہ دنیا کی زندگی ہی پہلی اورآخری زندگی ہے ۔اس کے بعد کوئی زندگی نہیں اوراس میں موت وحیات کا سلسلہ محض زمانے کیگردش کا نتیجہ ہے، جیسے فلاسفر کا ایک گروہ کہتا ہے چھتیس ہزار سال کے بعد ہر چیز دوبارہ اپنی حالت لوٹ آتی ہے اور یہ سلسلہ بغیر کسی سانح اور مدبر کے، یوں ہی چل رہا ہے اور چلتا رہے گا نہ اس کی کوئی ابتدا ہے نہ انتہا۔یہ گروہ دوریہ کہلاتا ہے(ابن کثیر) ظاہر بات ہے یہ نظریہ، اسے عقل بھی قبول نہیں کرتی اور نقل کے بھی خلاف ہے، حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ابن آدم مجھے ایذا پہنچاتا ہے۔زمانے کو برا بھلا کہتا ہے(یعنی اس کی طرف افعال کی نسبت کر کے، اسے برا کہتا ہے، حالانکہ (زمانہ بجائے خود کوئی چیز نہیں) میں خود زمانہ ہوں، میرے ہی ہاتھ میں تمام اختیارات ہیں، رات دن بھی میں ہی پھیرتا ہوں" (البخاری)۔

ۃ۔۲۵ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ہ

اور جب ان کے سامنے ہماری واضع اور روشن آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے پاس اس قول کے سوا کوئی دلیل نہیں ہوتی کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو لاؤ(۱)

۲۵۔۱ یہ ان کی سب سے بڑی دلیل ہے جو ان کی کٹ حجتی کا مظہر ہے۔

ۃ۔۲۶ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ہ ع

آپ کہہ دیجئے! اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے پھر تمہیں مار ڈالتا ہے پھر تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے.

ق-۲۷ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَ رْضِ ؕ وَ يَوْ مَ تَقُوْ مُ السَّا عَةُ يَوْ مَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْ نَ ہ

اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن اہل باطل بڑے نقصان میں پڑیں گے.

ق-۲۸ وَتَرٰ ى كُلَّ اُمَّةٍ جَا ثِيَةً كُلُّ اُ مَّةٍ تُدْعٰى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْ مَ تُجْزَ وْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْ نَ ہ

اور آپ دیکھیں گے کہ ہر امت گھٹنوں کے بل گری ہوئی ہوگی (ا) ہر گروہ اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا آج تمہیں اپنے کئے کا بدلہ دیا جائے گا.

۲۸-ا ظاہر آیت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر گروہ ہی (چاہے وہ انبیا کے پیروکار ہوں یا ان کے مخالفین) خوف اور دہشت کے مارے گھٹنوں کے بل بیٹھے ہونگے (فتح القدیر) تا آنکہ سب کو حساب کتاب کے لئے بلایا جائے گا، جیسا کہ آیت کے اگلے حصے سے واضح ہے.

ق-۲۹ هٰذَ ا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِ نَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْ نَ ہ

یہ ہماری کتاب جو تمہارے بارے میں سچ سچ بول رہی ہے ہم تمہارے اعمال لکھواتے جاتے تھے (ا).

۲۹-ا یعنی ہمارے علم کے علاوہ، فرشتے بھی ہمارے حکم سے تمہاری ہر چیز نوٹ کرتے اور محفوظ رکھتے تھے.

ق-۳۰ فَاَمَّا الَّذِ يْنَ اٰ مَنُوْا وَ عَمِلُوْ الصّٰلِحٰتِ فَيُدْ خِلُهُمْ رَ بُّهُمْ فِىْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْ زُ الْمُبِيْنُ ہ

پس لیکن جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام (ا) کئے تو ان کو ان کا رب اپنی رحمت تلے لے لے گا یہی صریح کامیابی ہے

۳۰-ا یہاں بھی ایمان کے ساتھ عمل صالح کا ذکر کر کے اس کی اہمیت واضح کر دی اور عمل صالح وہ اعمال

خیر ہیں جوسنت کے مطابق ادا کئے جائیں نہ کہ ہر وہ عمل جسے انسان اپنے طور پر اچھا سمجھ لے اور اسے نہایت اہتمام اور ذوق شوق کے ساتھ کرے.

ۃ-۳۱ وَ اَمَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اَفَلَمۡ تَکُنۡ اٰیٰتِیۡ تُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ فَاسۡتَکۡبَرۡتُمۡ وَ کُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّجۡرِمِیۡنَ ۝

لیکن جن لوگوں نے کفر کیا تو (میں ان سے کہوں گا) کیا میری آیتیں تمہیں سنائی نہیں جاتی تھیں (۱) پھر بھی تم تکبر کرتے رہے اور تم تھے ہی گنہ گار لوگ (۲)

۳۱-۱ یہ بطور توبیخ کے ان سے کہا جائے گا، کیونکہ رسول ان کے پاس آئے تھے، انہوں نے اللہ کے احکام انہیں سنائے تھے، لیکن انہوں نے پرواہی نہیں کی تھی.

۳۱-۲ یعنی حق کے قبول کرنے سے تم نے تکبر کیا اور ایمان نہیں لائے، بلکہ تم تھے ہی گناہ گار.

ۃ-۳۲ وَ اِذَا قِیۡلَ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّ السَّاعَۃُ لَا رَیۡبَ فِیۡہَا قُلۡتُمۡ مَّا نَدۡرِیۡ مَا السَّاعَۃُ ۙ اِنۡ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّ مَا نَحۡنُ بِمُسۡتَیۡقِنِیۡنَ ۝

اور جب کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ یقیناً سچا ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں تو تم جواب دیتے تھے کہ ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے؟ ہمیں کچھ یوں ہی سا خیال ہو جاتا ہے لیکن ہمیں یقین نہیں (۱)

۳۲-۱ یعنی قیامت کا وقوع محض ظن وتخمین ہے، ہمیں تو یقین نہیں کہ یہ واقع ہو گی.

ۃ-۳۳ وَ بَدَا لَہُمۡ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوۡا وَ حَاقَ بِہِمۡ مَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ۝

اور ان پر اپنے اعمال کی برائیاں کھل گئیں اور جس کا وہ مذاق اڑا رہے تھے اس نے انہیں گھیر لیا.

۳۳-۱ یعنی قیامت کا عذاب، جسے وہ مذاق یعنی انہونا سمجھتے تھے، اس میں وہ گرفتار ہوں گے.

ۃ-۳۴ وَ قِیۡلَ الۡیَوۡمَ نَنۡسٰکُمۡ کَمَا نَسِیۡتُمۡ لِقَآءَ یَوۡمِکُمۡ ہٰذَا وَ مَاۡوٰىکُمُ النَّارُ وَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ ۝

اور کہہ دیا گیا کہ آج ہم تمہیں بھلا دیں گے جیسے کہ تم نے اپنے اس دن سے ملنے کو(ا) بھلا دیا تھا تمہارا ٹھکانا جہنم ہے اور تمہارا امددگار کوئی نہیں.

۳۴۔ا جیسے حدیث میں آتا ہے. اللہ اپنے بعض بندوں سے کہے گا " کیا میں نے تجھے بیوی نہیں دی تھی؟ کیا میں نے تیرا اکرام نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے گھوڑے اور بیل وغیرہ تیری ماتحتی میں نہیں دیئے تھے؟ تو سرداری بھی کرتا اور چنگی بھی وصول کرتا رہا. وہ کہے گا ہاں یہ تو ٹھیک ہے میرے رب! اللہ تعالیٰ پوچھے گا ، کیا تجھے میری ملاقات کا یقین تھا؟ وہ کہے گا، نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا پس آج میں بھی (تجھے جہنم میں ڈال کر) بھول جاؤں گا جیسے تو مجھے بھولے رہا (صحیح مسلم)

۳۵۔ۃ ذٰلِکُمْ بِاَنَّکُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ ھُزُوًا وَّ غَرَّتْکُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ لَا یُخْرَجُوْنَ مِنْھَا وَ لَا ھُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ہ

یہ اس لئے ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی ہنسی اڑائی تھی اور دنیا کی زندگی نے تمہیں دھوکے میں ڈال رکھا تھا، پس آج کے دن نہ تو یہ (دوزخ) سے نکالے جائیں گے اور نہ ان سے عذر و معذرت قبول کیا جائے گا.

۳۶۔ۃ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ

پس اللہ کی تعریف ہے جو آسمانوں اور زمین اور تمام جہان کا پالنہار ہے.

۳۷۔ۃ وَ لَہُ الْکِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ہ ع رکوع۔

تمام (بزرگی اور) بڑائی آسمانوں اور زمین میں اسی کی (ا) ہے اور وہی غالب اور حکمت والا ہے.

۳۷۔ا جیسے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلْعَظَمَۃُ اِزَارِیْ وَالْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا مِنْھُمَا اَسْکَنْتُہُ نَارِیْ (صحیح مسلم)

حمٓ ٢٦	احقاف	محمد	فتح	حجرات	قٓ	ذاریات
	٣٣٤	٣٤٦	٣٥٨	٣٧٠	٣٧٦	٣٨٧

سُوۡ رَ ةُ الۡاَحۡقَافِ ٤٦ یہ سورت مکی ہے اس میں (٣٥) آیات اور (٤) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ۃ۔١ حمٓ ہ حٰمٓ ۔

ۃ۔٢ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتَابِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ہ

اس کتاب کا اتارنا اللہ تعالیٰ غالب حکمت والے کی طرف سے ہے۔

ۃ۔٣ مَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی ط وَالَّذِیۡنَ
کَفَرُوۡا عَمَّاۤ اُنۡذِرُوۡا مُعۡرِضُوۡنَ ہ

ہم نے آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی تمام چیزوں کو بہترین تدبیر کے ساتھ ہی ایک مدت معین کے لئے پیدا کیا ہے(١) اور کافر لوگ جس چیز سے ڈرائے جاتے ہیں منہ موڑ لیتے ہیں۔

٣۔١ یعنی آسمان اور زمین کی پیدائش کا ایک خاص مقصد بھی ہے اور وہ ہے انسانوں کی آزمائش۔ دوسرا اس کے لئے ایک وقت بھی مقرر ہے جب وہ وقت آجائے گا تو آسمان اور زمین کا موجودہ نظام سارا بکھر جائے گا۔ نہ آسمان، یہ آسمان ہوگا نہ زمین، یہ زمین ہوگی۔

ۃ۔٤ قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَرُوۡنِیۡ مَاذَا خَلَقُوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ اَمۡ لَهُمۡ
شِرۡکٌ فِی السَّمٰوٰتِ ط اِیۡتُوۡنِیۡ بِکِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ هٰذَاۤ اَوۡ اَثٰرَۃٍ مِّنۡ عِلۡمٍ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ہ

آپ کہہ دیجئے! بھلا دیکھو تو جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں میں کون سا حصہ ہے اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے ہی کوئی کتاب یا کوئی علم ہی نقل کیا جاتا ہو، میرے پاس لاؤ(١).

٤۔١ یعنی کسی نبی پر نازل شدہ میں یا کسی منقول روایت میں یہ بات لکھی ہو تو وہ لا کر دکھاؤ تا کہ تمہاری صداقت واضح ہو سکے.

ة۔٥ وَ مَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ يَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَنۡ لَّا يَسۡتَجِيۡبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ وَ هُمۡ عَنۡ دُعَآئِهِمۡ غٰفِلُوۡنَ ہ

اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں(١)

٥۔١ یعنی یہی سب سے بڑے گمراہ ہیں جو پتھر کی مورتیوں کو مدد کے لئے پکارتے ہیں جو قیامت تک جواب دینے سے قاصر.

ة۔٦ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوۡا لَهُمۡ اَعۡدَآءً وَّ كَانُوۡا بِعِبَادَتِهِمۡ كٰفِرِيۡنَ ہ

اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے.

ة۔٧ وَ اِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ہ ط

اور انہیں جب ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو منکر لوگ سچی بات کو جب کہ ان کے پاس آ چکی، کہہ دیتے ہیں کہ یہ صریح جادو ہے.

ة۔٨ اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰهُ ط قُلۡ اِنِ افۡتَرَيۡتُهٗ فَلَا تَمۡلِكُوۡنَ لِىۡ مِنَ اللّٰهِ شَيۡـئًا ط هُوَ اَ

عَلَمُ بِمَا تُفِيْضُونَ فِيْهِ ط كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا ا بَيْنِىْ وَ بَيْنَكُمْ ط وَ هُوَ الْغَفُوْ رُ الرَّ حِيْمُ ہ

کیا وہ کہتے ہیں کہ اسے تو اس نے خود گھڑ لیا ہے آپ کہہ دیجئے! کہ اگر میں ہی اسے بنا لایا ہوں تو میرے لئے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے تم اس قرآن کے بارے میں جو کچھ سن رہے ہو اسے اللہ خوب جانتا ہے(۱) میرے اور تمہارے درمیان گواہی کے لئے وہی کافی ہے(۲) اور وہ بخشنے والا مہربان ہے.

۸۔۱ یعنی جس جس انداز سے بھی تم قرآن کی تکذیب کرتے ہو، کبھی اسے جادو، کبھی کہانت اور کبھی گھڑا ہوا کہتے ہو. اللہ اسے خوب جانتا ہے یعنی وہی تمہاری ان مذموم حرکتوں کا تمہیں بدلہ دے گا.

۸۔۲ وہ اس بات کی گواہی کے لئے کافی ہے کہ یہ قرآن اسی کی طرف سے نازل ہوا ہے اور وہی تمہاری تکذیب ومخالفت کا بھی گواہ ہے. اس میں بھی ان کے لئے سخت وعید ہے.

ۃ۔۹ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْ عًا مِّنَ الرَّ سُلِ وَمَآ اَدْ رِىْ مَا يُفْعَلُ بِىْ وَ لَا بِكُمْ ط اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْ حٰى اِلَىَّ وَ مَآ اَ نَا اِلَّا نَذِ يْرٌ مُّبِيْنٌ ہ

آپ کہہ دیجئے! کہ میں کوئی بالکل انوکھا پیغمبر نہیں (۱) نہ مجھے یہ معلوم ہے کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا. میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے اور میں تو صرف علی الاعلان کر دینے والا ہوں.

۹۔۱ یعنی پہلا اور انوکھا رسول تو نہیں ہوں، بلکہ مجھ سے پہلے بھی متعدد رسول آ چکے ہیں.

۹۔۲ یعنی دنیا میں، میں مکے میں ہی رہوں گا یا یہاں سے نکلنے پر مجبور ہونا پڑے گا، مجھے موت طبعی آئے گی یا تمہارے ہاتھوں میرا قتل ہوگا؟ تم جلدی ہی سزا سے دوچار ہونگیں یا لمبی مہلت تمہیں دی جائے گی؟ ان تمام باتوں کا علم صرف اللہ کو ہے.

ۃ۔۱۰ قُلْ اَرَ ءَيْتُمْ اِنْ كَا نَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْ تُمْ بِهٖ وَ شَهِدَ شَا هِدٌ مِّنْ ۢ بَنِىٓ

اِسْرَآئِیْلَ عَلٰی مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ ع رکوع

آپ کہہ دیجئے! اگر یہ (قرآن) اللہ ہی کی طرف سے ہو اور تم نے اسے نہ مانا ہو اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس جیسی کی گواہی بھی دے چکا ہو اور ایمان بھی لا چکا ہو اور تم نے سرکشی کی ہو(۱) تو بیشک اللہ تعالیٰ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا.

۱۰۔۱ اس شاہد بنی اسرائیل سے کون مراد ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ یہ بطور جنس کے ہے. بنی اسرائیل میں سے ہر ایمان لانے والا اس کا مصداق ہے. بعض کہتے ہیں کہ مکے میں رہنے والا کوئی بنی اسرائیلی مراد ہے کیوں کہ یہ سورت مکی ہے بعض کے نزدیک اس سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں اور وہ اس آیت کو مدنی قرار دیتے ہیں (صحیح بخاری) امام شوکانی نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے (اس جیسی کتاب کی گواہی) کا مطلب تورات کی گواہی جو قرآن کے منزل من اللہ ہونیکی تصدیق ہے. کیوں کہ قرآن بھی توحید و معاد کے اثبات میں تورات ہی کی مثل ہے. مطلب یہ ہے کہ اہل کتاب کی گواہی اور ان کے ایمان لانے کے بعد اس کے منزل من اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں رہ جاتا ہے.

ۃ۔۱۱ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْنَاۤ اِلَیْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ یَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ هٰذَاۤ اِفْكٌ قَدِیْمٌ ۝

اور کافروں نے ایمانداروں کی نسبت کہا کہ اگر یہ (دین) بہتر ہوتا تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے سبقت کرنے نہ پاتے اور چونکہ انہوں نے اس قرآن سے ہدایت نہیں پائی پس یہ کہہ دیں گے قدیمی جھوٹ ہے(۱)

۱۱۔۱ کفار مکہ، حضرت بلال، عمار، صہیب اور خباب رضی اللہ عنہم جیسے مسلمانوں کو، جو غریب و قلاش کے لوگ تھے لیکن اسلام قبول کرنے میں انہیں سب سے پہلے شرف حاصل ہوا، دیکھ کر کہتے کہ اگر اس دین میں بہتری ہوتی تو ہم جیسے ذی عزت و ذی مرتبہ لوگ سب سے پہلے اسے قبول کرتے نہ کہ یہ لوگ

پہلے ایمان لاتے.یعنی اپنے طور پر انہوں نے اپنی بابت یہ فرض کرلیا کہ اللہ کے ہاں ان کا بڑا مقام ہے.

ۃ-۱۲ وَ مِنۡ قَبۡلِهٖ كِتٰبُ مُوۡسٰٓى اِمَامًا وَّ رَحۡمَةً ‌ؕ وَ هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنۡذِ
رَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ‌ۖ وَ بُشۡرٰى لِلۡمُحۡسِنِيۡنَ ۚ‏

اور اس سے پہلے موسٰی کی کتاب پیشوا اور رحمت تھی اور یہ کتاب ہے تصدیق کرنے والی عربی زبان میں تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور نیک کاروں کو بشارت ہو.

ۃ-۱۳ اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ‌ ۚ‏

بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر جمے رہے تو ان پر نہ کوئی خوف ہوگا نہ غمگین ہونگے.

ۃ-۱۴ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَـنَّةِ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ‏

یہ تو اہل جنت ہیں جو سدا اسی میں رہیں گے،ان کے اعمال کے بدلے جو وہ کیا کرتے تھے.

ۃ-۱۵ وَوَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَيۡهِ اِحۡسٰنًا ؕ حَمَلَـتۡهُ اُمُّهٗ كُرۡهًا وَّوَضَعَتۡهُ كُرۡهًا ؕ وَ
حَمۡلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰـثُوۡنَ شَهۡرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرۡبَعِيۡنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوۡ
زِعۡنِىۡۤ اَنۡ اَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ الَّتِىۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَىَّ وَعَلٰى وَالِدَىَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًـا تَرۡضٰٮهُ
وَاَصۡلِحۡ لِىۡ فِىۡ ذُرِّيَّتِىۡ ۚ اِنِّىۡ تُبۡتُ اِلَيۡكَ وَاِنِّىۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَ‏

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے.اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کرکے اسے جنا(۱) اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے ہے(۲) یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا(۲) تو کہنے لگا اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤ جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کیا ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو

میری اولاد کو بھی صالح بنا. میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں سے ہوں.

۱۵۔۱ فِصَالُہٗ کے معنی، دودھ چھڑانا ہیں. اس سے بعض صحابہؓ نے استدلال کیا ہے کہ کم از کم مدت حمل چھ مہینے یعنی چھ مہینے کے بعد اگر کسی عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو وہ بچہ حلال ہی ہوگا، حرام نہیں. اس لئے کہ قرآن نے مدت رضاعت دو سال (۲۴) مہینے بتلائی ہے، اس حساب سے حمل صرف چھ مہینے ہی باقی رہ جاتی ہے.

۱۵۔۲ کمال قدرت (اَشُدَّہٗ) کے زمانے سے مراد جوانی ہے، بعض نے اسے ۱۸ سال سے تعبیر کیا ہے، حتٰی کہ پھر بڑھتے بڑھتے چالیس سال کو پہنچ گیا، یہ عمر قوائے عقلی کے مکمل بلوغ کی عمر ہے. اس لئے مفسرین کی رائے ہے کہ ہر نبی کو چالیس سال کے بعد ہی نبوت سے سرفراز کیا گیا (فتح القدیر).

۱۵۔۳ اَوْزِعْنِیْ بمعنی اَلْھِمْنِیْ ہے، مجھے توفیق دے. اس سے استدلال کرتے ہوئے علما نے کہا کہ اس عمر کے بعد انسان کو یہ دعا کثرت سے پڑھتے رہنا چاہئے. یعنی رَبِّ اَوْزِعْنِیْ سے مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ تک.

۱۶ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝

یہ وہ لوگ ہیں جن کے نیک اعمال تو ہم قبول فرما لیتے ہیں اور جن کے بعض اعمال سے درگزر کر لیتے ہیں، یہ جنتی لوگوں میں ہیں. اس سچے وعدے کے مطابق جو ان سے کیا جاتا ہے.

۱۷ وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ڰ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ښ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تم سے میں تنگ آ گیا (۱) تم مجھ سے یہ کہتے رہو گے کہ میں مرنے

کے بعد زندہ ہوجاؤں گا مجھ سے پہلے بھی امتیں گزر چکی ہیں (۱) وہ دونوں جناب باری میں فریاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں تجھے خرابی ہو تو ایمان لے آ، بیشک اللہ کا وعدہ حق ہے، وہ جواب دیتا ہے کہ یہ تو صرف اگلوں کے افسانے ہیں (۲).

۱۷۔۱ مطلب ہے کہ وہ تو دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں نہیں آئے. حالانکہ دوبارہ زندہ ہونے کا مطلب قیامت والے دن زندہ ہونا ہے جس کے بعد حساب ہوگا.

۱۷۔۲ ماں باپ مسلمان ہوں اور اولاد کافر، تو وہاں اولاد اور والدین کے درمیان اسی طرح تکرار اور بحث ہوتی ہے جس کا ایک نمونہ اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے.

ۃ۔۱۸ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۝

وہ لوگ ہیں جن پر (اللہ کے عذاب کا) وعدہ صادق آ گیا (۱) ان جنات اور انسانوں کے گروہوں کے ساتھ جو ان سے پہلے گزر چکے (۲) یقیناً یہ نقصان پانے والے تھے.

۱۸۔۱ جو پہلے اللہ کے علم میں تھا، یا شیطان کے جواب میں جو اللہ نے فرمایا تھا ﴿ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَ مِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴾ سورۂ ص۔۸۵

۱۸۔۲ یعنی یہ بھی ان کافروں میں شامل ہو گئے جو انسانوں اور جنوں میں سے قیامت والے دن نقصان اٹھانے والے ہونگے.

ۃ۔۱۹ وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَ لِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

اور ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال کے مطابق درجے ملیں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال کے پورے بدلے دے اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا.(۱)

۱۹۔۱ گنہگار کو اس کے جرم سے زیادہ سزا نہیں دی جائے گی اور نیکوکار کے صلے میں کمی نہیں ہوگی. بلکہ ہر

ایک کو خیر یا شر میں سے وہی ملے گا جس کا وہ مستحق ہوگا۔

ۃ۔۲۰ وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ
الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي
الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۵ ع رکوع

اور جس دن کافر جہنم کے سرے پر لائے جائیں گے (کہا جائے گا) تم نے اپنی نیکیاں دنیا کی زندگی میں ہی برباد کر دیں اور ان کا فائدہ نہ اٹھا چکے، پس آج تمہیں ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی اس باعث کہ تم زمین میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور اس باعث بھی کہ تم حکم عدولی کرتے تھے(۱)

۲۰۔۱ ان کے عذاب کے دو سبب بیان فرمائے، ناحق تکبر، جس کی بنیاد پر انسان حق کا اتباع کرنے سے گریز کرتا ہے اور دوسرا فسق۔ بے خوفی کے ساتھ معاصی کا ارتکاب یہ دونوں باتیں تمام کافروں میں مشترکہ ہوتی ہیں۔ اہل ایمان کو ان دونوں باتوں سے اپنا دامن بچانا چاہیئے۔

ۃ۔۲۱ وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَ قَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ
يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۵

اور عاد کے بھائی کو یاد کرو، جبکہ اس نے اپنی قوم کو بلند ریت کے ٹیلے سے ڈرایا اور یقیناً اس سے پہلے بھی ڈرانے والے گزر چکے ہیں اور اس کے بعد بھی یہ کہ تم سوائے اللہ تعالٰی کے اور کی عبادت نہ کرو بیشک میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے خوف کھاتا ہوں (۱)۔

۲۱۔۱ یوم عظیم سے مراد قیامت کا دن ہے، جسے اس کی ہولناکیوں کی وجہ سے بجا طور پر بڑا دن کہا گیا ہے۔

ۃ۔۲۲ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۵

قوم نے جواب دیا کیا آپ ہمارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ہمیں اپنے معبودوں (کی پرستش) سے باز رکھیں پس اگر آپ سچے ہیں تو جس عذاب کا آپ وعدہ کرتے ہیں اسے ہم پر لا ڈالیں۔

ۃ۔۲۳ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ لٰكِنِّيْٓ اَرٰكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ہ

(حضرت ہود نے) کہا (اس کا) علم تو اللہ ہی کے پاس ہے میں تو جو پیغام دے کر بھیجا گیا تھا وہ تمہیں پہنچا رہا ہوں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی کر رہے ہو(ا)

۲۳۔ا کہ ایک کفر پر اصرار کر رہے ہو. دوسرے، مجھ سے ایسی چیز کا مطالبہ کر رہے ہو جو میرے اختیار میں نہیں ہے.

ۃ۔۲۴ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ہ

پھر جب انہوں نے عذاب کو بصورت بادل دیکھا اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے کہنے لگے، یہ بادل ہم پر برسنے والا ہے (نہیں) بلکہ دراصل یہ ابر وہ (عذاب) ہے جس کی تم جلدی کر رہے تھے (ا) ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے.

۲۴۔ا یہ حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں کہا کہ یہ محض بادل نہیں ہے جیسے تم سمجھ رہے ہو. بلکہ یہ وہ عذاب ہے جسے تم جلدی لانے کا مطالبہ کر رہے تھے.

ۃ۔۲۵ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ہ

جو اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو ہلاک کر دے گا، پس وہ ایسے ہو گئے کہ بجز ان کے مکانات کے اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا گنہ گاروں کے گروہ کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں.

ۃ۔۲٦ وَ لَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّ اَبْصَارًا وَّ اَفْئِدَةً فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَ لَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْئِدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ہ ع

اور بالیقین ہم نے (قوم عاد) کو وہ مقدور دیئے تھے جو تمہیں تو دیئے بھی نہیں اور ہم نے انہیں کان آنکھیں اور دل بھی دے رکھے تھے لیکن ان کے کانوں اور آنکھوں اور دلوں نے انہیں کچھ بھی نفع نہ پہنچایا جبکہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرنے لگے اور جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہی ان پر الٹ پڑی (۱).

۲٦۔۱ یعنی جس عذاب کو وہ ان ہونا سمجھ کر بطور مذاق کہا کرتے تھے کہ لے آ اپنا عذاب! جس سے تو ہمیں ڈراتا رہتا ہے، وہ عذاب آیا اور اس نے انہیں ایسا گھیرا کہ پھر اس سے نکل نہ سکے.

۲۷۔ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْ لَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرّ فْنَا الْاٰ يٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْ نَ ہ

اور یقیناً ہم نے تمہارے آس پاس کی بستیاں تباہ کر دیں (۱) اور طرح طرح کی ہم نے اپنی نشانیاں بیان کر دیں تاکہ وہ رجوع کر لیں (۲).

۲۷۔۱ آس پاس سے عاد، ثمود اور لوط کی وہ بستیاں مراد ہیں جو حجاز کے قریب ہی تھیں، یمن اور شام و فلسطین کی طرف آتے جاتے ان سے ان کا گزر رہوتا تھا.

۲۷۔۲ یعنی ہم نے مختلف انداز سے اور مختلف انوواع کے دلائل ان کے سامنے پیش کئے کہ شاید وہ توبہ کرلیں لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوئے.

۲۸۔ فَلَوْ لَا نَصَرَ هُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُ وْ ا مِنْ دُوْ نِ اللّٰهِ قُرْ بَا نًا اٰ لِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْ ا عَنْهُمْ وَ ذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَ مَا كَا نُوْا يَفْتَرُوْ نَ ہ

پس قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اللہ کے سوا جن جن کو اپنا معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ بلکہ وہ تو ان سے کھو گئے، بلکہ دراصل یہ محض جھوٹ اور بالکل بہتان تھا.

۲۹۔ وَ اِذْ صَرَ فْنَآ اِلَيْكَ نَفَرً مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْ نَ الْقُراٰ نَ فَلَمَّا حَضَرُوْ هُ قَا لُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْ ا اِلٰى قَوْ مِهِمْ مُّنْذِ رِيْنَ ہ

اور یاد کرو! جبکہ ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں، پس جب (نبی کے) پاس پہنچ گئے تو (ایک دوسرے سے) کہنے لگے خاموش ہو جاؤ (۱) پھر جب پڑھ کر ختم ہو گیا (۲) تو اپنی قوم کو خبردار کرنے کے لئے واپس لوٹ گئے۔

۲۹۔۱ صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقع مکہ کے قریب نخلہ وادی میں پیش آیا، جہاں آپ ﷺ صحاب اکرامؓ کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جنوں کو تجسس تھا کہ آسمان پر ہم پر بہت زیادہ سختی کر دی گئی ہے اب ہمارا وہاں جانا تقریبًا ناممکن بنا دیا گیا ہے، کوئی بہت ہی اہم واقعہ رونما ہوا ہے جس کے نتیجے میں ایسا ہوا ہے۔ چنانچہ مشرق و مغرب کے مختلف اطراف میں جنوں کی ٹولیاں واقع کا سراغ لگانے کے لئے پھیل گئیں ان میں سے ایک ٹولی نے یہ قرآن سنا اور یہ بات سمجھ لی کہ نبی ﷺ کی بعث کا یہ واقعہ ہی ہم پر آسمان کی بندش کا سبب ہے اور جنوں کی یہ ٹولی آپ پر ایمان لے آئی اور جا کر اپنی قوم کو بھی بتلایا (مسلم بخاری) (صحیح بخاری)۔

۲۹۔۲ یعنی آپ ﷺ کی طرف سے تلاوت قرآن ختم ہو گی۔

۴۶۔۳۰ قَالُوْا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا کِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ وَاِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

کہنے لگے اے ہماری قوم! ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسٰی (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے جو سچے دین کی اور راہ راست کی رہنمائی کرتی ہے۔

۴۶۔۳۱ یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝

اے ہماری قوم! اللہ کے بلانے والے کا کہا مانو، اس پر ایمان لاؤ (۱) تو اللہ تمہارے تمام گناہ بخش دے گا اور تمہیں المناک سزا سے پناہ دے گا

۳۱۔ا یہ جنوں نے اپنی قوم کو نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی اس سے قبل قرآن کریم کے متعلق بتلایا کہ یہ تورات کے بعد ایک اور آسمانی کتاب ہے جو سچے دین اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتی ہے.

۳۲۔ۃ وَ مَنۡ لَّا یُجِبۡ دَاعِیَ اللّٰہِ فَلَیۡسَ بِمُعۡجِزٍ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَیۡسَ لَہٗ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءُ ؕ اُولٰٓئِکَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۝

اور جو شخص اللہ کے بلانے والے کا کہا نہ مانے گا پس وہ زمین میں کہیں (بھاگ کر اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتا اور نہ اللہ کے سوا اور کوئی مددگار ہوں گے(ا) یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں.

۳۲۔ا جو اسے اللہ کے عذاب سے بچا لیں. مطلب یہ ہوا کہ نہ وہ خود اللہ کی گرفت سے بچنے پر قادر ہے اور نہ کسی دوسرے کی مدد سے ایسا ممکن ہے.

۳۳۔ۃ اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ لَمۡ یَعۡیَ بِخَلۡقِہِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِ‌َ الۡمَوۡتٰی ؕ بَلٰۤی اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے وہ نہ تھکا، وہ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے(ا)

۳۳۔ا جو اللہ آسمان اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے، جن کی وسعت و بے کرانی کی انتہا نہیں ہے وہ ان کو بنا کر تھکا بھی نہیں. کیا وہ مردوں کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟ یقیناً کر سکتا ہے.

۳۴۔ۃ وَ یَوۡمَ یُعۡرَضُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَلَی النَّارِ ؕ اَلَیۡسَ ہٰذَا بِالۡحَقِّ ؕ قَالُوۡا بَلٰی وَ رَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَکۡفُرُوۡنَ ۝

وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا جس دن جہنم کے سامنے لائے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا کہ) کیا یہ حق نہیں ہے؟ تو جواب دیں گے کہ ہاں قسم ہے ہمارے رب کی (حق ہے) (اللہ) فرمائے گا

اب اپنے کفر کے بدلے عذاب کا مزہ چکھو(ا).

۳۴۔ا اس لئے کہ جب ماننے کا وقت تھا، اس وقت مانا نہیں، یہ عذاب اسی کفر کا بدلہ ہے، جواب تمہیں بھگتنا ہی بھگتنا ہے.

۳۵۔ۃ فَا صۡبِرۡ کَمَا صَبَرَ اُو لُو ا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّ سُلِ وَ لَا تَسۡتَعۡجِلۡ لَّهُمۡ ؕ کَا نَّهُمۡ یَوۡ مَ یَرَ وۡ نَ مَا یُوۡ عَدُوۡ نَ لَمۡ یَلۡبَثُوۡ آ اِلَّا سَا عَةً مِّنۡ نَّهَا رٍ ؕ بَلٰغٌ فَهَلۡ یُهۡلَكُ اِلَّا الۡقَوۡ مُ الۡفٰسِقُوۡ نَ ۝ ع

پس (اے پیغمبر!) تم ایسا صبر کرو جیسا صبر عالی ہمت رسولوں نے کیا اوران کے لئے (عذاب طلب کرنے میں جلدی نہ کرو(ا) یہ جس دن اس عذاب کو دیکھ لیں گے جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں تو (یہ معلوم ہونے لگے گا کہ دن کی ایک گھڑی ہی دنیا میں) ٹھہرے تھے(ا) یہ ہے پیغام پہنچا دینا، پس بدکاروں کے سوا کوئی ہلاک نہ کیا جائے گا.

۳۵۔ا یہ کفار مکہ کے رویے کے مقابلے میں نبی ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے اور صبر کرنے کی تلقین کی جارہی ہے

سُوۡرَۃُ مُحَمَّدٍ ۴۷ یہ سورت مدنی ہے اس میں (۳۸) آیات اور (۴) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱۔ۃ اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ صَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعۡمَالَهُمۡ ۝

جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا(ا) اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے.

۱۔ا بعض نے اس سے مراد کفار قریش اور بعض نے اہل کتاب لئے ہیں لیکن یہ عام ہے ان کے ساتھ سارے ہی کفار اس میں داخل ہیں.

ق۔٢ وَ الَّذِ يۡنَ اٰمَنُوۡ ا وَ عَمِلُو ا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوۡ ا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الۡحَقُّ مِنۡ رَّ بِّهِمۡ كَفَّرَ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَ اَصۡلَحَ بَا لَهُمۡ ہ

اور جولوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر بھی ایمان لائے جو محمد (ﷺ) پر اتاری گئی (ا) ہے اور در اصل ان کے رب کی طرف سے سچا (دین) بھی وہی ہے، اللہ نے ان کے گناہ دور کر دیئے اور ان کے حال کی اصلاح کر دی.

٢۔ا ایمان میں اگرچہ وحی محمدی یعنی قرآن پاک پر ایمان لانا بھی شامل ہےلیکن اس کی اہمیت اور شرف کو مزید واضح اور نمایاں کرنے کے لئے اس کا علیحدہ ذکر فرمایا.

ق۔٣ ذٰلِكَ بِـاَنَّ الَّذِ يۡنَ كَـفَـرُوۡ وا ا تَّبَـعُـو ا الۡبَـا طِلَ وَ اَنَّ الَّـذِ يۡـنَ اٰمَنُوۡاتَّبَعُو اا لۡحَقَّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ لِلنَّا سِ اَمۡثَا لَهُمۡ ہ

یہ اس لئے کہ کافروں نے باطل کی پیروی کی اور مومنوں نے اس دین حق کی اتباع کی جو ان کے اللہ کی طرف ہے، اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے احوال اسی طرح بتاتا ہے (ا).

٣۔ا تاکہ لوگ اس انجام سے بچیں جو کافروں کا مقدر ہے اور وہ راہ حق اپنائیں جس پر چل کر ایمان والے فلاح ابدی سے ہمکنار ہونگے.

ق۔٤ فَـاِ ذَ الَـقِيۡتُـمُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡ ا فَضَرۡبَ الرِّقَا بِ ؕ حَتّٰٓى اِ ذَ آ اَثۡخَنۡتُمُوۡ هُمۡ فَشُدُّو ا الۡـوَثَـا قَ فَـاِ مَّا مَنًّا بَعۡدُ وَ اِمَّا فِدَآ ءً حَتّٰى تَضَعَ الۡحَرۡبُ اَوۡ زَ ارَ هَا ذٰلِكَ ؕ وَلَوۡ يَشَآ ءُ اللّٰهُ لَا نۡتَصَرَ مِنۡهُمۡ وَلٰكِنۡ لِّيَبۡلُوَ ا بِعۡضَكُمۡ بِبِعۡضٍ ؕ وَالَّذِ يۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلَ اللّٰهِ فَلَنۡ يُّضِلَّ اَعۡمَا لَهُمۡ ہ

تو جب کافروں سے تمہاری مڈبھیڑ ہو تو گردنوں پر وار مارو. اور جب ان کو اچھی طرح کچل ڈالو تو

اب خوب مضبوط قیدوبند سے گرفتار کرو (پھر اختیار ہے) کہ خواہ احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لیکر چھوڑ دو یہی حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا تو (خود) ہی ان سے بدلہ لے لیتا (ا) لیکن اس کا منشایہ ہے کہ تم میں سے لے لے، جو لوگ اللہ کی راہ شہید کر دئے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہ کرے گا.

۴۔ا مطلب کافروں کو ہلاک کر کے یا انہیں عذاب میں مبتلا کر کے. یعنی تمہیں ان سے لڑنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی.

ۃ۔۵ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ہ

انہیں راہ دکھائے گا اور ان کے حالات کی اصلاح کر دے گا (ا)

۵۔ا یعنی انہیں ایسے کاموں کی توفیق دے گا جن سے ان کے لئے جنت کا راستہ آسان ہو جائے گا.

ۃ۔٦ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ہ

اور انہیں اس جنت میں لے جائے گا جس سے انہیں شناسا کر دیا ہے (ا)

٦۔ا یعنی جسے وہ بغیر راہنمائی کے پہچان لیں گے اور جب وہ جنت میں داخل ہونگے تو از خود ہی اپنے اپنے گھروں میں جا داخل ہونگے. اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ایک جنتی کو اپنے جنت والے گھر کے راستوں کا اس سے زیادہ علم ہوگا جتنا دنیا میں اسے اپنے گھر کا تھا (صحیح بخاری)

ۃ۔۷ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ہ

اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا.

ۃ۔۸ وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ہ

اور جو لوگ کافر ہوئے انہیں ہلاکی ہو اللہ ان کے اعمال غارت کر دے گا.

ق-۹ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ہ

یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی نازل کردہ چیز سے ناخوش ہوئے (ا) پس اللہ تعالیٰ نے (بھی) ان کے اعمال ضائع کردیئے.

ا-۹ یعنی قرآن اور ایمان کوانہوں نے ناپسند کیا.

ق-۱۰ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ہ

کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر اس کا معائنہ نہیں کیا کہ ان سے پہلے کے لوگوں کا کیا نتیجہ ہوا؟ اللہ نے انہیں ہلاک کردیا اور کافروں کے لئے اس طرح کی سزائیں ہیں (ا)

ا-۱۰ یہ اہل مکہ کو ڈرایا جارہا ہے کہ تم کفر سے باز نہ آئے تو تمہارے لئے بھی ایسی ہی سزا ہوسکتی ہے؟ اور گزشتہ کافر قوموں کی ہلاکت کی طرح، تمہیں بھی ہلاکت سے دوچار کیا جاسکتا ہے.

ق-۱۱ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ہ ع رکوع

وہ اس لئے کہ ایمان والوں کا کارساز خود اللہ تعالیٰ ہے اور اس لئے کہ کافروں کا کوئی کارساز نہیں.

ق-۱۲ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ہ

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے انہیں اللہ تعالیٰ یقیناً ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور جو لوگ کافر ہوئے وہ (دنیا ہی کا) فائدہ اٹھا رہے ہیں اور مثل چوپایوں کے کھا رہے ہیں (ا) ان کا اصل ٹھکانا جہنم ہے.

ا-۱۲ یعنی جس طرح جانور کو پیٹ اور جنس کے تقاضے پورے کرنیکے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہوتا. یہی حال کافروں کا ہے، ان کا مقصد زندگی بھی کھانے کے علاوہ کچھ نہیں، آخرت سے وہ بالکل

غافل ہیں.اس ضمن میں کھڑے کھڑے کھانے کی ممانت کا بھی اثبات ہوتا ہے،جس کا آج کل دعوتوں میں عام رواج ہے کیوں کہ اس میں بھی جانوروں سے مشابہت ہے جسے کافروں کا شیوا ابتلایا گیا ہے حادیث میں کھڑے کھڑ پیانی پینے سے نہایت سختی سے منع فرمایا گیا،جس سے کھڑے کھڑے کھانے کی ممانت بطریق اولیٰ ثابت ہوتی ہے اس لئے جانوروں کی طرح کھڑے ہوکر کھانے سیاجتناب کرنا نہایت ضروری ہے.

ة۔١٣ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِىَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِىٓ اَخْرَجَتْكَ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ٥

ہم نے کتنی بستیوں کو جوطاقت میں تیری اس بستی سے زیادہ تھیں جس سے تجھے نکالا گیا ہم نے انہیں ہلاک کردیا جن کا مددگار کوئی نہ اٹھا.

ة۔١٤ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ٥

کیا ؎ پس وہ شخص جواپنے پروردگار کی طرف سے دلیل پرہو اس شخص جیسا ہوسکتا ہے؟ جس کے لئے اس کا براکام مزین کردیا گیاہو اوروہ اپنی نفسانی خواہشوں کا پیروہو(ا)

١،١٤ برے کام سے مراد شرک اورمعصیت ہیں،مطلب وہی ہے جو پہلے بھی متعدد جگہ گزرچکا ہے کہ مومن وکافر،مشرک وموحد اورنیکوکاراور بدکار برابرنہیں ہوسکتے ایک کے لئے اللہ کے ہاں اجرو ثواب اورجنت کی نعمتیں ہیں،جب کہ دوسرے کے لئے جہنم کا ہولناک عذاب.اگلی آیت میں دونوں کاانجام بیان کیاجارہاہے.

ة۔١٥ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِىْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۭ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِى النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا

فَقَطَّعَ اَمۡعَآءَهُمۡ ہ

اس جنت کی صفت جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے، یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بدبو کرنے والا نہیں اور دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ نہیں بدلہ اور شراب کی نہریں ہیں شہد کی جو بہت صاف ہیں ان کے لئے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے، کیا یہ مثل اس کے ہیں جو ہمیشہ آگ میں رہنے والا ہے؟ اور جنہیں گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا (ا)

۱۵۔ا یعنی جن کو جنت میں وہ اعلٰی درجے نصیب ہونگے جو مذکور ہوئے کیا وہ ایسے جہنمیوں کے برابر ہیں جن کا یہ حال ہوگا؟ ظاہر بات ہے ایسا نہیں ہوگا، بلکہ ایک درجات میں ہوگا اور دوسرا درکات (جہنم) میں. ایک نعمتوں میں دادوطرب وعیش لے رہا ہوگا، دوسرا عذاب جہنم کی سختیاں جھیل رہا ہوگا. ایک اللہ کا مہمان ہوگا جہاں انواع اقسام کی چیزیں اس کی تواضع اور اکرام کے لئے ہونگی اور دوسرا اللہ کا قیدی، جہاں اس کو کھانے کے لئے زقوم جیسا تلخ وکسیلہ کھانا اور پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی ملے گا.

ة۔١٦ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّسۡتَمِعُ اِلَيۡكَ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوۡا مِنۡ عِنۡدِكَ قَالُوۡا لِلَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ وَاتَّبَعُوۡۤا اَهۡوَآءَهُمۡ ہ

اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں کہ تیری طرف کان لگاتے ہیں، یہاں تک کہ جب تیرے پاس سے جاتے ہیں تو اہل علم سے پوچھتے ہیں کہ اس نے ابھی کیا کہا تھا؟ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی اور وہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں.

ة۔١٧ وَالَّذِيۡنَ اهۡتَدَوۡا زَادَهُمۡ هُدًى وَّاٰتٰهُمۡ تَقۡوٰهُمۡ ہ

اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ نے انہیں ہدایت میں بڑھا دیا ہے اور انہیں ان کی پرہیزگاری عطا

فرمائی ہے(ا)

۱۷۔ا یعنی جن کی نیت ہدایت حاصل کرنے کی ہوتی ہے تو اللہ ان کو ہدایت کی توفیق بھی دے دیتا ہے اوران کو اس ثابت قدمی بھی عطا کرتا ہے.

ۃ۔۱۸ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰهُمْ ہ

تو کیا یہ قیامت کا انتظار کررہے ہیں کہ ان کے پاس اچانک آجائے یقیناً اس کی علامتیں تو آچکی ہیں پھر جبکہ ان کے پاس قیامت آجائے انہیں نصیحت کرنا کہاں ہوگا(ا)

۱۸۔ا یعنی جب قیامت اچانک آجائے گی تو کافر کس طرح نصیحت حاصل کرسکیں گے؟ مطلب ہے اس وقت اگر وہ توبہ کریں گے بھی تو مقبول نہیں ہوگی اس لئے اگر توبہ کرنی ہے تو یہی وقت ہے ورنہ وہ وقت بھی آسکتا ہے کہ ان کی توبہ بھی غیر مفید ہوگی.

ۃ۔۱۹ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ہ ع رکوع ۲

سو(اے نبی!) آپ یقین کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی(ا) اللہ تم لوگوں کی آمد ورفت کی اور رہنے سہنے کی جگہ کوخوب جانتا ہے.

۱۹۔ا اس میں نبی ﷺ کو استغفار کا حکم دیا گیا ہے، اپنے لئے بھی اور مومنین کے لئے بھی استغفار کی بڑی اہمیت اور فضیلت ہے. احادیث میں بھی اس پر بڑا زور دیا گیا ہے. ایک حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا یَا اَيُّهَا النَّاسُ! تُوْبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ فَاِنِّىْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِى الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً (صحیح بخاری) لوگو! بارگاہ الٰہی میں توبہ واستغفار

کیا کرو، میں بھی اللہ کے حضور روزانہ ستر مرتبہ سے زیادہ توبہ استغفار کرتا ہوں.

ۃ۔۲۰ وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ لَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّ ذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ رَاَيْتَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ یَّنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ نَظَرَ الْمَغْشِیِّ عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۝

اور جو لوگ ایمان لائے اور کہتے ہیں کوئی سورت کیوں نازل نہیں کی گئی؟ پھر جب کوئی صاف مطلب والی سورت نازل کی جاتی ہے اور اس میں قتال کا ذکر کیا جاتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے اس شخص کی نظر ہوتی ہے جس پر موت کی بے ہوشی طاری ہو(۱) پس بہت بہتر تھا ان کے لئے.

۲۰۔۱ یہ ان منافقین کا ذکر ہے جن پر جہاد کا حکم نہایت گراں گزرتا تھا، ان میں بعض کمزور ایمان والے بھی بعض دفعہ شامل ہو جاتے تھے سورہ نساء آیت ۷۷ میں بھی یہ مضمون بیان کیا گیا ہے.

ۃ۔۲۱ طَاعَةٌ وَّ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ۝

فرمان کا بجا لانا اور اچھی بات کا کہنا پھر جب کام مقرر ہو جائے(۱) تو اگر اللہ کے ساتھ سچے رہیں (۲) تو ان کے لئے بہتری ہے(۳).

۲۱۔۱ یعنی جہاد کی تیاری مکمل ہو جائے اور وقت جہاد آ جائے.

۲۱۔۲ یعنی اگر اب بھی نفاق چھوڑ کر، اپنی نیت اللہ کے لئے خالص کر لیں، یا رسول کے سامنے رسول ﷺ کے ساتھ لڑنے کا عہد کرتے ہیں، اس میں اللہ سے سچے رہیں.

۲۱۔۳ یعنی نفاق اور مخالفت کے مقابلے میں توبہ واخلاص کا مظاہرہ بہتر ہے.

ۃ۔۲۲ فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۝

اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو اور رشتے ناتے توڑ ڈالو.

ق۔۲۳ اُولٰٓئِكَ الَّذِ يْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَ صَمَّهُمْ وَاَ عْمٰٓى اَبْصَا رَهُمْ ہ

یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے (۱).

۲۳۔۱ یعنی ایسے لوگوں کے کانوں کو اللہ نے (حق کے سننے سے) بہرہ اور آنکھوں کو (حق کے دیکھنے سے) اندھا کر دیا ہے. یہ نتیجہ ہے انکے مذکورہ اعمال کا.

ق۔۲۴ اَفَلَا يَتَدَ بَّرُوْ نَ الْقُرْاٰ نَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَا لُهَا ہ

کیا یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر ان کے تالے لگ گئے ہیں (۱).

۲۴۔۱ جس وجہ سے قرآن کے معانی ومفاہیم ان کے دلوں کے اندر نہیں جاتے.

ق۔۲۵ اِنَّ الَّذِ يْنَ ارْ تَدُّ وْ عَلٰٓى اَدْ بَا رِ هِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطٰنُ
سَوَّ لَ لَهُمْ ط وَ اَمْلٰى لَهُمْ ہ

جو لوگ اپنی پیٹھ کے بل الٹے پھر گئے اس کے بعد کہ ان کے لئے ہدایت واضح (۱) ہو چکی یقیناً شیطان نے ان کے لئے (ان کے فعل کو) مزین کر دیا ہے اور انہیں ڈھیل دے رکھی ہے.

۲۵۔۱ اس سے مراد منافقین ہی ہیں جنہوں نے جہاد سے گریز کر کے کفر و مرتد کو ظاہر کر دیا.

ق۔۲٦ ذٰلِكَ بِاَ نَّهُمْ قَا لُوْا لِلَّذِ يْنَ كَرِ هُوْ مَا نَزَّ لَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِىْ بَعْضِ الْاَ مْرِ وَ اللّٰهُ
يَعْلَمُ اِسْرَارَ هُمْ ہ

یہ (۱) اس لئے کہ انہوں نے ان لوگوں سے جنہوں نے اللہ کی نازل کردہ وحی کو برا سمجھا (۲) کہ ہم بھی عنقریب بعض کاموں (۳) میں تمہارا کہا مانیں گے، اور اللہ ان کی پوشیدہ باتیں خوب جانتا ہے.

۲٦۔۱ "یہ" سے مراد ان کا مرتد ہونا ہے

۲٦۔۲ یعنی منافقین نے مشرکین سے یا یہود سے کہا.

۲٦۔۳ یعنی نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی مخالفت میں.

ق۔۲۷ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ہ

پس ان کی کیسی (درگت) ہوگی جبکہ فرشتے ان کی روح قبض کرتے ہوئے ان کے چہروں اوران کی سروں پر ماریں گے(ا).

۲۷۔ا یہ کافروں کی اس وقت کی کفیت بیان کی گئی ہے جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرتے ہیں. روحیں فرشتوں سے بچنے کے لئے جسمکے اندر چھپتی اورادھرادھر بھاگتی ہیں تو فرشتے سختی اور زور سے انہیں پکڑتے، کھنچتےاورمارتے ہیں یہ مضمون اس سے قبل سورۂ انعام۔۹۳ سورۂانفال۔۵۰میں بھی گزر چکا ہے.

ق۔۲۸ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ہ ع رکوع ۳

یہ اس بناپر کہ یہ وہ راہ چلے جس سے انہوں نے اللہ کوناراض کردیا اورانہوں نے اس کی رضامندی کوبراجانا،تواللہ نے ان کےاعمال اکارت کردیئے.

ق۔۲۹ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ہ

کیاان لوگوں نے جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ سمجھ رکھاہے کہ اللہ ان کے حسداورکینوں کوظاہر ہی نہ کردے(ا)،

۲۹۔ا منافقین کےدلوں میں اسلام اورمسلمانوں کےخلاف بغض وعناد تھا، اس کے حوالے سے کہا جارہاہے کہ کیایہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے پرقادرنہیں ہے؟

ق۔۳۰ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ط وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ہ

اوراگرہم چاہتے توان سب کو تجھے دکھادیتے پس توانہیں ان کے چہروں سےہی پہچان لیتا(ا) اور یقیناً توانہیں ان کی بات کےڈھب سے پہچان لے گا تمہارےسب کام اللہ کومعلوم ہیں.

۳۰۔ا یعنی ایک ایک شخص کی اس طرح نشان دہی کردیتے ہیں کہ ہر منافق کو پہچان لیا جاتا. لیکن تمام

منافقین کے لئے اللہ نے ایسا اس لئے نہیں کیا کہ یہ اللہ کی صفت ستاری کے خلاف ہے، وہ بالعموم پردہ پوشی فرماتا ہے، پردہ وری نہیں. دوسرا اس نے انسانوں کو ظاہر پر فیصلہ کرنے کا اور باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد کرنے کا حکم دیا ہے.

ق۔۳۱ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ نَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ہ

یقیناً ہم تمہارا امتحان کریں گے تاکہ تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو ظاہر کردیں اور ہم تمہاری حالتوں کی بھی جانچ کرلیں (۱).

۳۱۔۱ اللہ تعالیٰ کے علم میں تو پہلے ہی سب کچھ ہے. یہاں علم سے مراد اس کا وقوع اور ظہور ہے تاکہ دوسرے بھی جان لیں اور دیکھ لیں. اسی لئے امام ابن کثیر اس کا مفہوم بیان کیا ہے کہ ہم اس کے وقوع کو جان لیں یا ہم دیکھ لیں.

ق۔۳۲ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ہ

یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکا اور رسول کی مخالفت کی اس کے بعد ان کے لئے ہدایت ظاہر ہو چکی یہ ہرگز ہرگز اللہ کا کچھ نقصان نہ کریں گے عنقریب ان کے اعمال وہ غارت کردے گا (۱).

۳۲۔۱ کیوں کہ ایمان کے بغیر کسی عمل کو اللہ کے ہاں کوئی اہمیت نہیں. ایمان و اخلاص ہی ہر عمل خیر کو اس قابل بناتا ہے کہ اس پر اللہ کے ہاں سے اجر ملے.

ق۔۳۳ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ہ

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا کہا مانو اور اپنے اعمال کو غارت نہ کرو.

ق۔۳۴ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ہ

جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے اوروں کو روکا پھر کفر کی حالت میں ہی مر گئے (یقین کر لو) کہ اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا.

ۃ۔۳۵ فَلَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْآ اِلَى السَّلْمِ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَ اللّٰهُ مَعَكُمْ وَ لَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ہ

پس تم بودے بن کر صلح کی درخواست پر نہ اتر آؤ جبکہ تم ہی بلند و غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے(۱) ناممکن ہے کہ وہ تمہارے اعمال ضائع کر دے(۲).

۳۵۔ا اس میں مسلمانوں کے لئے دشمن پر فتح و نصرت کی عظیم بشارت ہے. جس کے ساتھ اللہ ہو، اس کو کون شکست دے سکتا ہے.

۳۵۔۲ بلکہ وہ اس پر پورا اجر دے گا اور اس میں کوئی کمی نہیں کرے گا.

ۃ۔۳۶ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْئَلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ہ

واقعی زندگانی دنیا صرف کھیل کود ہے(۱) اور اگر تم ایمان لے آؤ گے اور تقوی اختیار کرو گے تو اللہ تمہیں تمہارے اجر دے گا اور تم سے تمہارے مال نہیں مانگتا(۲)

۳۶۔ا یعنی ایک فریب اور دھوکا ہے، اس کی کسی چیز کی بنیاد ہے نہ اس کو ثبات اور نہ اس کا اعتبار.

۳۶۔۲ یعنی وہ تمہارے مالوں سے بے نیاز ہے. اسی لئے اس نے تم سے زکوۃ کل مال کا طالبہ نہیں کیا بلکہ اس کے ایک نہایت قلیل حصے صرف ڈھائی فی صد کا اور وہ بھی ایک سال کے بعد اپنی ضرورت سے زیادہ ہونے پر، علاوہ ازیں اس کا مقصد بھی تمہارے اپنے ہی بھائی بندوں کی مدد اور خیر خواہی ہے نہ کہ اللہ اس مال سے اپنی حکومت کے اخراجات پورے کرتا ہے.

ۃ۔۳۷ اِنْ يَّسْئَلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَ يُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ہ

اگر وہ تم سے تمہارا مال مانگے اور زور دے کر مانگے تو تم اس سے بخیلی کرنے لگو گے اور تمہارے کینے ظاہر کر دے گا (۱)

۳۷۔۱ یعنی ضرورت سے زائد کل مال کا مطالبہ کرے وہ بھی اصرار کے ساتھ اور زور دے کر تو یہ انسانی فطرت ہے کہ تم بخل بھی کرو گے اور اسلام کے خلاف اپنے بغض وعناد کا اظہار بھی اور اس صورت میں خود اسلام کے خلاف بھی تمہارے دلوں میں عناد پیدا ہو جاتا کہ یہ اچھا دین ہے جو ہماری محنت کی ساری کمائی اپنے دامن میں سمیٹ لینا چاہتا ہے.

ۃ۔۳۸ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓـؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ وَ مَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝ ع

رکوع ۴

خبردار! تم وہ لوگ ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بلائے جاتے ہو تو تم بخیلی کرنے لگتے ہو اور جو بخل کرتا ہے وہ تو دراصل اپنی جان سے بخیلی کرتا ہے (۱) اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم فقیر اور محتاج ہو اور اگر تم رو گردان ہو جاؤ (۲) تو وہ تمہارے بدلے تمہارے سوا اور لوگوں کو لائے گا جو پھر تم جیسے نہ ہونگے.

۳۸۔۱ یعنی اپنے ہی نفس کو انفاق فی سبیل اللہ کے اجر سے محروم رکھتا ہے.

۳۸۔۲ یعنی اسلام سے کفر کی طرف پھر جاؤ.

سُوْرَۃُ الْفَتْحِ ۴۸ یہ سورت مدنی ہے اس میں (۲۹) آیات اور (۴) رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ۃ۔۱ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ۝

بیشک (اے نبی) ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی ہے.

☆٦۔ہجری میں رسول اللہ ﷺ اور ۱۴۰۰ سو کے قریب صحاب اکرامؓ عمرے کی نیت سے مکہ تشریف لے گئے، لیکن مکہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر کافروں نے آپ ﷺ کو روک لیا عمرہ نہیں کرنے دیا، آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تا کہ قریش کے سرداروں سے گفتگو کر کے انہیں مسلمانوں کو عمرہ کرنے کی اجازت دینے پر آمادہ کریں کفار مکہ نے اجازت نہیں دی اور مسلمانوں نے آئندہ سال کے وعدے پر واپسی کا ارادہ کر لیا وہیں اپنے سر بھی منڈوالئے اور قربانیاں کر لیں. نیز کفار سے بھی چند باتوں کا معاہدہ ہوا جنہیں صحاب اکرام کی اکثریت ناپسند کرتی تھی لیکن نگاہ رسالت نے اس کے دوررس اثرات کا اندازہ لگاتے ہوئے، کفار کی شرائط پر ہی صلح کو بہتر سمجھا. حدیبیہ سے مدینے کی طرف آتے ہوئے راستے میں یہ سورت اتری، جس میں صلح کو فتح مبین سے تعبیر فرمایا گیا کیون کہ یہ صلہ فتح مکہ کا ہی پیش خیمہ ثابت ہوئی اور اس کے دو سال بعد ہی مسلمان مکے میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے. اسی لئے بعض صحابہ اکرامؓ کہتے تھے کہ تم فتح مکہ کو شمار کرتے ہو لیکن ہم حدیبیہ کی صلح کو فتح شمار کرتے ہیں. نبی ﷺ نے اس سورت کی بابت فرمایا کہ آج کی رات مجھ پر وہ سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا مافیہا سے زیادہ محبوب ہے (صحیح بخاری)

۲۔ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ

تا کہ جو کچھ تیرے گناہ آگے ہوئے اور پیچھے سب کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور تجھ پر اپنا احسان پورا کر دے (١) اور تجھے سیدھی راہ چلائے (٢).

۲۔١ اس دین کو غالب کر کے جس کی تم دعوت دیتے ہو، یا فتح وغلبہ عطا کر کے. اور بعض کہتے ہیں کہ مغفرت اور ہدایت پر یہی تمام نعمت ہے (فتح القدیر)

۲۔۲ یعنی اس پر استقلال نصیب فرمائے. ہدائت کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجات سے نوازے.

ۃ۔۳ وَّ يَنۡصُرَكَ اللّٰهُ نَصۡرًا عَزِيۡزًا ه

اور آپ کو ایک زبردست مدد دے۔

ۃ۔۴ هُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ السَّكِيۡنَةَ فِىۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لِيَزۡدَادُوۡۤا اِيۡمَانًا مَّعَ اِيۡمَانِهِمۡ ؕ وَلِلّٰهِ جُنُوۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ه

وہی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون اور اطمینان ڈال دیا تا کہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں اور آسمانوں اور زمین کے (کل) لشکر اللہ ہی کے ہیں (ا) اور اللہ تعالیٰ دانا با حکمت ہے۔

۴۔ا یعنی اگر اللہ چاہے تو اپنے کسی لشکر (مثلاً فرشتوں) سے کفار کو ہلاک کروا دے، لیکن اس نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت ایسا نہیں کیا اور اس کے بجائے مومنوں کو قتال و جہاد کا حکم دیا ہے۔

ۃ۔۵ لِّيُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا وَيُكَفِّرَ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنۡدَ اللّٰهِ فَوۡزًا عَظِيۡمًا ه

تا کہ مومن مردوں اور عورتوں کو ان جنتوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان سے ان کے گناہ دور کر دے، اور اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

ۃ۔٦ وَّيُعَذِّبَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ وَالۡمُشۡرِكٰتِ الظَّآنِّيۡنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوۡءِ ؕ عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ السَّوۡءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ وَلَعَنَهُمۡ وَاَعَدَّ لَهُمۡ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا ه

اور تا کہ ان منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرکہ عورتوں کو عذاب دے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانیاں رکھنے والے ہیں۔ (دراصل انہیں) پر برائی کا پھیرا ہے (ا) اللہ ان پر ناراض ہوا اور انہیں لعنت کی اور ان کے لئے دوزخ تیار کی اور وہ (بہت) بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

٦۔ا یعنی یہ جس گردش، عذاب یا ہلاکت کے مسلمانوں کے لئے منتظر ہیں، وہ تو انہی کا مقدر بننے والی ہے

ۃ۔۷ وَ لِلّٰهِ جُنُوۡ دُ السَّمٰوٰ تِ وَ الۡاَ رۡضِ ؕ وَ كَا نَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا ہ

اوراللہ ہی کے لئے آسمانوں اورزمین کے لشکر ہیں اوراللہ غالب اورحکمت والا ہے(۱)

۷۔۱ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو ہرطرح ہلاک کرنے پر قادر ہے. یہ الگ بات ہے کہ وہ اپنی حکمت ومشیت کے تحت ان کو جتنی چاہے مہلت دے دے.

ۃ۔۸ اِ نَّآ اَرۡ سَلۡنٰكَ شَا هِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِ يۡرًا ہ

یقیناً ہم نے تجھے گواہی دینے والا اورخوشخبری سنانے والا اورڈرانے والا بنا کر بھیجا.

ۃ۔۹ لِّتُـؤۡ مِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ تُعَزِّ رُوۡهُ وَ تُوَقِّرُوۡهُ ؕ وَتُسَبِّحُوۡ هُ بُكۡرَةً وَّ اَ صِيۡلًا ہ

تا کہ(اے مسلمانو)،تم اللہ اوراس کے رسول پرایمان لاؤ اوراس کی مدد کرو اوراس کا ادب کرواور اللہ کی پاکی بیان کروصبح وشام.

ۃ۔۱۰ اِ نَّ الَّـذِ يۡـنَ يُبَا يِعُوۡ نَكَ اِ نَّمَا يُبَا يِعُوۡنَ اللّٰهَ ؕ يَـدُ اللّٰهِ فَوۡ قَ اَيۡدِ يۡهِمۡ فَمَنۡ نَّكَثَ فَـاِ نَّـمَا يَـنۡكُثُ عَلٰى نَفۡسِهٖ وَ مَنۡ اَوۡ فٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيۡهُ اللّٰهَ فَسَيُـؤۡ تِيۡهِ اَ جۡرًا عَظِيۡمًا ہ ع رکوع ۱

جولوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ یقیناً اللہ سے بیعت کرتے ہیں(۱) ان کے ہاتھوں پراللہ کا ہاتھ ہے تو جوشخص عہدشکنی کرے وہ اپنے نفس پرہی عہدشکنی کرتا ہے(۲) اورجوشخص اس اقرارکو پورا کرے جواس نے اللہ کے ساتھ کیا ہے(۳) تواسے عنقریب اللہ بہت بڑا اجردے گا.

۱۰۔۱ آیت سے وہی بیعت رضوان مراد ہے جونبی ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی خبرشہادت سن کر ان کا انتقام لینے کے لئے حدیبیہ میں موجود ۱۴ یا ۱۵سومسلمانوں نے لی تھی.

۱۰۔۲ نَـکَـثَ سے مراد(عہدشکنی) سے مراد یہاں بیعت کا توڑدینا یعنی عہد کے مطابق لڑائی میں حصہ نہ لینا ہے.یعنی جوشخص ایسا کرے گا تواس کا وبال اسی پرپڑے گا.

۱۰۔۳ کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کی مدد کرے گا،ان کے ساتھ ہوکرلڑے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

مسلمانوں کی فتح وغلبہ عطا فرمادے.

ۃ۔۱۱ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

دیہاتیوں میں سے جو لوگ پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے وہ اب تجھ سے کہیں گے کہ ہم اپنے مال اور بال بچوں میں لگے رہ گئے پس آپ ہمارے لئے مغفرت طلب کیجئے یہ لوگ اپنی زبانوں سے وہ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے، آپ جواب دیجئے کہ تمہارے لئے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا بھی اختیار کون رکھتا ہے اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے تو (۱) یا تمہیں کوئی نفع دینا چاہے تو، بلکہ تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے اللہ خوب باخبر ہے (۲).

۱۱۔۱ یعنی اگر اللہ تمہارے مال ضائع کرنے اور تمہارے اہل کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لے تو کیا تم سے کوئی اختیار رکھتا ہے کہ وہ اللہ کو ایسا نہ کرنے دے.

۱۱۔۲ یعنی تمہیں تمہارے عملوں کی پوری جزا دے گا.

ۃ۔۱۲ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝

(نہیں) بلکہ تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ پیغمبر اور مسلمانوں کا اپنے گھروں کی طرف لوٹ آنا قطعاً ناممکن ہے اور یہی خیال تمہارے دلوں میں رچ گیا تھا اور تم نے برا گمان کر رکھا تھا (۱) دراصل تم لوگ ہو بھی ہلاک ہونے والے.

۱۲۔۱ اور وہ یہی تھا کہ اللہ اپنے رسول ﷺ کی مدد نہیں کرے گا. یہ وہی پہلا گمان ہے، تکرار تاکید کے لئے ہے.

ة۔۱۳ وَ مَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ه

اور جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو ہم نے بھی ایسے کافروں کے لئے دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے.

ة۔۱۴ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ه

اور زمین اور آسمانوں کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے جس چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے.

ة۔۱۵ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ط قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ط بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ه

جب تم غنیمتیں لینے جانے لگو گے تو جھٹ سے یہ پیچھے چھوڑے ہوئے لوگ کہنے لگیں گے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے کی اجازت دیجئے، وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو بدل دیں (۱) آپ کہہ دیجئے! کہ اللہ تعالیٰ ہی فرما چکا ہے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چلو گے (۲) وہ اس کا جواب دیں گے (نہیں نہیں) بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو (۳) (اصل بات یہ ہے) کہ وہ لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہیں (۴)

۱۵۔۱ اللہ کے کلام سے مراد، اللہ کا خیبر کی غنیمت کو اہل حدیبیہ کے لئے خاص کرنے کا وعدہ ہے، منافقین اس میں شریک ہو کر اللہ کے کلام یعنی اس کے وعدے کو بدلنا چاہتے تھے.

۱۵۔۲ یہ نفی بمعنی نہی ہے یعنی تمہیں ہمارے ساتھ چلنے کی اجازت نہیں ہے. اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی ہے.

۱۵۔۳ یعنی یہ مخالفین کہیں گے کہ تم ہمیں حسد کی نگاہ سے ساتھ لے جانے سے گریز کر رہے ہو تا کہ

مال غنیمت میں ہم تمہارے ساتھ شریک نہ ہوں.

١٥۔٤ یعنی بات یہ نہیں ہے جو وہ سمجھ رہے ہیں، بلکہ یہ پابندی ان کے پیچھے رہنے کی پاداش میں ہے. لیکن اصل بات ان کی سمجھ میں نہیں آرہی ہے.

ة۔١٦ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ه

آپ پیچھے چھوڑے ہوئے بدویوں سے کہہ دو کہ عنقریب تم ایک سخت جنگجو قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے پس اگر تم اطاعت کرو(١) گے تو اللہ تمہیں بہت بہتر بدلہ دے گا(٢) اور اگر تم نے منہ پھیر لیا جیسا کہ اس سے پہلے تم منہ پھیر چکے ہو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا(٣).

١٦۔١ یعنی خلوص دل سے مسلمانوں کے ساتھ ملکر لڑو گے.

١٦۔٢ دنیا میں غنیمت اور آخرت میں پچھلے گناہوں کی مغفرت اور جنت.

١٦۔٣ یعنی جس طرح حدیبیہ کے موقع پر تم نے مسلمانوں کے ساتھ مکہ جانے سے گریز کیا تھا، اسی طرح اب بھی تم جہاد سے بھاگو گے، تو پھر اللہ کا دردناک عذاب تمہارے لئے تیار ہے.

ة۔١٧ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ط
النصف وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَنْ يَّتَوَلَّ
رکوع ٢ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ه ع

اندھے پر کوئی حرج نہیں ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے، (١) جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرما نبرداری کرے اسے اللہ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے

(درختوں) تلے نہریں جاری ہیں اور جو منہ پھیر لے اسے دردناک عذاب (کی سزا) دے گا.

۱۷۔۱ بصارت سے محرومی اور لنگڑے پن کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذوری. یہ دونوں عذر لازمی ہیں .ان اصحاب عذر یا ان جیسے دیگر معذورین کو جہاد سے مستثنیٰ کر دیا گیا ان کے علاوہ جو بیماریاں ہیں وہ عارضی عذر ہیں.

ۃ۔۱۸ لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ فَاَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ عَلَیۡہِمۡ وَ اَثَابَہُمۡ فَتۡحًا قَرِیۡبًا ہ

یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا(۱) اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنائت فرمائی.

۱۸۔۱ یعنی ان کے دلوں میں جو صدق وصفا کے جذبات تھے، اللہ ان سے بھی واقف ہے. اس سے ان دشمنان صحابہ اکرامؓ کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ ان کا ایمان ظاہری تھا، دل سے وہ منافق تھے.

ۃ۔۱۹ وَّ مَغَانِمَ کَثِیۡرَۃً یَّاۡخُذُوۡنَہَا ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَزِیۡزًا حَکِیۡمًا ہ

اور بہت سی غنیمتیں جنہیں وہ حاصل کریں گے اور اللہ غالب حکمت والا ہے.

ۃ۔۲۰ وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیۡرَۃً تَاۡخُذُوۡنَہَا فَعَجَّلَ لَکُمۡ ہٰذِہٖ وَ کَفَّ اَیۡدِیَ النَّاسِ عَنۡکُمۡ ۚ وَ لِتَکُوۡنَ اٰیَۃً لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ یَہۡدِیَکُمۡ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ہ

اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت ساری غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے(۱) جنہیں تم حاصل کرو گے پس یہ تمہیں جلدی ہی عطا فرمادی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے تاکہ مومنوں کے لئے یہ ایک نشانی ہو جائے، تاکہ وہ تمہیں سیدھ راہ چلائے(۲).

۲۰۔۱ یہ دیگر فتوحات کے نتیجے میں حاصل ہونے والی غنیمتوں کی خوشخبری ہے جو قیامت تک مسلمانوں کو حاصل ہونے والی ہیں.

۲-۲۰ یعنی ہدایت پر استقامت عطا فرمائے یا اس نشانی سے تمہیں ہدایت میں اور زیادہ کرے.

ۃ-۲۱ وَّ اُخۡرٰی لَمۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَیۡهَا قَدۡ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرًا ہ

اور تمہیں اور (غنیمتیں) بھی دے جن پر اب تک تم نے قابو نہیں پایا اللہ تعالیٰ نے انہیں قابو کر رکھا ہے (۱) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے.

۱-۲۱ یہ بعد میں ہونے والی فتوحات اور ان سے حاصل ہونے والی غنیمت کی طرف اشارہ ہے.

ۃ-۲۲ وَلَوۡ قٰتَلَکُمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوَلَّوُا الۡاَدۡبَارَ ثُمَّ لَا یَجِدُوۡنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا ہ

اگر تم سے کافروں سے جنگ کرتے تو یقیناً پیٹھ دکھا کر بھاگتے پھر نہ تو کوئی کارساز پاتے نہ مددگار (۱).

۱-۲۲ یہ حدیبیہ میں متوقع جنگ کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ اگر یہ قریش مکہ صلح نہ کرتے بلکہ جنگ کا راستہ اختیار کرتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوتے ،کوئی ان کا مددگار نہ ہوتا.

ۃ-۲۳ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیۡ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلُ وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبۡدِیۡلًا ہ

اللہ کے اس قاعدے کے مطابق جو پہلے چلا آیا ہے تو کبھی بھی اللہ کے قاعدے کو بدلتا ہوا نہ پائے گا (۱)

۱-۲۳ یعنی اللہ کی یہ سنت اور عادت پہلے سے چلی آ رہی ہے کہ جب کفر و ایمان کے درمیان فیصلہ کن معرکہ آرائی کا مرحلہ آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی مدد فرما کر حق کو سربلندی عطا کرتا ہے، جیسے اس سنت اللہ کے مطابق بدر میں تمہاری مدد کی گئی.

ۃ-۲۴ وَهُوَ الَّذِیۡ کَفَّ اَیۡدِیَهُمۡ عَنۡکُمۡ وَاَیۡدِیَکُمۡ عَنۡهُمۡ بِبَطۡنِ مَکَّةَ مِنۡۢ بَعۡدِ اَنۡ اَظۡفَرَکُمۡ عَلَیۡهِمۡ ؕ وَکَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرًا ہ

وہی ہے جس نے خاص مکہ میں کافروں کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک لیا اس کے بعد کہ اس نے تمہیں ان پر غلبہ (۱) دیا تھا اور تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے.

۱-۲۴ جب نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ حدیبیہ میں تھے تو کافروں نے ۸۰ آدمی، جو ہتھیاروں

سے لیس تھے، اس نیت سے بھیجے کہ اگر ان کو موقع مل جائے تو دھوکے سے نبی ﷺ اور صحابہ اکرامؓ کے خلاف کاروائی کریں چنانچہ یہ مسلح جتھہ جبل تغیم کی طرف سے حدیبیہ میں آیا جس کا علم مسلمانوں کو بھی ہو گیا اور انہوں نے ہمت کر کے تمام آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا. ان کا جرم شدید تھا اور ان کو جو بھی سزا دی جاتی، صحیح ہوتی. لیکن اس میں خطرہ یہی تھا پھر جنگ ناگزیر ہو جاتی. جب کہ نبی ﷺ اس موقعے پر جنگ کی بجائے صلح چاہتے تھے کیونکہ اس میں مسلمانوں کا مفاد تھا. چنانچہ آپ ﷺ نے ان سب کو معاف کر کے چھوڑ دیا (صحیح مسلم).

ۃ۔۲۵ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْىَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِىْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے لئے موقوف جانور کو اس کی قربان گاہ میں پہنچنے سے روکا اور اگر ایسے بہت سے مسلمان مرد اور (بہت سی) مسلمان عورتیں نہ ہوتیں جن کی تم کو خبر نہ تھی (۱) یعنی ان کے پس جانے کا احتمال نہ ہوتا جس پر ان کی وجہ سے تم کو بھی بے خبری میں ضرر پہنچتا (تو تمہیں لڑنے کی اجازت دی جاتی (۲) لیکن ایسا نہیں کیا) تا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں جس کو چاہے داخل کرے اور اگر یہ الگ الگ ہوتے تو ان میں جو کافر تھے ہم ان کو دردناک سزا دیتے.

۲۵۔۱ یعنی مکہ میں اپنا ایمان چھپائے رہ رہے تھے.

۲۵۔۲ بلکہ اہل مکہ کو مہلت دے دی گئی تا کہ جس کو اللہ چاہے قبول اسلام کی توفیق دے دے.

ۃ۔۲٦ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ

سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْ مِنِيْنَ وَ اَلْزَ مَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَا نُوْٓا اَ حَقَّ بِهَا وَ
اَ هْلَهَا ؕ وَ كَا نَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمًا ۝ ع رکوع ۳

جب کہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں غیرت کو جگہ دی اور غیرت بھی جاہلیت کی، سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور مومنین پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقوے کی بات پر جمائے رکھا (۱) اور وہ اس کے اہل اور زیادہ مستحق تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

۲٦۔۱ اس سے مراد کلمۂ توحید و رسالت **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ہے، جس سے حدیبیہ والے دن مشرکین نے طواف و عمرہ کرتے ہوئے دکھایا گیا. نبی کا خواب بھی بمنزلۂ وحی ہی ہوتا ہے. تاہم اس خواب میں یہ تعین نہیں تھی کہ یہ اسی سال ہوگا، لیکن نبی ﷺ اور مسلمان، اس بشارت عظیمہ سمجھتے ہوئے، عمرے کے لئے فوراً ہی امادہ ہو گئے اور اس کے لئے عام منادی کرا دی گئی اور چل پڑے. بالآخر حدیبیہ میں وہ صلح ہوئی، جس کی تفصیل ابھی گزری، دراں حالیکہ اللہ کے علم میں اس خواب کی تعبیر آئندہ سال تھی، جیسا کہ آئندہ سال مسلمانوں نے نہایت امن کے ساتھ یہ عمرہ کیا اور اللہ نے اپنے پیغمبر کے خواب کو سچا کر دکھایا.

۲۷۔ة لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ
اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ
مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو خواب سچا دکھایا کہ انشاءاللہ تم یقیناً پورے امن و امان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو گے سر منڈواتے ہوئے (چین کے ساتھ) نڈر ہو کر، وہ ان امور کو جانتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے (۱) پس اس نے اس سے پہلے ایک نزدیک کی فتح تمہیں میسر کی (۲).

۲۷۔۱ یعنی اگر حدیبیہ کے مقام پر صلح نہ ہوتی تو جنگ سے مکے میں مقیم کمزور مسلمانوں کو نقصان پہنچتا

صلح کے ان فوائد کو اللہ ہی جانتا تھا.

۲۷۔۲ اس سے فتح خیبر و فتح مکہ کے علاوہ، صلح کے نتیجے میں جو بہ کثرت مسلمان ہوئے وہ بھی مراد ہے، کیونکہ وہ بھی فتح کی ایک عظیم قسم ہے. صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمان ڈیڑھ ہزار تھے، اس کے دو سال بعد جب مسلمان مکے میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے تو ان کی تعداد دس ہزار تھی.

۲۸۔ق هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًا ؕ۲۸

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے ہر دین پر غالب کرے، اور اللہ تعالیٰ کافی ہے گواہی دینے والا.

۲۹۔ق مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَهُمۡ تَرٰهُمۡ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضۡوَانًا ۫ سِیۡمَاهُمۡ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ ؕ ذٰلِکَ مَثَلُهُمۡ فِی التَّوۡرٰىةِ ۚۖۛ وَ مَثَلُهُمۡ فِی الۡاِنۡجِیۡلِ ۚ۟ۛ کَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسۡتَغۡلَظَ فَاسۡتَوٰی عَلٰی سُوۡقِهٖ یُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیۡظَ بِهِمُ الۡکُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنۡهُمۡ مَّغۡفِرَةً وَّ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ۲۹ ع رکوع ۴

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے مثل اس کھیتی کے جس نے انکھوا نکالا (۱) پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا (۲) تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے (۳)

۲۹۔۱ شَطْاَءٗ سے پودے کا پہلا ظہور ہے جو دانہ پھاڑ کر اللہ کی قدرت سے باہر نکلتا ہے۔

۲۹۔۲ یہ صحابہ کرامؓ کی مثال بیان فرمائی گئی ہے۔ابتدا میں وہ قلیل تھے، پھر زیادہ اور مضبوط ہو گئے، جیسے کھیتی ابتدا میں کمزور ہوتی ہے، پھر دن بدن قوی ہوتی جاتی ہے حتٰی کہ مضبوط تنے پر وہ قائم ہو جاتی ہے۔

۲۹۔۳ اس پوری آیت کا ایک ایک جز صحاب کرامؓ کی عظمت وفضیلت، اخروی مغفرت اور اجر عظیم کو واضح کر رہا ہے، اس کے بعد بھی صحاب کرامؓ کے ایمان میں شک کرنے والا مسلمان ہونے کا دعوٰی کرے تو اسے کیوں کر دعوائے مسلمانی میں سچا سمجھا جا سکتا ہے۔

سُوْرَۃُ الْحُجُرٰتِ ٤٩ یہ سورت مدنی ہے اس میں (١٨) آیات اور (٢) رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالٰی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ۃ۔١ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

اے ایمان والے لوگو! اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھو(۱) اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو یقیناً اللہ تعالٰی سننے والا، جاننے والا ہے۔

۱۔۱ اس کا مطلب ہے کہ دین کے معاملے میں اپنے طور پر کوئی فیصلہ نہ کرو نہ اپنی سمجھ اور رائے کو ترجیح دو، بلکہ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔اپنی طرف سے دین میں اضافہ یا بدعات کی ایجاد، اللہ اور رسول ﷺ سے آگے بڑھنے کی ناپاک جسارت ہے جو کسی بھی صاحب ایمان کے لائق نہیں۔اسی طرح کوئی فتوٰی قرآن وحدیث میں غور وفکر کے بغیر نہ دیا جائے۔مومن کی شان تو اللہ و رسول ﷺ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا ہے نہ کہ ان کے مقابلے میں اپنی بات پر یا کسی امام کی رائے پر اڑے رہنا۔

ق۔٢ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِىِّ وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ۝

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

ق۔٣ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُولٰۤئِكَ الَّذِيۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ لِلتَّقۡوٰى ؕ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ۝

بیشک جولوگ رسول اللہ (ﷺ) کے حضور میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے جانچ لیا ہے۔ ان کے لئے مغفرت اور بڑا ثواب ہے(١)۔

٣۔١ اس میں ان لوگوں کی تعریف ہے جو رسول اللہ ﷺ کی عظمت وجلالت کا خیال رکھتے ہوئے اپنی آوازیں پست رکھتے تھے۔

ق۔٤ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُنَادُوۡنَكَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ ۝

جولوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں اکثر (بالکل) بے عقل ہیں(١)۔

٤۔١ یہ آیت قبیلہ بنو تمیم کے بعض اعرابیوں (گنوار قسم کے لوگوں) کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے ایک روز دوپہر کے وقت، جوکہ نبی ﷺ کے قیلولے کا وقت تھا، حجرے سے باہر کھڑے ہو کر عامیانہ انداز میں یا محمد یا محمد کی آوازیں لگائیں تاکہ آپ ﷺ باہر تشریف لے آئیں (مسند احمد ٨٤۔٣١٨) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کی اکثریت بے عقل ہے، آپ ﷺ کے اداب واحترام کے تقاضوں کا خیال نہ رکھنا، بے عقلی ہے۔

ق۔٥ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰى تَخۡرُجَ اِلَيۡهِمۡ لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝

اگر یہ لوگ یہاں تک صبر کرتے کہ آپ خود سے نکل کر ان کے پاس آ جاتے تو یہی ان کے لئے بہتر ہوتا(ا) اور اللہ غفور و رحیم ہے۔

۵۔ا یعنی آپ ﷺ کے نکلنے کا انتظار کرتے اور آپ ﷺ کو آواز دینے میں جلدی نہ کرتے تو دین اور دنیا دونوں لحاظ سے بہتر ہوتا۔

ۃ۔۶ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ہ

اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو پھر اپنے لئے پریشانی اٹھاؤ۔

ۃ۔۷ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ہ

اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں اگر وہ تمہارا کہا کرتے رہے بہت امور میں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے دلوں میں زینت دے رکھی ہے اور کفر کو اور گناہ کو اور نافرمانی کو تمہاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنا دیا ہے، یہی لوگ راہ یافتہ ہیں۔

ۃ۔۸ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ہ

اللہ کے احسان و انعام سے(ا) اور اللہ دانا اور باحکمت ہے۔

۸۔ا یہ آیت بھی صحابہ کرامؓ کی فضیلت، ان کے ایمان اور ان کے رشد و ہدایت پر ہونے کی واضح دلیل ہے۔

ۃ۔۹ وَاِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا

عَلَی الْاُ خْرٰی فَقَا تِلُو ا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ فَاِنْ فَآ ءَتْ فَاَ صْلِحُوْ ا
بَیْنَھُمَا بِالْعَدْ لِ وَاَ قْسِطُوْا ط اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ہ

اوراگرمسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرادیا کرو(ا) پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو. یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرادو اور عدل کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے.

۹۔ا اور اس صلح کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں قرآن وحدیث کی طرف بلایا جائے یعنی ان کی روشنی میں ان کے اختلاف کا حل تلاش کیا جائے.

الثلثۃ
رکوع

ۃ۔۱۰ اِ نَّمَا الْمُؤْ مِنُوْ نَ اِ خْوَۃٌ فَاَ صْلِحُوْ ا بَیْنَ اَخَوَ یْکُمْ وَ اتَّقُو االلّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْ حَمُوْ نَ ہ ع

(یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (ا)

۱۰۔ا اور ہر معاملے میں اللہ سے ڈرو، شاید اس کی وجہ سے تم اللہ کی رحمت کے مستحق قرار پاجاؤ. ورنہ اللہ کی رحمت تو اہل ایمان وتقوی کے لئے یقینی ہے.

ۃ۔۱۱ یٰٓاَ یُّھَا الَّذِ یْنَ اٰ مَنُوْ ا لَا یَسْخَرْ قَوْ مٌ مِّنْ قَوْ مٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْ نُوْ ا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَ لَا نِسَآ
ءٌ مِّنْ نِّسَآ ءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ وَ لَا تَلْمِزُ وْٓ ا اَنْفُسَکُمْ وَ لَا تَنَا بَزُ وْ ابِا لْاَ لْقَا بِ ط
بِئْسَ الِا سْمُ الْفُسُوْ قُ بَعْدَ الْاِیْمَا نِ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُ و لٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْ نَ ہ

اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہو اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ (ا) اور نہ کسی کو برے لقب دو ایمان کے بعد فسق برا نام ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں.

۱۱۔۱ یعنی ایک دوسرے پر طعنہ زنی مت کرو،، مثلاً تو فلاں کا بیٹا ہے، تیری ماں ایسی ویسی ہے، تو فلاں خاندان کا ہے نا وغیرہ.

۱۲۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ o

اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم کسی کی غیبت کرو(۱) کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی (۲) اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے.

۱۲۔۱ غیبت کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے لوگوں کے سامنے کسی کی برائیوں اور کتاہیوں کا ذکر کیا جائے جسے وہ برا سمجھے اور اگر اس کی طرف ایسی باتیں منسوب کی جائیں جو اس کے اندر موجود ہی نہیں ہیں تو وہ بہتان ہے. اپنی اپنی جگہ دونوں ہی بڑے جرم ہیں.

۱۲۔۲ یعنی کسی مسلمان بھائی کی کسی کے سامنے برائی بیان کرنا ایسے ہی ہے جیسے مردار بھائی کا گوشت کھانا تو پسند نہیں کرتا لیکن غیبت لوگوں کی نہایت مرغوب غذا ہے.

۱۳۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ o

اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے قبیلے بنا دیئے ہیں، اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے.

ق۔۱۴ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے. آپ کہہ دیجئے کہ درحقیقت تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے حالانکہ ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا تم اگر اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنے لگو گے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہ کرے گا. بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے.

ق۔۱۵ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر (پکا) ایمان لائیں پھر شک و شبہ نہ کریں اور اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہیں یہی سچے اور راست گو ہیں (۱)

۱۵۔۱ نہ کہ وہ جو صرف زبان سے اسلام کا اظہار کر دیتے ہیں اور مذکورہ اعمال کا سرے سے کوئی اہتمام ہی نہیں کرتے.

ق۔۱٦ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

کہہ دیجئے! کہ کیا تم اللہ تعالٰی کو اپنی دینداری سے آگاہ کر رہے ہو (۱) اللہ ہر چیز سے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے بخوبی آگاہ ہے اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے (۲).

۱٦۔۱ تعلیم، یہاں علم اور اخبار کے معنی میں ہے یعنی آمَنَّا کہہ کر تم اللہ کو اپنے دین و ایمان سے آگاہ کر رہے ہو؟ یا اپنے دلوں کی کیفیت اللہ کو بتلا رہے ہو.

۱٦۔۲ تو کیا تمہارے دلوں کی کیفیت پر یا تمہارے ایمان کی حقیقت سے وہ آگاہ نہیں.

ۃ۔۱۷ **يَمُنُّوْ نَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْ ا ط قُلْ لَا تَمُنُّوْ ا عَلَىَّ اِ سْلَا مَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ وعَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰ كُمْ لِلْاِ يْمَا نِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِ قِيْنَ ہ**

اپنے مسلمان ہونے کا آپ پر احسان جتاتے ہیں. آپ کہہ دیجئے کہ اپنے مسلمان ہونے کا احسان مجھ پر نہ رکھو، بلکہ دراصل اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی اگر تم راست گو ہو (۱)

۱۔۱۷ یہی اعراب نبی ﷺ کو کہتے کہ دیکھو ہم مسلمان ہوگئے اور آپ ﷺ کی مدد کی، جبکہ دوسرے عرب آپ ﷺ سے برسر پیکار ہیں. اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرماتے ہوئے فرمایا، تم اللہ پر اسلام لانے کا احسان مت جتلاؤ اس لئے کہ اگر تم اخلاص سے مسلمان ہوئے ہو تو اس کا فائدہ تمہیں ہوگا، نہ کہ اللہ کو. اس لئے یہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں قبول اسلام کی توفیق دی نہ کہ تمہارا احسان اللہ پر ہے.

رکوع ۲ **ۃ۔۱۸** **اِ نَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰ تِ وَ الْاَ رْضِ ط وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌ م بِمَا تَعْمَلُوْ نَ ہ ع**

یقین مانو کہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں اللہ خوب جانتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اسے اللہ خوب دیکھ رہا ہے.

سُوْ رَ ةُ قٓ ۵۰ یہ سورت مکی ہے اس میں (۴۵) آیات اور (۳) رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّ حْمٰنِ الرَّ حِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ۃ۔۱ **قٓ وَالْقُرْ اٰنِ الْمَجِيْدِ ہ**

ق! بہت بڑی شان والے اس قرآن کی قسم ہے (۱)

۱۔۱ اس کا جواب قسم محذوف ہے لَتُبْعَثُنَّ (تم ضرور قیامت والے دن اٹھائے جاؤ گے) بعض کہتے

ہیں اس کا جواب مابعد کا مضمون کلام ہے جس میں نبوت اور معاد کا اثبات ہے(فتح القدیر و ابن کثیر)

ق۔۲ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ہ

بلکہ انہیں تعجب معلوم ہوا کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک اگاہ کرنے والا آیا تو کافروں نے کہا کہ یہ ایک عجیب چیز ہے(۱)

۲۔۱ حالانکہ اس میں کوئی تعجب والی بات نہیں ہے، ہر نبی اسی قوم کا ایک فرد ہوتا تھا جس میں اسے مبعوث کیا جاتا تھا.اسی حساب سے قریش مکہ کو ڈرانے کے لئے قریش ہی میں سے ایک شخص کو نبوت کے لئے چن لیا گیا.

ق۔۳ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ ہ

کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے.پھر یہ واپسی دور (از عقل) ہے(۱)

۳۔۱ حالانکہ عقلی طور پر اس میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہے.آگے اس کی کچھ وضاحت ہے

ق۔۴ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ ہ

زمین جو کچھ ان میں سے گھٹاتی ہے وہ ہمیں معلوم ہے اور ہمارے پاس سب یاد رکھنے والی کتاب ہے(۱).

۴۔۱ یعنی زمین انسان کے گوشت، ہڈی اور بال وغیرہ بوسیدہ کر کے کھا جاتی ہے یعنی اسے ریزہ ریزہ کر دیتی ہے وہ نہ صرف ہمارے علم میں ہے بلکہ لوح محفوظ میں بھی درج ہے اس لئے ان تمام اجزا کو جمع کر کے انہیں دوبارہ زندہ کر دینا ہمارے لئے قطعاً مشکل امر نہیں ہے.

ق۔۵ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِیْٓ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ ہ

بلکہ انہوں نے سچی بات کو جھوٹ کہا جبکہ وہ ان کے پاس پہنچ چکی پس وہ الجھاؤ میں پڑ گئے ہیں(۱).

۵۔۱ یعنی ایسا معاملہ جوان پر مشتبہ ہو گیا ہے،جس سے وہ ایک الجھاؤ میں پڑ گئے ہیں، کبھی اسے جادوگر کہتے ہیں،کبھی شاعر اور کبھی غیب کی خبریں بتانے والا.

ق-٦ اَ فَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ زَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ہ

کیا انہوں نے آسمان کو اپنے اوپر نہیں دیکھا؟ کہ ہم نے اسے کس طرح بنایا(۱) ہے اور زینت دی (۲) ہے کوئی شگاف نہیں.

٦-١ یعنی بغیر ستون کے، جن کا اسے کوئی سہارا ہو.

٦-٢ یعنی ستاروں سے مزین کیا.

ق-٧ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ہ

اور زمین کو ہم نے بچھا دیا ہے اور اس میں ہم نے پہاڑ ڈال دیئے ہیں اور اس میں ہم نے قسم قسم کی خوشنما چیزیں اگا دیں ہیں (۱)

٧-١ یعنی ہر قسم کی نباتات اور اشیا کو جوڑا جوڑا (نر مادہ) بنایا ہے

ق-٨ تَبْصِرَةً وَّ ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ہ

تا کہ ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے بینائی اور دانائی کا ذریعہ ہو.

٨-١ یعنی آسمان و زمین کی تخلیق اور دیگر اشیا کا مشاہدہ اور ان کی معرفت ہر اس شخص کے لئے بصیرت و دانائی اور عبرت و نصیحت کا باعث ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہے.

ق-٩ وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِيْدِ ہ

اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی برسایا اور اس سے باغات اور کٹنے والے کھیت کے غلے پیدا کئے.

ق-١٠ وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ہ

اور کھجوروں کے بلند و بالا درخت جن کے خوشے تہ بہ تہ ہیں.

ق-١١ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَ اَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ط كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ہ

بندوں کی روزی کے لئے اور ہم نے پانی سے مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح (قبروں سے) نکلنا (۱)

۱۱۔۱ یعنی جس طرح بارش سے مردہ زمین کو شاداب کر دیتے ہیں، اسی طرح قیامت والے دن ہم قبروں سے انسانوں کو زندہ کر کے نکال لیں گے۔

ۃ۔۱۲ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ ہ

ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور رس والوں (۱) نے اور ثمود نے۔

۱۲۔۱ (تفصیل کے لئے دیکھئے ابن کثیر و فتح القدیر، سورۂ الفرقان آیت۔ ۳۸)

ۃ۔۱۳ وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ اِخْوَانُ لُوْطٍ ہ

اور عاد نے اور فرعون نے اور برادران لوط نے۔

ۃ۔۱۴ وَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ ط كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ہ

اور ایکہ (۱) والوں نے اور تبع کی قوم (۲) نے بھی تکذیب کی تھی. سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا پس میرا وعدۂ عذاب ان پر صادق آ گیا۔

۱۴۔۱ اَصْحَابُ الْاَيْكَةِ کے لئے دیکھئے سورۃ الشعراء آیت ۱۷۶ کا حاشیہ۔

۱۴۔۲ قَوْمُ تُبَّعٍ کے لئے دیکھئے سورۃ الدخان، آیت ۳۷ کا حاشیہ۔

ۃ۔۱۵ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ط بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ہ ع رکوع

کیا ہم پہلی بار پیدا کرنے سے تھک گئے؟ بلکہ یہ لوگ نئی پیدائش کی طرف سے شک میں ہیں (۱)

۱۵۔۱ یعنی یہ اللہ کی قدرت ہے کہ منکر نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ انہیں قیامت کے وقوع اور اس میں دوبارہ زندگی کے بارے میں ہی شک ہے۔

ۃ۔۱۶ وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ہ

ہم نے انسان کو پیدا کیا اور اس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں ان سے ہم واقف ہیں اور ہم اس

کی رگ جان سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں (ا)

۱۶۔ا ہم انسان کے بالکل بلکہ اتنے قریب ہیں کہ اس کے نفس کی باتوں کو بھی جانتے ہیں. امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ نَحْنُ سے مراد فرشتے ہیں. یعنی ہمارے فرشتے انسان کی رگ جان سے بھی قریب ہیں. کیونکہ انسان کے دائیں بائیں دو فرشتے ہر وقت موجود رہتے ہیں، وہ انسان کی ہر بات اور عمل کو نوٹ کرتے ہیں. اور بعض کے نزدیک رات اور دن کے فرشتے مراد ہیں. رات کے دو فرشتے الگ اور دن کے دو فرشتے الگ (فتح القدیر)

ق۔۱۷ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ہ

جس وقت دو لینے والے جا لیتے ہیں ایک دائیں طرف اور ایک بائیں طرف بیٹھا ہوا ہے.

ق۔۱۸ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ہ

(انسان) منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر اس کے پاس نگہبان تیار ہے (ا).

۱۸۔ا رَقِيْبٌ محافظ، نگران اور انسان کے قول اور عمل کا انتظار کرنے والا عَتِيْدٌ حاضر اور تیار.

ق۔۱۹ وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ہ

اور موت کی بے ہوشی حق لے کر پہنچی یہی ہے جس سے تو بدکتا پھرتا تھا (ا)

۱۹۔ا تَحِيْدُ ، تَمِيْلُ عَنْهُ وَ تَفِرُّ تو اس موت سے بدکتا اور بھاگتا تھا.

ق۔۲۰ وَ نُفِخَ فِى الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ہ

اور صور پھونک دیا جائے گا. وعدۂ عذاب کا دن یہی ہے.

ق۔۲۱ وَ جَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ ہ

اور ہر شخص اس طرح آئے گا کہ اس کے ساتھ ایک لانے والا ہوگا اور ایک گواہی دینے والا (ا)

۲۱۔ا سَآئِقٌ (ہانکنے والا) اور شَهِيْدٌ (گواہ) کے بارے میں اختلاف ہے. امام طبری کے

نزدیک دو فرشتے ہیں۔ایک انسان کومحشر تک ہانک کرلانے والا اوردوسرا گواہی دینے والا.

ق۔۲۲ لَقَدْ كُنْتَ فِىْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ہ

یقیناًتواس سےغفلت میں تھالیکن ہم نے تیرےسامنے سے پردہ ہٹادیا پس آج تیری نگاہ بہت تیز ہے.

ق۔۲۳ وَ قَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَیَّ عَتِيْدٌ ہ ط

اس کا ہم نشین (فرشتہ) کہے گا یہ حاضر ہے جوکہ میرے پاس تھا(ا).

۲۳۔ا یعنی فرشتہ انسان کاساراریکارڈ سامنے رکھدے گا اورکہے گا کہ یہ تیری فردعمل ہےکوجومیرے پاس تھی.

ق۔۲۴ اَلْقِيَا فِىْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ہ

ڈال دوجہنم میں ہرکافرسرکش کو.

ق۔۲۵ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ہ

جونیک کام سے روکنے والا حد سے گزرجانے والااورشک کرنے والا تھا.

ق۔۲۶ الَّذِىْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِى الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ہ

جس نے اللہ کےساتھ دوسرامعبود بنالیاتھا پس اسے سخت عذاب میں ڈال دو.

ق۔۲۷ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَ لٰكِنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ہ

اس کا ہم نشین (شیطان) کہے گا اے ہمارے رب! میں نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ خود ہی دوردراز
کی گمراہی میں تھا(ا)

۲۷۔ا اس لئے اس نے فوراًمیری بات مان لی،اگر یہ تیرامخلص بندہ ہوتا تو میرے بہکاوے میں ہی نہ آتا.

ق۔۲۸ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَ قَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ہ

حق تعالٰی فرمائے گابس میرے سامنے جھگڑے کی بات مت کرومیں توپہلے ہی تمہاری طرف وعید (وعدۂ
عذاب) بھیج چکا تھا(ا).

۲۸۔ا یعنی اللہ تعالیٰ کافروں اوران کے ہم نشین شیطانوں کو کہے گا کہ یہاں موقف حساب یا عدالت انصاف میں لڑنے جھگڑنے کی ضرورت نہیں نہ اس کا کوئی فائدہ ہی ہے، میں نے پہلے ہی رسولوں اور کتابوں کے ذریعے سے وعیدوں سے تم کو آگاہ کردیا تھا.

ق۔۲۹ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ہ ع

میرے ہاں بات بدلتی نہیں (ا) نہ میں اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا ہوں.

۲۹۔ا یعنی جو وعدے میں نے کئے تھے ،ان کے خلاف نہیں ہوگا بلکہ ہر صورت میں پورے ہونگے اوراسی اصول کے مطابق تمہارے لئے عذاب کا فیصلہ میری طرف سے ہوا ہے جس میں تبدیلی نہیں ہوسکتی.

ق۔۳۰ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ہ

جس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے کیا تو بھر چکی؟ وہ جواب دے گی کیا کچھ اور زیادہ بھی ہے؟ (ا).

۳۰۔ا اللہ تعالیٰ کافر جن وانس کو جہنم میں ڈال دے گا، تو جہنم سے پوچھے گا کہ تو بھر گئی ہے یا نہیں؟ وہ جواب دے گی، کیا کچھ اور بھی ہے؟ یعنی اگرچہ بھر گئی ہوں لیکن یا اللہ تیرے دشمنوں کے لئے میرے دامن اب بھی گنجائش ہے.

ق۔۳۱ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ہ

اور جنت پرہیزگاروں کے لئے بالکل قریب کردی جائے گی ذرہ بھی دور نہ ہوگی.

ق۔۳۲ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ہ

یہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر اس شخص کے لئے جو رجوع کرنے والا اور پابندی کرنے والا ہو (ا)

۳۲۔ا یعنی اہل ایمان جب جنت کا اوراس کی نعمتوں کا قریب سے مشاہدہ کریں گے تو کہا جائے گا کہ یہی وہ جنت ہے جس کا وعدہ ہر اداب اور حفیظ سے کیا گیا تھا. اداب، بہت رجوع کرنے والا یعنی اللہ کی طرف کثرت سے توبہ استغفار اور تسبیح و ذکر الٰہی کرنے والا خلوت میں اپنے گناہوں کو یاد کرکے

ان سے توبہ کرنے والا، یا اللہ کے حقوق اور اس کی نعمتوں کو یاد رکھنے والا یا اللہ کے اوامر نواہی کو یاد رکھنے والا (فتح القدیر)

ق۔۳۳ مَنۡ خَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ وَجَآءَ بِقَلۡبٍ مُّنِیۡبِ ۝

جو رحمان کا غائبانہ خوف رکھتا ہو اور توجہ والا دل لایا ہو(۱)

۳۳۔۱ مُنِیۡبِ ، اللہ کی طرف رجوع کرنے والا اور اس کا اطاعت گزار دل۔ یا بمعنی سَلِیۡمٍ، شرک و مصیت کی نجاستوں سے پاک دل۔

ق۔۳۴ ادۡخُلُوۡهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ یَوۡمُ الۡخُلُوۡدِ ۝

تم اس جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے۔

ق۔۳۵ لَهُمۡ مَّا یَشَآءُوۡنَ فِیۡهَا وَلَدَیۡنَا مَزِیۡدٌ ۝

یہ وہاں جو چاہیں انہیں ملے گا (بلکہ) ہمارے پاس اور بھی زیادہ ہے۔

۳۵۔۱ اس سے مراد رب تعالیٰ کا دیدار ہے جو اہل جنت کو نصیب ہوگا۔

ق۔۳۶ وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ هُمۡ اَشَدُّ مِنۡهُمۡ بَطۡشًا فَنَقَّبُوۡا فِی الۡبِلَادِ ؕ هَلۡ مِنۡ مَّحِیۡصٍ ۝

اور اس سے پہلے بھی ہم بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان سے طاقت میں زیادہ تھیں وہ شہروں میں ڈھونڈتے ہی(۱) رہ گئے، کہ کوئی بھاگنے کا ٹھکانا ہے۔

۳۶۔۱ ﴿ فَنَقَّبُوۡا فِی الۡبِلَادِ ﴾ (شہروں میں چلے پھرے) کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اہل مکہ سے زیادہ تجارت و کاروبار کے لئے مختلف شہروں میں پھرتے تھے۔ لیکن ہمارا عذاب آیا تو انہیں کہیں پناہ اور راہ فرار نہ ملی۔

ق۔۳۷ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَذِكۡرٰی لِمَنۡ كَانَ لَهٗ قَلۡبٌ اَوۡ اَلۡقَی السَّمۡعَ وَهُوَ شَهِیۡدٌ ۝

اس میں ہر صاحب دل کے لئے عبرت ہے اور اس کے لئے جو دل(۱) متوجہ ہو کر کان لگائے (۲)

اور وہ حاضر ہو (۳)

۳۷۔۱ یعنی دل بیدار، جو غور وفکر کر کے حقائق کا ادراک کر لے.

۳۷۔۲ یعنی توجہ سے وہ وحی الٰہی سنے جس میں گذشتہ امتوں کے واقعات بیان کئے گئے ہیں.

۳۷۔۳ یعنی قلب اور دماغ کے لحاظ سے حاضر ہو. اس لئے کہ جو بات ہی کو نہ سمجھے، وہ موجود ہوتے ہوئے بھی ایسے ہے جیسے نہیں.

ق۔۳۸ **وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ہ**

یقیناً ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب کو (صرف) چھ دن میں پیدا کر دیا اور ہمیں تکان نے چھوا تک نہیں.

ق۔۳۹ **فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ہ**

پس یہ جو کچھ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کریں اور اپنے رب کی تسبیح تعریف کے ساتھ بیان کریں سورج نکلنے سے پہلے بھی اور سورج غروب ہونے سے پہلے بھی (۱)

۳۹۔۱ یعنی صبح وشام اللہ کی تسبیح بیان کرو یا عصر اور فجر کی نماز پڑھنے کی تاکید ہے.

ق۔۴۰ **وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ہ**

اور رات کے کسی وقت بھی تسبیح کریں (۱) اور نماز کے بعد بھی (۲)

۴۰۔۱ یعنی رات کے کچھ حصے میں بھی اللہ کی تسبیح کریں یا رات کی نماز (تہجد) پڑھیں جیسے دوسرے مقام پر فرمایا '' رات کو اٹھ کر نماز پڑھیں جو آپ کے لئے مزید ثواب کا باعث ہے.

۴۰۔۲ یعنی اللہ کی تسبیح کریں بعض نے اس سے تسبیحات مراد لی ہے، جن کے پڑھنے کی تاکید نبی ﷺ نے فرض نمازوں کے بعد فرمائی ہے مثلاً ۳۳ مرتبہ **سُبْحَانَ اللّٰهِ** ۳۳ مرتبہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** اور ۳۴ مرتبہ **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** وغیرہ

ق-۴۱ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ٥

اورسن رکھیں (۱) کہ جس دن ایک پکارنے والاقریب ہی جگہ سے پکارے گا (۲)

۴۱-۱ یعنی قیامت کے جواحوال وحی کے ذریعے سے بیان کئے جارہے ہیں، انہیں توجہ سے سنیں.

۴۱-۲ اس سے بعض نے صخرۂ بیت المقدس مرادلیا ہے، کہتے ہیں یہ آسمان کے قریب ترین جگہ ہے اوربعض کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ ہرشخص یہ آوازیں اس طرح سنے گا جیسے اس کے قریب سے ہی آواز آرہی ہے (فتح القدیر)

ق-۴۲ يَّوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ط ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ٥

جس روز اس تندتیز چیخ کو یقین کے ساتھ سن لیں گے یہ دن ہوگا نکلنے کا (۱)

۴۲-۱ یعنی یہ چیخ یعنی نفخہ قیامت یقیناً ہوگا جس میں یہ دنیا میں شک کرتے تھے. اوریہی دن قبروں سے زندہ ہوکر نکلنے کا ہوگا.

ق-۴۳ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ وَ نُمِيتُ وَ اِلَيْنَا الْمَصِيرُ ٥

ہم ہی جلاتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں (۱) اور ہماری ہی طرف لوٹ کرآنا ہے.

۴۳-۱ یعنی دنیا میں موت سے ہمکنار کرنا اورآخرت میں زندہ کردینا، یہ ہمارا ہی کام ہے، اس میں کوئی ہمارا شریک نہیں ہے.

ق-۴۴ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ط ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ٥

جس دن زمین پھٹ جائے گی اور یہ دوڑتے ہوئے (۱) (نکل پڑیں گے) یہ جمع کر لینا ہم پر بہت ہی آسان ہے.

۴۴۔۱ یعنی اس آواز دینے والے کی طرف دوڑیں گے، جس نے آواز دی ہوگی، نبی ﷺ نے فرمایا، جب زمین پھٹے گی تو سب سے پہلے زندہ ہو کر نکلنے والا میں ہوں گا.

۴۵۔ۃ نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا يَقُوۡلُوۡنَ وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مَنۡ يَّخَافُ
رکوع ۲ وَعِيۡدِ ۵ ع

یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں ہم بخوبی جانتے ہیں اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں (۱) تو آپ قرآن کے ذریعے انہیں سمجھاتے رہیں جو میرے وعید (ڈراوے کے وعدوں) سے ڈرتے ہیں (۲).

۴۵۔۱ یعنی آپ ﷺ اس بات کے مکلّف نہیں ہیں کہ ایمان لانے پر مجبور کریں بلکہ آپ ﷺ کا کام صرف تبلیغ و دعوت ہے، وہ کرتے رہیں.

۴۵۔۲ یعنی آپ ﷺ کی دعوتِ ذکر سے وہی نصیحت حاصل کرے گا جو اللہ سے اور اس کی سزا کی دھمکیوں سے ڈرتا اور اس کے وعدوں پر یقین رکھتا ہوگا اسی لئے حضرت قتادہ یہ دعا فرماتے " اے اللہ ہمیں ان لوگوں میں سے کر جو تیری وعیدوں سے ڈرتے اور تیرے وعدوں کی امید رکھتے ہیں. اے احسان کرنے والے رحم فرمانے والے.

سُوۡرَۃُ الذّٰرِیٰتِ ۵۱

یہ سورت مکی ہے اس میں (٦۰) آیات اور (۳) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ق۔۱ وَ الذّٰرِیٰتِ ذَرۡوًا ۙ قسم ہے بکھیرنے والیوں کی اڑا کر (۱).

ا۔۱ اس سے مراد ہوائیں جو مٹی کو اڑا کر بکھیر دیتی ہیں.

ق۔۲ فَالۡحٰمِلٰتِ وِقۡرًا ۙ پھر اٹھانے والیاں بوجھ کو (۱).

ا۔۲ وہ بوجھ جسے کوئی جاندار لے کر چلے، حاملات وہ ہوئیں ہیں جو بادلوں کو اٹھائے ہوئے ہیں یا پھر وہ بادل ہیں جو پانی کا بوجھ اٹھائے ہوتے ہیں جیسے چوپائے، حمل کا بوجھ اٹھاتے ہیں.

ق۔۳ فَالۡجٰرِیٰتِ یُسۡرًا ۙ پھر چلنے والی نرمی سے (۱)

ا۔۳ پانی میں چلنے والی کشتیاں، یُسرا آسانی سے.

ق۔۴ فَالۡمُقَسِّمٰتِ اَمۡرًا ۙ پھر کام کو تقسیم کرنے والیاں (۱).

ا۔۴ اس سے مراد فرشتے ہیں جو کام کو تقسیم کر لیتے ہیں، کوئی رحمت کا فرشتہ ہے تو کوئی عذاب کا، بعض نے ان سب سے صرف ہوائیں مراد لی ہیں اور ان سب کو ہواؤں کی صفت بتایا ہے.

ق۔۵ اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَصَادِقٌ ۙ یقین مانو کہ تم سے جو وعدے کئے جاتے ہیں (سب) سے ہیں

ق۔٦ وَّ اِنَّ الدِّیۡنَ لَوَاقِعٌ ؕ بیشک انصاف ہونے والا ہے.

ق۔۷ وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ہ قسم ہے راہوں والے آسمان کی (ا)

۷۔ا دوسرا ترجمہ،حسن جمال اور زینت و رونق والا کیا گیا ہے چاند،سورج ستارے و سیارے، روشن ستارے، اس کی بلندی اور وسعت ، یہ سب چیزیں آسمان کی رونق و زینت اور خوب صورتی کا باعث ہیں

ق۔۸ اِنَّكُمْ لَفِیْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ہ یقیناً تم مختلف بات میں پڑے ہوئے ہو(ا)

۸۔ا یعنی اے اہل مکہ! تمہارا کسی بات میں آپس میں اتفاق نہیں ہے.ہمارے پیغمبر کو تم میں سے کوئی جادوگر،کوئی شاعر،کائی کاہن اور کوئی جھوٹا کہتا ہے.

ق۔۹ یُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ہ ط اس سے وہی باز رکھا جاتا ہے(ا) جو پھیر دیا گیا ہو.

۹۔ا یعنی نبی ﷺ پر ایمان لانے سے،یا حق سے یعنی بعث وتوحید سے یا مطلب ہے مذکورہ اختلاف سے وہ شخص پھیر دیا گیا جسے اللہ نے اپنی توفیق سے پھیر دیا، پہلے مفہوم میں ذم ہے اور دوسرے میں مدح.

ق۔۱۰ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ہ بے سند باتیں کرنے والے غارت کردیئے گئے.

ق۔۱۱ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ہ جو غفلت میں ہیں اور بھولے ہوئے ہیں.

ق۔۱۲ یَسْئَلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ ہ ط جو غفلت میں ہیں کہ یوم جزا کب ہوگا؟

ق۔۱۳ یَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ یُفْتَنُوْنَ ہ ہاں یہ وہ دن ہے کہ یہ آگ پر تپائے جائیں گے(ا)

۱۳۔۱ جس طرح سونے کو آگ میں ڈال کر پرکھا جاتا ہے، اسی طرح یہ ڈالے جائیں گے.

ۃ۔۱۴ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ط هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ہ

اپنی فتنہ پروازی کا مزہ چکھو(۱) یہی ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے.

۱۴۔۱ فِتْنَةٌ بمعنی عذاب یا آگ میں جلنا.

ۃ۔۱۵ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ہ بیشک تقوی والے لوگ بہشتوں اور چشموں میں ہونگے.

ۃ۔۱٦ اٰخِذِیْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ہ ط

ان کے رب نے جو کچھ انہیں عطا فرمایا اسے لے رہے ہونگے وہ تو اس سے پہلے ہی نیکوکار تھے.

ۃ۔۱۷ كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ہ وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے(۱)

۱۷۔۱ وہ رات کو کم سوتے تھے، مطلب ہے ساری رات سو کر غفلت اور عیش و عشرت میں نہیں گزار دیتے تھے. بلکہ رات کا کچھ حصہ اللہ کی یاد میں اور اس کی بارگاہ میں گڑگڑاتے ہوئے گزارتے تھے. جیسا کہ حدیث بھی قیام اللیل کی تاکید ہے. مثلاً ایک حدیث میں فرمایا ”لوگو! لوگوں کو کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، سلام پھیلاؤ اور رات کو اٹھ کر نماز پڑھو، جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے“ (مسند احمد ۵۔۴۵۱).

ۃ۔۱۸ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ہ اور صبح کے وقت استغفار کیا کرتے تھے.

ۃ۔۱۹ وَ فِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ہ

اوران کے مال میں مانگنے والوں اور سوال سے بچنے والوں کا تھا(۱)

۱۹۔۱ محروم سے مراد، وہ ضرورت مند ہے جو سوال سے اجتناب کرتا ہے. چنانچہ مستحق ہونے کے باوجود لوگ اسے نہیں دیتے. یا وہ شخص ہے جس کا سب کچھ، آفت ارضی وسماوی میں، تباہ ہو جائے.

۲۰۔ۃ وَ فِی الْاَ رْضِ اٰ یٰتٌ لِّلْمُوْ قِنِیْنَ ہ اور یقین والوں کے لئے تو زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں.

۲۱۔ۃ وَ فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ط اَفَلَا تُبْصِرُوْ نَ ہ اور خود تمہاری ذات میں بھی، تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو.

۲۲۔ۃ وَ فِی السَّمَآ ءِ رِ زْ قُکُمْ وَمَا تُوْ عَدُوْ نَ ہ اور تمہاری روزی اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے سب آسمان میں ہے(۱).

۲۲۔۱ یعنی بارش بھی آسمان سے ہوتی ہے جس سے تمہارا رزق پیدا ہوتا ہے اور جنت دوزخ ثواب و عتاب بھی آسمانوں میں ہے جن کا وعدہ کیا جاتا ہے.

۲۳۔ۃ فَوَ رَ بِّ السَّمَآ ءِ وَالْاَ رْ ضِ اِ نَّہٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَ نَّکُمْ تَنْطِقُوْ نَ ہ ع رکوع ۱

آسمانوں اور زمین کے پروردگار کی قسم! کہ یہ(۱) بالکل برحق ہے ایسا ہی جیسے کہ تم باتیں کرتے ہو.

۲۳۔۱ اِ نَّہٗ میں ضمیر کا مرجع (یہ) وہ امور وآیات ہیں جو مذکور ہوئیں.

۲۴۔ۃ ھَلْ اَ تٰکَ حَدِ یْثُ ضَیْفِ اِ بْرٰ ھِیْمَ الْمُکْرَ مِیْنَ ہ

کیا تجھے ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی خبر بھی پہنچی ہے(۱)؟

۲۴۔۱ ھَلْ استفہام کے لئے ہے جس میں نبی ﷺ کو تنبیہ ہے کہ اس قصے کا تجھے علم نہیں، بلکہ ہم

تجھے وحی کے ذریعے سے مطلع کر رہے ہیں.

ق۔٢٥ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝

وہ جب ان کے ہاں آئے تو سلام کیا، ابراہیم نے جواب سلام دیا (اور کہا یہ تو) اجنبی لوگ ہیں (١)

٢٥۔١ یہ اپنے جی میں کہا، ان سے خطاب کر کے نہیں کہا.

ق۔٢٦ فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ۝

پھر (چپ چاپ جلدی جلدی) اپنے گھر والوں کی طرف گئے اور ایک فربہ بچھڑے (کا گوشت) لائے.

ق۔٢٧ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۝ اور اسے ان کے پاس رکھا اور کہا آپ کھاتے کیوں نہیں.

ق۔٢٨ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝

پھر تو دل ہی دل میں ان سے خوف زدہ ہو گئے (١) انہوں نے کہا آپ خوف نہ کیجئے اور انہوں نے اس (حضرت ابراہیم) کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی.

٢٨۔١ ڈر اس لئے محسوس کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھے، یہ کھانا نہیں کھا رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ آنے والے کسی خیر کی نیت سے نہیں بلکہ شر کی نیت سے آئے ہیں.

ق۔٢٩ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ۝

پس ان کی بیوی آگے بڑھی اور حیرت میں آکر اپنے منہ پر مار کر کہا کہ میں تو بڑھیا ہوں اور ساتھ ہی بانجھ.

ق۔٣٠ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ۝

انہوں نے کہا ہاں تیرے پروردگار نے اسی طرح فرمایا ہے، بیشک وہ حکیم و علیم ہے (١).

٣٠۔١ یعنی جس طرح ہم نے تجھے کہا ہے، یہ ہم نے اپنی طرف سے نہیں کہا ہے، بلکہ تیرے رب نے اسی طرح کہا ہے جس کی ہم تجھے اطلاع دے رہے ہیں، اس لئے اس پر تعجب کی ضرورت ہے نہ شک کرنے کی، اس لئے کہ اللہ جو چاہتا ہے وہ لامحالہ ہو کر رہتا ہے.

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ ٢٧

سورت	ذاریات	طور	نجم	قمر	رحمٰن	واقعہ	حدید
صفحہ	جاری	٣٩٧	٤٠٧	٤١٥	٤٢٦	٤٣٨	٤٤٩

ۃ۔٣١ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ہ

(حضرت ابراہیم علیہ السلام) نے کہا کہ اللہ کے بھیجے ہوئے (فرشتو!) تمہارا کیا مقصد ہے(١)

٣١۔١ یعنی اس بشارت کے علاوہ تمہارا اور کیا کام اور مقصد ہے جس کے لئے تمہیں بھیجا گیا ہے.

ۃ۔٣٢ قَالُوْآ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ہ

انہوں نے جواب دیا کہ ہم گناہ گار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (١)

٣٢۔١ اس سے مراد قوم لوط ہے جن کا سب سے بڑا جرم لواطت تھا.

ۃ۔٣٣ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ہ تا کہ ہم ان پر مٹی کے کنکر برسائیں.

ۃ۔٣٤ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ہ جو تیرے رب کی طرف سے نشان زدہ ہیں ان حد سے گزر جانے والوں کے لئے.

ۃ۔٣٥ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ہ

پس جتنے ایمان دار وہاں تھے ہم نے انہیں نکال لیا (١)

٣٥۔١ یعنی عذاب آنے سے پہلے ہم ان کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دے دیا تا کہ وہ عذاب سے محفوظ رہیں.

ۃ۔٣٦ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ہ

اور ہم نے وہاں مسلمانوں کا صرف ایک ہی گھر پایا (١)

٣٦۔١ اور یہ اللہ کے پیغمبر حضرت لوط علیہ السلام کا گھر تھا جس میں دو بیٹیاں اور کچھ ایمان لانے والے تھے، کہتے ہیں کہ کل تیرہ آدمی تھے.

ق۔۳۷ وَ تَرَكْنَا فِيهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ہ ط

اور ہم نے ان کے لئے جو دردناک عذاب کا ڈر رکھتے ہیں ایک (کامل) علامت چھوڑی (ا)

۳۷۔ا یہ آیت یا کامل علامت وہ آثار عذاب ہیں جو ان ہلاک شدہ بستیوں میں ایک عرصے تک باقی رہے. اور یہ علامت بھی انہی کے لئے ہے جو عذاب الٰہی سے ڈرنے والے ہیں، کیونکہ وعظ ونصیحت کا اثر بھی وہی قبول کرتے ہیں اور آیات میں غور وفکر بھی وہی کرتے ہیں.

ق۔۳۸ وَ فِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ہ

موسٰی (علیہ السلام کے قصے) میں (بھی ہماری طرف سے تنبیہ ہے) کہ ہم نے فرعون کی طرف کھلی دلیل دے کر بھیجا.

ق۔۳۹ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَ قَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ہ

پس اس نے اپنے بل بوتے پر منہ موڑا (ا) اور کہنے لگا یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے.

۳۹۔ا جانب اقوٰی کو رکن کہتے ہیں. یہاں مراد اس کی اپنی قوت اور لشکر ہے.

ق۔۴۰ فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ وَ هُوَ مُلِيْمٌ ہ

بالآخر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو اپنے عذاب میں پکڑ کر دریا میں ڈال دیا وہ تھا ملامت کے قابل (ا).

۴۰۔ا یعنی اس کے کام ہی ایسے تھے کہ جن پر وہ ملامت ہی کا مستحق تھا.

ق۔۴۱ وَ فِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ہ

اسی طرح عادیوں میں (ا) بھی (ہماری طرف سے تنبیہ ہے) جب کہ ہم نے ان پر خیر و برکت سے (ا) آندھی بھیجی.

۴۱۔ا عاد کے قصے میں بھی ہم نے نشانی چھوڑی.

۴١۔٢ (بانجھ ہوا) جس میں خیر و برکت نہیں تھی، وہ ہوا درختوں کو ثمر آور کرنے والی تھی نہ بارش کی پیامبر، بلکہ صرف ہلاکت اور عذاب کی ہوا تھی.

ۃ۔۴٢ مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ ہ ط

وہ جس چیز پر گرتی تھی اسے بوسیدہ ہڈی کی طرح (چورا چورا) کر دیتی تھی.

ۃ۔۴٣ وَ فِیْ ثَمُوْدَ اِذْ قِیْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰی حِیْنٍ ہ

اور ثمود (کے قصے) میں بھی (عبرت) ہے جب ان سے کہا گیا کہ تم کچھ دنوں تک فائدہ اٹھا لو(١)

۴٣۔١ یعنی جب انہوں نے اپنے ہی طلب کردہ معجزے اونٹنی کو قتل کر دیا، تو ان سے کہہ دیا گیا کہ اب تین دن اور تم دنیا کے مزے لوٹ لو، تین دن کے بعد تم ہلاک کر دیئے جاؤ گے.

ۃ۔۴۴ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَ هُمْ یَنْظُرُوْنَ ہ

لیکن انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی جس پر ان کے دیکھتے دیکھتے (تیز تند) کڑاکے(١) نے ہلاک کر دیا.

۴۴۔١ (کڑاکا) آسمانی چیخ تھی اور اس کے ساتھ (زلزلہ) تھا جیسا کہ سورۂ اعراف ٧٨ میں ہے.

ۃ۔۴۵ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِیَامٍ وَّ مَا كَانُوْا مُنْتَصِرِیْنَ ہ

پس نہ تو کھڑے ہو سکے(١) اور نہ بدلہ لے سکے(٢)

۴۵۔١ چہ جائیکہ وہ بھاگ سکیں.

۴۵۔٢ یعنی اللہ کے عذاب سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکے.

ۃ۔۴٦ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ہ ع رع ٢

اور نوح (علیہ السلام) کی قوم کا بھی اس سے پہلے (یہی حال ہو چکا تھا) وہ بھی بڑے نافرمان تھے.

۴٦۔١ قوم نوح، عاد، فرعون اور ثمود وغیرہ بہت پہلے گزر چکی ہے اس نے بھی اطاعت الٰہی کی بجائے اس

کی بغاوت کاراستہ اختیار کیا تھا. بالآخر اسے طوفان میں ڈبودیا گیا.

ۃ۔۴۷ وَ السَّمَآءَ بَنَیۡنٰهَا بِاَیۡدٍ وَّ اِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ ۝

آسمان کو ہم نے (اپنے) ہاتھوں سے بنایا اور یقیناً ہم کشادگی کرنے والے ہیں (ا)

۴۷۔ا یعنی پہلے ہی بہت وسیع ہے لیکن ہم نے اس کو اور بھی زیادہ وسیع کرنے کی طاقت رکھتے ہین. یا آسمان سے بارش برسا کر روزی کشادہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں وُسۡعٌ (طاقت وقدرت رکھنے والے) تو مطلب ہوگا ہمارے اندر اس جیسے اور آسمان بنانے کی بھی طاقت وقدرت موجود ہے ہم زمین اور آسمان بنا کر تھک نہیں گئے بلکہ ہماری قدرت وطاقت کی کوئی انتہا نہیں.

ۃ۔۴۸ وَ الۡاَرۡضَ فَرَشۡنٰهَا فَنِعۡمَ الۡمٰهِدُوۡنَ ۝

اور زمین کو ہم نے فرش بنادیا (ا) پس ہم بہت ہی اچھے بچھانے والے ہیں.

۴۸۔ا یعنی فرش کی طرح اسے بچھادیا ہے.

ۃ۔۴۹ وَ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ۝

ہر چیز کو ہم نے جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو (ا)

۴۹۔ا یہ جان لو کہ ان سب کا پیدا کرنے والا صرف ایک اللہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے.

ۃ۔۵۰ فَفِرُّوۡۤا اِلَی اللّٰهِ ؕ اِنِّیۡ لَکُمۡ مِّنۡهُ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ۝

پس تم اللہ کی طرف دوڑ بھاگ (یعنی رجوع) کرو (ا) یقیناً میں تمہیں اس کی طرف سے صاف صاف تنبیہ کرنے والا ہوں.

۵۰۔ا یعنی کفر ومعصیت سے توبہ کرکے فوراً بارگاہ الٰہی میں جھک جاؤ، اس میں تاخیر مت کرو.

ۃ۔۵۱ وَ لَا تَجۡعَلُوۡا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیۡ لَکُمۡ مِّنۡهُ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ۝

اور اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ ٹھہراؤ بیشک میں تمہیں اس کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں.

ۃ۔۵۲ کَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ہ

اس طرح جولوگ ان سے پہلے گزرے ہیں ان کے پاس جو بھی رسول آیا انہوں نے کہہ دیا کہ یا تو یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے.

ۃ۔۵۳ اَتَوَاصَوْا بِهٖ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ہ

کیا یہ اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے گئے ہیں (۱)

۱۔۵۳ یعنی ہر بعد میں آنے والی قوم نے اس طرح رسولوں کو جھٹلایا اور انہیں جادوگر اور دیوانہ قرار دیا، جیسے پچھلی قومیں بعد میں آنے والی قوم کیلئے وصیت کر کے جاتی رہی ہیں. یکے بعد دیگرے ہر قوم نے یہی تکذیب کا راستہ اختیار کیا.

ۃ۔۵۴ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ہ

(نہیں) بلکہ یہ سب کے سب سرکش (۱) ہیں تو آپ ان سے منہ پھیر لیں آپ پر کوئی ملامت نہیں.

۱۔۵۴ یعنی ایک دوسرے کو وصیت تو نہیں کی بلکہ ہر قوم ہی اپنی اپنی جگہ سرکش ہے، اس لئے ان سب کے دل بھی متشابہ ہیں اور ان کے طور اطوار بھی ملتے جلتے ہیں.

ۃ۔۵۵ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ہ

اور نصیحت کرتے رہیں یقیناً یہ نصیحت ایمانداروں کو نفع دے گی.

ۃ۔۵۶ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ہ

میں نے جنات اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں.

ۃ۔۵۷ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ہ

نہ میں ان سے روزی چاہتا ہوں اور نہ میری یہ چاہت ہے کہ مجھے کھلائیں (۱)

۱۔۵۷ یعنی میری عبادت و اطاعت سے میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ مجھے کما کر کھلائیں، جیسا کہ

دوسرے آقاؤں کا مقصود ہوتا ہے، بلکہ رزق کے سارے خزانے تو خود میرے ہی پاس ہیں میری عبادت واطاعت سے تو خود ان ہی کا فائدہ ہوگا کہ ان کی آخرت سنور جائے گی نہ کہ مجھے کوئی فائدہ ہوگا.

ۃ۔۵۸ اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّ زَّ ا قُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ ہ

اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے.

ۃ۔۵۹ فَاِ نَّ لِلَّذِ یْنَ ظَلَمُوْ ا ذَ نُوْ بًا مِّثْلَ ذَ نُوْ بِ اَصْحٰبِھِمْ فَلَا یَسْتَعْجِلُوْ نِ ہ

پس جن لوگوں نے ظلم کیا ہے انہیں بھی ان کے ساتھیوں کے حصہ کے مثل حصہ ملے گا لہٰذا وہ مجھ سے جلدی طلب نہ کریں (۱)

۵۹۔ا لیکن یہ حصہ عذاب انہیں کب پہنچے گا، یہ اللہ کی مشیت پر موقوف ہے، اس لئے طلب عذاب میں جلدی نہ کریں.

ۃ۔۶۰ فَوَ یْلٌ لِّلَّذِ یْنَ کَفَرُوْا مِنْ یَّوْ مِھِمُ الَّذِ یْ یُوْ عَدُوْنَ ہ ع رکوع ۲

پس خرابی ہے منکروں کو ان کے اس دن کی جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں.

سُوْرَ ۃُ الطُّوْ رِ ۵۲ یہ سورت مکی ہے اس میں (۴۹) آیات اور (۲) رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّ حْمٰنِ الرَّ حِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے.

ۃ۔ا وَا لطُّوْ رِ ہ قسم ہے طور کی (۱)

ا۔ا طور وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ ہم کلام ہوئے. اسے طور سینا بھی کہا جاتا ہے. اللہ نے اس کے اس شرف کی بنا پر اس کی قسم کھائی.

ۃ۔۲ وَ کِتٰبٍ مَّسْطُوْ رٍ ہ

اور لکھی ہوئی کتاب کی (۱)

ا۔۲ مَسۡطُوۡ رِ کے معنی ہیں مکتوب، لکھی ہوئی چیز. اس کا مصداق مختلف بیان کئے گئے ہیں قرآن مجید، لوح محفوظ، تمام کتب منزلہ یا انسانی اعمال نامے جو فرشتے لکھتے ہیں.

ۃ۔۳ فِیۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡ رٍ ہ جو جھلی کے کھلے ہوئے ورق میں ہے.

ا۔۳ یہ متعلق ہے مَسۡطُورِ کے۔رَقٍّ وہ باریک چمڑا جس پر لکھا جاتا تھا.

ۃ۔۴ وَّ الۡبَیۡتِ الۡمَعۡمُوۡ رِ ہ وہ آباد گھر کی (ا).

ا۔۴ یہ بیت معمور، ساتویں آسمان پر وہ عبات خانہ ہے جس میں فرشتے عبادت کرتے ہیں، یہ عبادت خانہ فرشتوں سے اس طرح بھرا ہوتا ہے کہ روزانہ اس میں ستر ہزار فرشتے عبادت کے لئے آتے ہیں جن کی پھر دوبارہ قیامت تک باری نہیں آتی. جیسا کہ احادیث معراج میں بیان کیا گیا ہے. بعض بیت معمور سے مراد خانہ کعبہ لیتے ہیں، جو عبادت کے لئے آنے والے انسانوں سے ہر وقت بھرا رہتا ہے. معمور کے معنی ہی آباد اور بھرے ہوئے کے ہیں.

ۃ۔۵ وَ السَّقۡفِ الۡمَرۡ فُوۡ عِ ہ اور اونچی چھت کی (ا)

ا۔۵ اس سے مراد آسمان ہے جو زمین کے لئے بمنزلہٗ چھت کے ہے. قرآن نے دوسرے مقام پر اسے " محفوظ چھت " کہا ہے، بعض نے اس سے عرش مراد لیا ہے جو تمام مخلوقات کے لئے چھت ہے.

ۃ۔۶ وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡ رِ ہ اور بھڑکائے ہوئے سمندر کی (ا)

ا۔۶ مسجور کے معنی ہیں بھڑکے ہوئے. بعض کہتے ہیں، اس سے وہ پانی مراد ہے جو زیر عرش ہے جس سے قیامت والے دن بارش نازل ہوگی، اس سے مردہ جسم زندہ ہوجائیں گے. بعض کہتے ہیں اس سے مراد سمندر ہیں ان میں قیامت والے دن آگ بھڑک اٹھے گی.

ۃ۔۷ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ہ بیشک آپ کے رب کا عذاب ہوکر رہنے والا ہے.

ۃ۔۸ مَّا لَهٗ مِنۡ دَافِعٍ ہ اسے کوئی روکنے والا نہیں.

ۃ۔۹ يَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ہ جس دن آسمان تھرتھرانے لگے گا (ا)

ا۔۹ مور کے معنی ہیں حرکت واضطراب، قیامت والے دن آسمان کے نظم میں جو اختلال اور ستارے و سیاروں کی ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سے جو اضراب واقع ہوگا، اس کو ان الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے، اور یہ مذکورہ عذاب کے لئے ظرف ہے. یعنی عذاب اس روز واقع ہوگا جب آسمان تھرتھرائے گا اور پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ کر روئی کے گالوں اور ریت کے ذروں کی طرح اڑ جائیں گے.

ۃ۔۱۰ وَّ تَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ہ ط اور پہاڑ چلنے پھرنے لگیں گے.

ۃ۔۱۱ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ہ اس دن جھٹلانے والوں کی (پوری) خرابی ہے.

ۃ۔۱۲ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ہ جو اپنی بیہودہ گوئی میں اچھل کود رہے ہیں (ا)

ا۔۱۲ یعنی اپنے کفر و باطل میں مصروف اور حق کی تکذیب و استہزاد میں لگے ہوئے ہیں.

ۃ۔۱۳ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ہ ط

جس دن وہ دھکے دے (ا) کر آتش جہنم کی طرف لائے جائیں گے.

ا۔۱۳ الدَّعُّ کے معنی ہیں نہائت سختی کے ساتھ دھکیلنا.

ۃ۔۱۴ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ہ

یہی وہ آتش دوزخ ہے جسے تم جھوٹ بتلاتے تھے (ا).

ا۔۱۴ یہ جہنم پر مقرر فرشتے انہیں کہیں گے.

ۃ۔۱۵ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ہ

(اب بتاؤ) کیا یہ جادو ہے؟ یا تم دیکھتے نہیں (ا)

ا۔۱۵ جس طرح تم دنیا میں پیغمبروں کو جادوگر کہا کرتے تھے، بتلاؤ! کیا یہ بھی کوئی جادو کا کرتب ہے؟

ۃ۔۱۶ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ط اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ

تَعۡمَلُوۡ نَ ہ

جاؤدوزخ میں اب تمہاراصبر کرنا اورنہ کرنا تمہارے لئے یکساں ہے.تمہیں فقط تمہارے کئے کا بدل دیاجائے گا.

ۃ۔۱۷ اِ نَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ جَنّٰتٍ وَّ نَعِیۡمٍ ہ

یقیناًپرہیزگارلوگ جنتوں میں اورنعمتوں میں ہیں (ا)

۱۷۔ا اہل کفرو اہل شقاوت کے بعداہل ایمان واہل سعادت کا تذکرہ کیا جارہاہے.

ۃ۔۱۸ فٰکِہِیۡنَ بِمَآ اٰتٰہُمۡ رَ بُّہُمۡ وَ وَ قٰہُمۡ رَ بُّہُمۡ عَذَا بَ الۡجَحِیۡمِ ہ

جوانہیں ان کے رب نے دے رکھی ہیں اس پرخوش خوش ہیں (ا) اوران کے پروردگار نے انہیں جہنم کےعذاب سے بچالیاہے.

۱۸۔ا یعنی جنت کے گھر،لباس،کھانے،سواریاں،حسین جمیل بیویاں (حورعین) اوردیگرنعمتیں،ان سب پر وہ خوش ہونگے،کیونکہ یہ نعمتیں دنیا کی نعمتوں سے بدرجہابڑھ کرہوں گی.

ۃ۔۱۹ کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡ ا ھَنِیۡٓـاً ۢ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡ نَ ہ

تم مزے سے کھاتے پیتے رہو ان اعمال کے بدلے جوتم کرتے تھے(ا).

۱۹۔ا دوسرے مقام پرفرمایا ﴿ کُلُوۡ وَ اشۡرَ بُوۡا ھَنِیۡٓـئًا بِمَا اَسۡلَفۡتُمۡ فِ الۡاَ یَّا مِ الۡخَا لِیَۃِ ﴾

اس سے معلوم ہواکہ اللہ کی رحمت حاصل کرنے کے لئے ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بہت ضروری ہیں.

ۃ۔۲۰ مُتَّکِئِیۡنَ عَلٰی سُرُ رٍ مَّصۡفُوۡ فَۃٍ وَ زَ وَّ جۡنٰھُمۡ بِحُوۡ رٍ عِیۡنٍ ہ

برابر بچھے ہوئے شاندارتختے پرتکیے لگائے ہوئے (ا) اورہم نے ان کے نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی (حوروں) سے کرا دیئے ہیں.

۲۰۔ا مَـصۡـفُـو فَۃِ ،ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے،گویاایک صف میں ہیں.بعض نے مفہوم بیان کیاہے،کہ چہرے ایک دوسرے کے سامنے ہونگے.

ۃ۔۲۱ وَالَّذِیۡنَ اٰ مَنُوۡ ا وَ اتَّبَعَتۡهُمۡ ذُ رِّ یَّتُهُمۡ بِاِ یۡمانٍ اَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ ذُ رِّ یَّتَهُمۡ وَ مَآ اَلَتۡنٰهُمۡ مِّنۡ عَمَلِهِمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ ؕ کُلُّ امۡرِیٴٍۢ بِمَا کَسَبَ رَهِیۡنٌ ہ

اور جولوگ ایمان لائے اوران کی اولا د نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولا د کو ان تک پہنچا دیں گے اوران کے عمل سے ہم کچھ کم نہ کریں گے(ا) ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا گروی ہے(۲)

۲۱۔ا یعنی جن کے باپ اپنے اخلاص وتقویٰ اورعمل وکردار کی بنیاد پر جنت کے اعلیٰ درجوں پر فائز ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کی ایماندار اولاد کے بھی درجے بلند کرکے، ان کو ان کے باپوں کے ساتھ ملادے گا یہ نہیں کرے گا کہ ان کے باپوں کے درجے کم کرکے ان کی اولاد والے کمتر درجوں میں انہیں لے آئے یعنی اہل ایمان پر دوگنا احسان فرمائے گا ایک تو باپ بیٹوں کو آپس میں ملا دے گا تا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، بشرطیکہ دونوں ایمان دار ہوں دوسرا یہ کہ کم تر درجے والے کو اٹھا کر اونچے درجے میں فائز فرمادے گا.

۲۱۔۲ ہر شخص اپنے عمل پر گروی ہوگا. یہ عام ہے، مومن اور کافر دونوں کو شامل ہے اور مطلب ہے کہ جو (جیسا) اچھا یا برا عمل کرے گا اس کے مطابق (اچھی یا بری) جزا پائے گا.

ۃ۔۲۲ وَ اَمۡدَدۡ نٰهُمۡ بِفَا کِهَةٍ وَّ لَحۡمٍ مِّمَّا یَشۡتَهُوۡ نَ ہ

ہم نے ان کے لئے میوے اور مرغوب گوشت کی ریل پیل کر دیں گے(ا)

۲۲۔ا زِدۡ نَا هُمۡ، یعنی خوب دیں گے

ۃ۔۲۳ یَتَنَا زَ عُوۡنَ فِیۡهَا کَاۡ سًا لَّا لَغۡوٌ فِیۡهَا وَلَا تَاۡ ثِیۡمٌ ہ

(خوش طبعی کے ساتھ) ایک دوسرے سے جام (شراب) چھینا جھپٹی کریں گے جس شراب کے سرور میں تو بیہودہ گوئی ہوگی نہ گناہ(ا)

۲۳۔ا اس شراب میں دنیا کی شراب کی تاثیر نہیں ہوگی اسے پی کر نہ کوئی بہکے گا اور نہ اتنا مدہوش ہوگا.

ۃ۔۲۴ وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ہ

اوران کےاردگرد ان کےنوعمرغلام پھررہےہونگے،گویاموتی تھے جوڈھکےرکھےتھے(ا)

۲۴۔ا یعنی جنتیوں کی خدمت کے لئے انہیں نوعمر خادم بھی دیئے جائیں گےجوان کی خدمت کے لئے پھررہے ہونگے اورحسن وجمال اورصفائی ورعنائی میں وہ ایسے ہونگے جیسے موتی ، جسے ڈھک کر رکھا گیا ہو،تاکہ ہاتھ لگنے سے اس کی چمک دمک ماندنہ پڑے.

ۃ۔۲۵ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ہ

اورآپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر سوال کریں گے(ا)

۲۵۔ا ایک دوسرے سے دنیاکےحالات پوچھیں گےکہ دنیامیں وہ کن حالات میں زندگی گزارتے اورایمان وعمل کےتقاضےکس طرح پورےکرتےرہے.

ۃ۔۲۶ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ہ

کہیں گےکہ اس سےپہلےہم اپنےگھروالوں کےدرمیان بہت ڈراکرتےتھے(ا)

۲۶۔ا یعنی اللہ کےعذاب سے.اس لئےاس عذاب سےبچنےکااہتمام بھی کرتےرہے، اس لئےکہ انسان کوجس چیزکاڈرہوتاہے،اس سےبچنےکےلئے وہ تگ ودوکرتاہے.

ۃ۔۲۷ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ہ

پس اللہ تعالٰی نےہم پر بڑااحسان کیا اورہمیں تیزوتندگرم ہواؤں کےعذاب سےبچالیا(ا)

۲۷۔ا سَمُوْمٌ ،لو،جھلس ڈالنےوالی گرم ہواکوکہتےہیں،جہنم کےناموں میں سےایک نام بھی ہے.

ۃ۔۲۸ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ہ ع رکوع ۱

ہم اس سےپہلےہی اس کی عبادت کیاکرتےتھےبےشک وہ محسن اورمہربان ہے.

ۃ۔۲۹ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّ لَا مَجْنُوْنٍ ہ ط

تو آپ سمجھاتے رہیں کیونکہ آپ اپنے رب کے فضل سے نہ تو کاہن ہیں نہ دیوانہ(۱)

۲۹۔ا اس میں نبی ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ وعظ و تبلیغ اور نصیحت کا کام کرتے رہیں اور یہ آپ کی بابت جو کچھ کہتے رہتے ہیں، ان کی طرف کان نہ دھریں، اس لئے کہ آپ اللہ کے فضل سے کاہن ہیں نہ دیوانہ(جیسا کہ یہ کہتے ہیں) بلکہ آپ پر با قاعدہ ہماری طرف سے وحی آتی ہے، جو کہ کاہن پر نہیں آتی ہے.

ۃ۔۳۰ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِہٖ رَیۡبَ الۡمَنُوۡنِ ہ

کیا کافر یوں کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے ہم اس پر زمانے کے حوادث (یعنی موت) کا انتظار کر رہے ہیں(ا).

۳۰۔ا رَیۡبٌ کے معنی ہیں حوادث، موت کے ناموں سے ایک نام مطلب ہے قریش مکہ اس انتظار میں ہیں کہ زمانے کے حوادث سے شاید اس (محمد ﷺ) کو موت آجائے اور ہمیں چین نصیب ہو جائے، جو اس کی دعوت توحید نے ہم سے چھین لیا ہے.

ۃ۔۳۱ قُلۡ تَرَبَّصُوۡا فَاِنِّیۡ مَعَکُمۡ مِّنَ الۡمُتَرَبِّصِیۡنَ ہ

کہہ دیجئے! تم منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں (۱)

۳۱۔ا یعنی دیکھو! موت پہلے کسے آتی ہے؟ اور ہلاکت کس کا مقدر ہے.

ۃ۔۳۲ اَمۡ تَاۡمُرُہُمۡ اَحۡلَامُہُمۡ بِہٰذَاۤ اَمۡ ہُمۡ قَوۡمٌ طَاغُوۡنَ ہ

کیا ان کی عقلیں انہیں یہی سکھاتی ہیں یا یہ لوگ ہی سرکش ہیں (۱)

۳۲۔ا نہیں بلکہ یہ سرکش اور گمراہ لوگ ہیں، اور یہی سرکشی اور گمراہی انہیں ان باتوں پر بڑھکاتی ہے.

ۃ۔۳۳ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ تَقَوَّلَہٗ بَلۡ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ ہ

کیا یہ کہتے ہیں اس نبی نے (قرآن) خود گھڑ لیا ہے، واقع یہ ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے.

ۃ۔۳۴ فَلۡیَاۡتُوۡا بِحَدِیۡثٍ مِّثۡلِہٖۤ اِنۡ کَانُوۡا صٰدِقِیۡنَ ہ

اچھا اگر یہ سچے ہیں تو بھلا اس جیسی ایک (ہی) بات یہ (بھی) تو لے آئیں (ا)

۳۴ا یعنی اگر یہ اپنے دعوے میں سچے ہیں کہ یہ قرآن محمد (ﷺ) کا اپنا گھڑا ہوا ہے تو پھر یہ بھی اس جیسی کتاب بنا کر پیش کر دیں جو نظم، اعجاز، حسن بیان، حقائق کے مسائل میں اس کا مقابلہ کر سکیں.

ۃ۔۳۵ اَمۡ خُلِقُوۡا مِنۡ غَيۡرِ شَىۡءٍ اَمۡ هُمُ الۡخٰلِقُوۡنَ ؕ

کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں؟ (ا) یا خود پیدا کرنے والے ہیں.

۳۵۔ا یعنی یہ خود بھی اپنے خالق نہیں ہیں، بلکہ یہ اللہ کے خالق ہونے کا اعتراف کرتے ہیں.

ۃ۔۳۶ اَمۡ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ ۚ بَلۡ لَّا يُوۡقِنُوۡنَ ؕ

کیا انہوں نے ہی آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے، بلکہ یہ یقین نہ کرنے والے لوگ ہیں (ا)

۳۶۔ا بلکہ اللہ کے وعدوں اور وعیدوں کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں.

ۃ۔۳۷ اَمۡ عِنۡدَهُمۡ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمۡ هُمُ الۡمُصَۜيۡطِرُوۡنَ ؕ

یا کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں؟ یا (ان خزانوں کے) یہ داروغہ ہیں.

۳۷۔ا سَطَرَ سے ہے، لکھنے والا، جو محافظ ونگران ہو، وہ چونکہ ساری تفصیلات لکھتا ہے، اس لئے یہ محافظ اور نگران کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے. یعنی کیا اللہ کے خزانوں یا اس کی رحمتوں پر ان کا تسلط ہے کہ جس کو چاہیں دیں یا نہ دیں.

ۃ۔۳۸ اَمۡ لَهُمۡ سُلَّمٌ يَّسۡتَمِعُوۡنَ فِيۡهِ ۚ فَلۡيَاۡتِ مُسۡتَمِعُهُمۡ بِسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ ؕ

یا کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر سنتے ہیں؟ (ا) (اگر ایسا ہے) تو ان کا سننے والا کوئی روشن دلیل پیش کرے

۳۸۔ا یعنی کیا ان کا دعویٰ ہے کہ سیڑھی کے ذریعے سے یہ بھی محمد ﷺ کی طرح آسمانوں پر جا کر ملائکہ کی باتیں یا ان کی طرف جو وحی کی جاتی ہے، وہ سن آئے ہیں.

ۃ۔۳۹ اَمۡ لَهُ الۡبَنٰتُ وَ لَكُمُ الۡبَنُوۡنَ ہ

کیا اللہ کے تو سب لڑکیاں ہیں اور تمہارے ہاں لڑکے ہیں؟

ۃ۔۴۰ اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ اَجۡرًا فَهُمۡ مِّنۡ مَّغۡرَمٍ مُّثۡقَلُوۡنَ ط

کیا تو ان سے کوئی اجرت طلب کرتا ہے کہ یہ اس کے تاوان سے بوجھل ہو رہے ہیں(ا).

۴۰۔ا یعنی اس کی ادائیگی ان کے لئے مشکل ہو.

ۃ۔۴۱ اَمۡ عِنۡدَهُمُ الۡغَيۡبُ فَهُمۡ يَكۡتُبُوۡنَ ہ ط

کیا ان کے پاس علم غیب ہے جسے یہ لکھ لیتے ہیں؟(ا)

۴۱۔ا کیا ضرور ان سے پہلے محمد ﷺ مر جائیں گے اور ان کو موت اس کے بعد آئیگی.

ۃ۔۴۲ اَمۡ يُرِيۡدُوۡنَ كَيۡدًا ط فَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا هُمُ الۡمَكِيۡدُوۡنَ ہ ط

کیا یہ لوگ کوئی فریب کرنا چاہتے ہیں؟(ا) تو یقین کرلیں کہ فریب خوردہ کافر ہی ہیں.

۴۲۔ا یعنی ہمارے پیغمبر کے ساتھ، جس سے اس کی ہلاکت واقع ہو جائے.

ۃ۔۴۳ اَمۡ لَهُمۡ اِلٰهٌ غَيۡرُ اللّٰهِ ط سُبۡحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ہ

کیا اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟ (ہرگز نہیں) اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک ہے.

ۃ۔۴۴ وَاِنۡ يَّرَوۡا كِسۡفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوۡلُوۡا سَحَابٌ مَّرۡكُوۡمٌ ہ

اگر یہ لوگ آسمان کے کسی ٹکڑے کو گرتا ہوا دیکھ لیں تب بھی کہہ دیں کہ یہ تہ بہ تہ بادل ہے(ا)

۴۴۔ا مطلب ہے کہ اپنے کفر وعناد سے پھر بھی باز نہ آئیں گے، بلکہ ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہیں گے کہ یہ عذاب نہیں، بلکہ ایک پر ایک بادل چڑھا آرہا ہے، جیسا کہ بعض موقعوں پر ایسا ہوتا ہے.

ۃ۔۴۵ فَذَرۡهُمۡ حَتّٰى يُلٰقُوۡا يَوۡمَهُمُ الَّذِىۡ فِيۡهِ يُصۡعَقُوۡنَ ہ

تو انہیں چھوڑ دے یہاں تک کہ انہیں اس دن سے سابقہ پڑے جس میں یہ بے ہوش کر دیئے جائیں گے.

۴۶ يَوْ مَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُ هُمْ شَيْئًا وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْ نَ ہ ط

جس دن انہیں ان کا مکر کچھ کام نہ دے گا اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے.

۴۷ وَ اِنَّ لِلَّذِ يْنَ ظَلَمُوْ ا عَذَا بًا دُوْ نَ ذٰ لِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ هُمْ لَا يَعْلَمُوْ نَ ہ

بیشک ظالموں کے لئے اس کے علاوہ اور عذاب بھی ہیں لیکن ان لوگوں میں سے اکثر بے علم ہیں(ا)

۴۷۔ا اس بات سے کہ دنیا کے یہ عذاب اور مصائب، اس لئے ہیں تا کہ انسان اللہ کی طرف رجوع کریں یہ نکتہ چونکہ نہیں سمجھتے اس لئے گناہوں سے تائب نہیں ہوتے بلکہ بعض دفعہ پہلے سے بھی زیادہ گناہ کرنے لگ جاتے ہیں. جس طرح ایک حدیث میں فرمایا کہ ” منافق جب بیمار ہو کر صحت مند ہو جاتا ہے تو اس کی مثال اونٹ کی سی ہے . وہ نہیں جانتا کہ اسے کیوں رسیوں سے باندھا گیا ہے .اور کیوں کھلا چھوڑ دیا گیا ہے .

۴۸ وَ اصْبِرْ لِحُكْمِ رَ بِّكَ فَاِ نَّكَ بِاَ عْيُنِنَا وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَ بِّكَ حِيْنَ تَقُوْ مُ ہ

تو اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر سے کام لے، بیشک تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے. صبح کو جب تو اٹھے(ا) اپنے رب کی پاکی اور حمد بیان کر.

۴۸۔ا اس کھڑے ہونے سے کونسا کھڑا ہونا مراد ہے؟ بعض کہتے ہیں جب نماز کے لئے کھڑے ہوں جیسے آغاز نماز میں سُبْحَا نَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ پڑھی جاتی ہے. بعض کہتے ہیں کہ جب کسی مجلس میں کھڑے ہوں جیسے حدیث میں آتا ہے جو شخص کسی مجلس سے اٹھتے وقت یہ دعا پڑھ لے گا تو یہ اس کی مجلس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا ﴿ سُبْحَا نَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْ بُ اِلَيْكَ ﴾ .

۴۹ وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اِدْ بَا رَ النُّجُوْ مِ ہ ع رکوع ۲

اور رات کو بھی اس کی تسبیح پڑھ اور ستاروں کے ڈوبتے وقت بھی (ا)

۴۹۔ا اس سے مراد قیام اللیل یعنی نماز تہجد، جو عمر بھر نبی ﷺ کا معمول رہا.

سُوۡرَۃُ اللنَّجۡمِ ۵۳ یہ سورت مکی ہے اس میں (۶۲) آیات اور (۳) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

☆ یہ پہلی سورت ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے کفار کے مجمع عام میں تلاوت کیا، تلاوت کے بعد آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے پیچھے جتنے لوگ تھے، سب نے سجدہ کیا، ماسوائے امیہ بن خلف کے، اس نے اپنی مٹھی میں مٹی لیکر اس پر سجدہ کیا۔ چنانچہ یہ کفر کی حالت میں ہی مارا گیا (صحیح بخاری)۔

ۃ۔۱ وَ النَّجۡمِ اِذَا ہَوٰی ہ قسم ہے ستارے کی جب وہ گرے (۱)

۱۔۱ بعض مفسرین نے ستارے سے ثریا ستارہ اور بعض نے زہرہ ستارہ مراد لیا ہے، یعنی جب رات کے اختتام پر فجر کے وقت وہ گرتا ہے، یا شیاطین کو مارنے کے لئے گرتا ہے یا بقول بعض قیامت والے دن گریں گے۔

ۃ۔۲ مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمۡ وَ مَا غَوٰی ہ کہ تمہارے ساتھی نے نہ راہ گم کی ہے اور نہ ٹیڑھی راہ پر ہے (۱)

۲۔۱ یہ جواب قسم ہے۔ صَاحِبُکُمۡ (تمہارا ساتھی) کہہ کر نبی ﷺ کی صداقت کو واضح تر کیا گیا ہے کہ نبوت سے پہلے چالیس سال اس نے تمہارے ساتھ اور تمہارے درمیان گزارے ہیں، اس کے شب و روز کے تمام معمولات تمہارے سامنے ہیں، اس کا اخلاق و کردار تمہارا جانا پہچانا ہے۔ راست بازی ایمان داری کے سوا تم نے اس کے کردار میں کبھی کچھ اور بھی دیکھا؟ اب چالیس سال کے بعد جو وہ نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے تو ذرہ سوچو، وہ کس طرح جھوٹ ہو سکتا ہے؟ چنانچہ واقع یہ ہے کہ وہ نہ گمراہ ہوا نہ بہکا ہے۔ ضلالت، راہ حق سے وہ انحراف ہے جو جہالت اور لاعلمی سے ہو اور غویت، کجی ہے جو جانتے بوجھتے حق کو چھوڑ کر اختیار کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں قسم کی گمراہیوں سے اپنے پیغمبر کی تنزیہ بیان فرمائی۔

ق۔۳ وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى ط ہ اورنہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں.

ق۔۴ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى ہ وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے.

ق۔۵ عَلَّمَهٗ شَدِيۡدُ الۡقُوٰى ہ اسے پوری طاقت والے فرشتے نے سکھایا.

ق۔۶ ذُوۡ مِرَّةٍ ط فَاسۡتَوٰى ہ جو زور آور ہے پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا.

ق۔۷ وَ هُوَ بِالۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰى ط ہ اور وہ بلند آسمان کے کناروں پر تھا.

ق۔۸ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ہ پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا.

ق۔۹ فَكَانَ قَابَ قَوۡسَيۡنِ اَوۡ اَدۡنٰى ہ پس وہ دو کمانوں کے بقدر فاصلہ پر رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم.

ق۔۱۰ فَاَوۡحٰۤى اِلٰى عَبۡدِهٖ ہ مَاۤ اَوۡحٰى ط ہ پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی.

ق۔۱۱ مَا كَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰى ہ دل نے جھوٹ نہیں کہا (پیغمبر نے) دیکھا (ا)

۱۱۔ا یعنی نبی ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو اصل شکل میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر ہیں. ایک پر مشرق و مغرب کے درمیان فاصلے جتنا تھا، اس کو آپ کے دل نے جھٹلایا نہیں، بلکہ اللہ کی اس عظیم قدرت کو تسلیم کیا.

ق۔۱۲ اَفَتُمٰرُوۡنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ہ کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پر جو (پیغمبر) دیکھتے ہیں.

ق۔۱۳ وَلَقَدۡ رَاٰهُ نَزۡلَةً اُخۡرٰى ہ اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا.

ق۔۱۴ عِنۡدَ سِدۡرَةِ الۡمُنۡتَهٰى ہ سدرۃ المنتہٰی کے پاس (ا).

۱۴۔ا یہ لیلۃ المعراج کو جب اصل شکل میں جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا، اس کا بیان ہے. یہ سدرۃ المنتہٰی، ایک بیری کا درخت ہے جو چھٹے یا ساتویں آسمان پر ہے اور یہ آخری حد ہے، اس کے اوپر کوئی فرشتہ نہیں جا سکتا. فرشتے اللہ کے احکام بھی یہیں سے وصول کرتے ہیں.

ق۔۱۵ عِنۡدَهَا جَنَّةُ الۡمَاۡوٰى ط ہ اسی کے پاس جنۃ الماویٰ ہے (ا)

۱۵۔ا اسے جنت الماویٰ، اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کا ماویٰ و مسکن یہی تھا، بعض کہتے

ہیں کہ روحیں یہاں آ کر جمع ہوتی ہیں (فتح القدیر)

ۃ۔۱۶ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی ہ جب کہ سدرہ کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی

۱۔۱۶ سدرۃ المنتہیٰ کی اس کیفیت کا بیان ہے جب شب معراج میں آپ ﷺ نے اس کا مشاہدہ کیا، سونے کے پروانے اس کے گرد منڈلا رہے تھے، فرشتوں کا عکس اس پر پڑ رہا تھا، اور رب کی تجلیات کا مظہر بھی وہی تھا (ابن کثیر) اس مقام پر نبی ﷺ کو تین چیزوں سے نوازا گیا، پانچ وقت کی نمازیں سورۂ بقرہ کی آخری آیات اور اس مسلمان کی مغفرت کا وعدہ جو شرک کی آلودگیوں سے پاک ہوگا (صحیح مسلم).

ۃ۔۱۷ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ہ نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی (۱).

۱۔۱۷ یعنی نبی ﷺ کی نگاہیں دائیں بائیں ہوئیں اور نہ حد سے بلند اور متجاوز ہوئیں جو آپ ﷺ کے لئے مقرر کردی گئی تھی. (ایسر التفاسیر)

ۃ۔۱۸ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی ہ

یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں (۱) رکوع

۱۔۱۸ جن میں جبرائیل علیہ السلام اور سدرۃ المنتہیٰ کا دیکھنا اور دیگر مظاہر قدرت کا مشاہدہ ہے جس کی کچھ تفصیل احادیث معراج میں بیان کی گئی ہے.

ۃ۔۱۹ اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی ہ کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا.

ۃ۔۲۰ وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی ہ اور منات تیسرے پچھلے کو (۱)

۱۔۲۰ یہ مشرکین کی توبیخ کے لئے کہا جا رہا ہے کہ اللہ کی یہ تو شان ہے جو مذکور ہوئی کہ جبرائیل علیہ السلام جیسے عظیم فرشتوں کا وہ خالق ہے، رسول اللہ ﷺ جیسے اس کے رسول ہیں، جنہیں اس نے آسمان پر بلا کر بڑی بڑی نشانیوں کا مشاہدہ بھی کرایا اور وحی بھی ان پر نازل فرماتا ہے. کیا تم جن معبودوں کی عبادت کرتے ہو، ان کے اندر بھی یہ یا اس قسم کی خوبیاں ہیں؟ اس ضمن میں عرب کے تین مشہور بتوں کے نام بطور مثال لئے.

ۃ۔۲۱ اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَہُ الْاُنْثٰی ہ کیا تمہارے لئے لڑکے اور اللہ کے لئے لڑکیاں ہیں (۱)

۲۱-ا مشرکین مکہ فرشتوں کواللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے، یہ اس کی تردید ہے، جیسا کہ متعدد جگہ یہ مضمون گزر چکا ہے.

ة-۲۲ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ہ یہ تو اب بڑی بے انصافی کی تقسیم ہے.

۲۲-ا ضِيْزٰى، حق وصواب سے ہٹی ہوئی.

ة-۲۳ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط
اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ہ ط
دراصل یہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ان کے لئے رکھ لئے ہیں اللہ نے
ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری. یہ لوگ صرف اٹکل کے اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہوئے
ہیں اور یقیناً ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے.

الربع

ة-۲۴ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ہ کیا ہر شخص جو آرزو کرے اسے میسر ہے؟ (ا)

۲۴-ا یعنی یہ جو چاہتے ہیں کہ ان کے یہ معبود انہیں فائدہ پہنچائیں اور ان کی شفارش کریں یہ ممکن ہی نہیں.

ة-۲۵ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَ الْاُوْلٰى ہ اللہ ہی کے ساتھ ہے یہ جہان اور وہ جہان (ا) ع

۲۵-ا یعنی وہی ہوگا، جو وہ چاہے گا، کیونکہ تمام اختیارات اسی کے پاس ہیں.

ة-۲۶ وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ
اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَرْضٰى ہ
اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں ہیں جن کی شفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ
اپنی خوشی اور اپنی چاہت سے جس کے لئے چاہے اجازت دے دے (ا)

۲۶-ا یعنی فرشتے، جو اللہ کے مقرب ترین مخلوق ہے ان کو بھی شفاعت کا حق صرف انہی لوگوں کے
لئے ملے گا جن کے لئے اللہ پسند کرے گا، جب یہ بات ہے تو پھر یہ پتھر کی مورتیاں کس طرح کسی کی
سفارش کرسکیں گی؟ جن سے تم آس لگائے بیٹھے ہو، نیز اللہ تعالیٰ مشرکوں میں کسی کو سفارش کرنے کا حق

بھی کب دے گا، جب کہ شرک اس کے نزدیک نا قابل معافی ہے؟

ۃ۔۲۷ اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ لَیُسَمُّوۡنَ الۡمَلٰٓئِکَۃَ تَسۡمِیَۃَ الۡاُنۡثٰی ہ

بیشک لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کا زنانہ نام مقرر کرتے ہیں

ۃ۔۲۸ وَمَا لَہُمۡ بِہٖ مِنۡ عِلۡمٍ ط اِنۡ یَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ الۡحَقِّ شَیۡئًا ہ

حالانکہ انہیں اس کا علم نہیں وہ صرف اپنے گمان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور بیشک وہم (گمان) حق کے مقابلے میں کچھ کام نہیں دیتا.

ۃ۔۲۹ فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَّنۡ تَوَلّٰی عَنۡ ذِکۡرِنَا وَ لَمۡ یُرِدۡ اِلَّا الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ہ ط

تو آپ اس سے منہ موڑ لیں جو ہماری یاد سے منہ موڑے اور جن کا ارادہ بجز زندگانی دنیا کے اور کچھ نہیں.

ۃ۔۳۰ ذٰلِکَ مَبۡلَغُہُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ ط اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اہۡتَدٰی ہ الربع

یہی ان کے علم کی انتہا ہے. آپ کا رب اس سے خوب واقف ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور وہی خوب واقف ہے اس سے بھی جو راہ یافتہ ہے.

ۃ۔۳۱ وَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا بِالۡحُسۡنٰی ہ

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تا کہ اللہ تعالیٰ برے عمل کرنے والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے اور نیک کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ عنائت فرمائے (۱)

۳۱۔ا یعنی ہدایت اور گمراہی اسی کے ہاتھ میں ہے، وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے، گمراہی کے گڑھے میں ڈال دیتا ہے، تاکہ نیکوکار اس کی نیکیوں کا صلہ اور بدکار کو اس کی برائیوں کا بدلہ دے.

ۃ۔۳۲ اَلَّذِیۡنَ یَجۡتَنِبُوۡنَ کَبٰٓئِرَ الۡاِثۡمِ وَ الۡفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ط اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الۡمَغۡفِرَۃِ ط
ہُوَ اَعۡلَمُ بِکُمۡ اِذۡ اَنۡشَاَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ وَ اِذۡ اَنۡتُمۡ اَجِنَّۃٌ فِیۡ بُطُوۡنِ اُمَّہٰتِکُمۡ فَلَا تُزَکُّوۡۤا
اَنۡفُسَکُمۡ ط ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ہ ع رکوع ۸

اور ان لوگوں کو جو بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور بے حیائی سے بھی سوائے کسی چھوٹے گناہ کے (۱) بیشک تیرا رب بہت کشادہ مغفرت والا ہے، وہ تمہیں بخوبی جانتا ہے جبکہ اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جبکہ تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے (۲) پس تم اپنی پاکیزگی آپ بیان کرو (۳) وہی پرہیز

گاروں کو خوب جانتا ہے۔

۳۲۔ا اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی بڑے گناہ کے آغاز کا ارتکاب، لیکن بڑے گناہ سے پرہیز کرنا یا کسی گناہ کا ایک دو مرتبہ کرنا پھر ہمیشہ کے لئے اسے چھوڑ دینا، یا کسی گناہ کا محض دل میں خیال کرنا لیکن عملاً اس کے قریب نہ جانا، یہ سارے صغیرہ گناہ ہوں گے، جو اللہ تعالیٰ بڑے گناہ سے پرہیز کی برکت سے معاف فرما دے گا۔

۳۲۔۲ اَجِنَّةٌ، پیٹ کے بچے کو کہا جاتا ہے، اس لئے کہ یہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوتا ہے۔

۳۲۔۳ یعنی جب اس سے تمہاری کوئی کفیت اور حرکت پوشیدہ نہیں، حتیٰ کہ جب تم ماں کے پیٹ میں تھے، جہاں تمہیں کوئی دیکھنے پر قادر نہ تھا، وہاں بھی تمہارے تمام احوال سے وہ واقف تھا، تو پھر اپنی پاکیزگی بیان کرنے کی اور اپنے منہ میاں مٹھو بننے کی کیا ضرورت ہے؟ مطلب یہ ہے کہ ایسا نہ کرو کہ ریاکاری سے بچو۔

ة۔۳۳ اَفَرَئَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی ہ کیا آپ نے اسے دیکھا جس نے منہ موڑ لیا۔

ة۔۳۴ وَاَعْطٰی قَلِیْلًا وَّاَکْدٰی ہ اور بہت کم دیا اور ہاتھ روک لیا(۱)

۳۴۔ا یعنی تھوڑا سا دیکر ہاتھ روک لیا۔ یا تھوڑی سی اطاعت کی اور پیچھ ہٹ گیا، یعنی کوئی کام شروع کرے لیکن اسے پایہ تکمیل تک نہ پہنچائے۔

ة۔۳۵ اَعِنْدَہٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَھُوَ یَرٰی ہ کیا اسے علم غیب ہے کہ وہ (سب کچھ) دیکھ رہا ہے(۱)

۳۵۔ا یعنی کیا وہ دیکھ رہا ہے کہ اس نے فی سبیل اللہ خرچ کیا تو اس کا مال ختم ہو جائے گا؟ نہیں، غیب کا یہ علم اس کے پاس نہیں ہے بلکہ وہ خرچ کرنے سے گریز محض بخل، دنیا کی محبت اور آخرت پر عدم یقین کی وجہ سے کر رہا ہے اور اطاعت الٰہی سے انحراف کی وجوہات بھی یہی ہیں۔

ة۔۳۶ اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی ہ کیا اسے اس چیز کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ (علیہ السلام) کے۔

ۃ۔۳۷ وَ اِ بْـرٰ هِيْمَ الَّذِیْ وَ فّٰـی ہ اور وفادار ابراہیم (علیہ السلام) کی آسمانی کتابوں میں تھا.

ۃ۔۳۸ اَلَّا تَـــزِ رُ وَا زِ رَ ۃٌ وِّ زْ رَ اُخْـرٰی ہ کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا.

ۃ۔۳۹ وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِ نْسَا نِ اِ لَّا مَا سَعٰی ہ

اور یہ کہ ہرانسان کے لئےصرف وہی ہے جس کی کوشش خوداس نے کی (۱).

۳۹۔۱ یعنی جس طرح کوئی کسی دوسرے کے گناہ کا ذمے دارنہیں ہوگا، اسی طرح اسے آخرت میں اجر بھی انہی چیزوں کا ملے گا، جن میں اس کی اپنی محنت ہوگی.

ۃ۔۴۰ وَ اَنَّ سَـعْيَــهٗ سَـوْ فَ يُـرٰی ہ اور یہ بیشک اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی.

۴۰۔۱ یعنی دنیا میں اس نے اچھا یا برا جو بھی کیا، چھپ کر کیا یا علانیہ کیا، قیامت والے دن سامنے آجائے گا اوراس پراسے پوری جزا دی جائے گی.

ۃ۔۴۱ ثُمَّ يُجْزٰ هُ الْجَزَ آ ءَ الْاَوْ فٰی ہ پھراسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا.

ۃ۔۴۲ وَ اَنَّ اِلٰی رَ بِّكَ الْمُنْتَهٰی ہ اور یہ کہ آپ کے رب ہی کی طرف سے پہنچنا ہے.

ۃ۔۴۳ وَ اَ نَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰی ہ اور یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے.

ۃ۔۴۴ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَ مَا تَ وَ اَ حْيَا ہ اور یہ کہ وہی مارتا ہےاورجلاتا ہے.

ۃ۔۴۵ وَ اَنَّهٗ خَلَقَ الزَّ وْ جَيْنِ الذَّ كَرَ وَ الْاُ نْثٰی ہ اوراسی نے جوڑا یعنی نر مادہ پیدا کیا.

ۃ۔۴۶ مِنْ نُّطْفَةٍ اِ ذَ ا تُمْنٰی ہ نطفہ سے جب وہ ٹپکایا جاتا ہے.

ۃ۔۴۷ وَ اَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَ ةَ الْاُ خْرٰ ی ہ اور یہ کہ اسی کے ذمہ دوبارہ پیدا کرنا ہے.

ۃ۔۴۸ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰی وَ اَ قْنٰی ہ اور یہ کہ وہی مالدار بناتا ہے اور سرمایا دیتا ہے (۱)

۴۸۔۱ یعنی کسی کو اتنی تونگری دیتا ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا اوراسکی تمام حاجتیں پوری ہوجاتی ہیں اور کسی کو اتنا سرمایا دے دیتا ہے کہ اس کے پاس ضرورت سے زائد بچ رہتا ہےاوروہ اس کو جمع کرکے

رکھتا ہے.

ۃ۔۴۹ وَ اَنَّہٗ ھُوَ رَبُّ الشِّعۡرٰی ہ اور یہ کہ وہی شعریٰ (ستارے) کا رب ہے(ا).

ا۔۴۹ رب تو وہ ہر چیز کا ہے، یہاں ستارے کا نام اس لئے لیا ہے کہ بعض عرب قبائل اس کو پوجا کرتے ہیں.

ۃ۔۵۰ وَ اَنَّہٗۤ اَھۡلَكَ عَادَا لۨاُوۡلٰی ہ اور یہ کہ اسی نے عاد اول کو ہلاک کیا ہے(ا).

ا۔۵۰ قوم عاد اول اس لئے کہا اس لئے کہا کہ یہ ثمود سے پہلے ہوئی، یا اس لئے کہ قوم نوح کے بعد سب سے پہلے یہ قوم ہلاک کی گئی. بعض کہتے ہیں، عاد نامی دو قومیں گزری ہیں، یہ پہلی ہے جسے باد تند سے ہلاک کیا گیا جب کہ دوسری زمانے کی گردشوں کے ساتھ مختلف ناموں سے چلتی اور بکھرتی ہوئی موجود رہی.

ۃ۔۵۱ وَ ثَمُوۡدَا فَمَاۤ اَبۡقٰی ہ اور ثمود کو بھی (جن میں سے) ایک کو بھی باقی نہ رکھا.

رکوع ۳ **ۃ۔۵۲** وَ قَوۡمَ نُوۡحٍ مِّنۡ قَبۡلُ ؕ اِنَّھُمۡ كَانُوۡا ھُمۡ اَظۡلَمَ وَ اَطۡغٰی ہ ؕ

اور اس سے پہلے قوم نوح کو، یقیناً وہ بڑے ظالم اور سرکش تھے.

ۃ۔۵۳ وَ الۡمُؤۡتَفِكَةَ اَھۡوٰی ہ اور مؤتفکہ (شہر یا الٹی ہوئی بستیوں کو) اسی نے الٹ دیا(ا).

ا۔۵۳ اس سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کی بستیاں ہیں، جن کو الٹ دیا گیا.

ۃ۔۵۴ فَغَشّٰھَا مَا غَشّٰی ہ پھر اس پر چھا دیا جو چھایا(ا)

ا۔۵۴ یعنی اس کے بعد ان پر پتھروں کی بارش ہوئی.

ۃ۔۵۵ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰی ہ پس اے انسان تو اپنے رب کی کس کس نعمت کے بارے میں جھگڑے گا؟(ا)

ا۔۵۵ یا شک کرے گا اور ان کو جھٹلائے گا، جب کہ وہ اتنی عام اور واضع ہیں کہ ان کا انکار ممکن ہے اور نہ چھپانا ہی.

ۃ۔۵۶ ھٰذَا نَذِیۡرٌ مِّنَ النُّذُرِ الۡاُوۡلٰی ہ یہ (نبی) ڈرانے والے ہیں پہلے ڈرانے والوں میں سے.

ق۔۵۷ اَ زِ فَتِ الْاٰ زِ فَةُ ہ آنے والی گھڑی قریب آ گئی ہے.

ق۔۵۸ لَیۡسَ لَهَا مِنۡ دُوۡ نِ اللّٰهِ کَا شِفَةٌ ہ ط اللہ کے سوا اس کا (وقت معین پر کھول) دکھانے والا اور کوئی نہیں.

ق۔۵۹ اَ فَمِنۡ هٰذَ ا الۡحَدِ یۡثِ تَعۡجَبُوۡ نَ ہ پس کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو؟(۱)

۵۹۔ا بات سے مراد قرآن کریم ہے،یعنی اس سے تم تعجب کرتے اور اس کا مذاق کرتے ہو،حالانکہ اس میں نہ تعجب والی کوئی بات ہے نہ مذاق اور جھٹلانے والی.

ق۔۶۰ وَ تَضۡحَکُوۡ نَ وَ لَا تَبۡکُوۡ نَ ہ اور ہنس رہے ہو؟ روتے نہیں؟

ق۔۶۱ وَ اَنۡتُمۡ سٰمِدُوۡ نَ ہ (بلکہ) تم کھیل رہے ہو.

ق۔۶۲ فَا سۡ جُدُ وۡ ا لِلّٰهِ وَا عۡبُدُ وۡ ا ہ السجدۃ رکوع

اب اللہ کے سامنے سجدے کرو اور (اسی کی) عبادت کرو(۱)

۶۲۔ا یہ مشرکین اور مکذبین کی توبیخ کے لئے حکم دیا.یعنی جب ان کا معاملہ یہ ہے کہ وہ قرآن کو ماننے کی بجائے،اس کا مذاق واستخفاف کرتے ہیں اور ہمارے پیغمبر کے وعظ ونصیحت کا کوئی اثر ان پر نہیں ہو رہا ہے، تو اے مسلمانو! تم اللہ کی بارگاہ میں جھک کر اور اس کی عبادت واطاعت کا مظاہرہ کرکے قرآن کی تعظیم و توقیر کا اہتمام کرو. چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں نبی ﷺ نے اور صحابہ نے سجدہ کیا،حتیٰ کہ اس وقت مجلس میں موجود کفار نے بھی سجدہ کیا جیسا کہ حدیث میں ہے.

سُوۡ رَ ةُ الۡقَمَرِ ۵۴ یہ سورت مکی ہے اس میں (۵۵) آیات اور (۳) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّ حۡمٰنِ الرَّ حِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے.

☆ یہ بھی ان سورتوں میں ہے جنہیں رسول اللہ ﷺ نماز عید میں پڑھا کرتے تھے،

ۃ۔۱ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ہ

قیامت قریب آ گئی (۱) اور چاند پھٹ گیا (۲).

ا۔۱ یک تو بہ اعتبار اس زمانے کے جو گزر گیا، کیونکہ جو باقی ہے، وہ تھوڑا ہے. دوسرے، ہر آنے والی چیز قریب ہی ہے چنانچہ نبی ﷺ نے اپنی بابت فرمایا کہ میرا وجود قیامت سے متصل ہے، یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں آئے گا.

ا۔۲ یہ وہ معجزہ ہے جو اہل مکہ کے مطالبے پر دکھایا گیا، چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے حتٰی کہ لوگوں نے حرا پہاڑ کو اس کے درمیان دیکھا. یعنی اس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف اور ایک ٹکڑا اس طرف ہو گیا (صحیح بخاری).

ۃ۔۲ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ہ

یہ اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں یہ پہلے سے چلا آتا ہوا جادو ہے (۱)

۲۔۱ یعنی قریش نے، ایمان لانے کی بجائے، اسے جادو قرار دے کر اپنے اعراض کی روش جاری رکھی.

ۃ۔۳ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ہ

انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام ٹھہرے ہوئے وقت پر مقرر ہے (۱)

۳۔۱ یہ کفار مکہ کی تکذیب اور اتباع کی تردید کے لئے فرمایا کہ ہر کام کی ایک انتہا ہوتی ہے، وہ کام اچھا ہو یا برا یعنی بالآخر اس کا نتیجہ نکلے گا، اچھے کام کا نتیجہ اچھا اور برے کام کا نتیجہ برا. اس نتیجے کا ظہور دنیا میں بھی ہو سکتا ہے اگر اللہ کی مشیت ہو، ورنہ آخرت میں تو یقینی ہے.

ۃ۔۴ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ہ

یقیناً ان کے پاس وہ خبریں آ چکی ہیں (۱) جن میں ڈانٹ ڈپٹ (کی نصیحت) ہے.

۴۔۱ یعنی گزشتہ امتوں کی ہلاکت کی، جب انہوں نے جھٹلایا.

ۃ۔۵ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ہ

اورکامل عقل کی بات ہے(۱) لیکن ان ڈراونی باتوں نے بھی کچھ فائدہ نہ دیا.

۵۔ا یعنی ایسی بات جوتباہی سے پھیر دینے والی ہے یاقرآن حکمت بالغہ ہے جس میں کوئی نقص یا خلل نہیں ہے. یااللہ تعالیٰ جس کوہدایت دے اوراس یا گمراہ کرے،اس میں بڑی حکمت ہے جس کووہی جانتا ہے.

ۃ۔۶ فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ يَوۡمَ يَدۡعُ الدَّاعِ اِلٰى شَىۡءٍ نُّكُرٍ ہ

پس(اے نبی) تم ان سے اعراض کروجس دن ایک پکارنے والا ناگوار چیز کی طرف پکارے گا(۱)

۶۔ا یعنی اس دن کو یاد کرو، نہائت ہولناک اور دہشت ناک مراد میدان محشر اورموقف حساب کے آزمائشیں ہیں.

ۃ۔۷ خُشَّعًا اَبۡصَارُهُمۡ يَخۡرُجُوۡنَ مِنَ الۡاَجۡدَاثِ كَاَنَّهُمۡ جَرَادٌ مُّنۡتَشِرٌ ہ

یہ جھکی آنکھوں قبروں سے اس طرح نکل کھڑے ہوں گے کہ گویا وہ پھیلا ہوا ٹڈی دل ہے(۱).

۷۔ا یعنی قبروں سےنکل کروہ اس طرح پھیلیں گےاورموقف حساب کی طرف اس طرح نہایت تیزی سے جائیں گے،گویاٹڈی دل ہے جوآناً فاناً میں کشادہ فضامیں پھیل جاتا ہے.

ۃ۔۸ مُّهۡطِعِيۡنَ اِلَى الدَّاعِ ؕ يَقُوۡلُ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا يَوۡمٌ عَسِرٌ ہ

پکارنے والے کی طرف دوڑتے ہونگے اورکافرکہیں گے کہ یہ دن توبہت سخت ہے.

ۃ۔۹ كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ فَكَذَّبُوۡا عَبۡدَنَا وَقَالُوۡا مَجۡنُوۡنٌ وَّازۡدُجِرَ ہ

ان سے پہلے قوم نوح نے بھی ہمارے بندے کوجھٹلایا تھا اور دیوانہ بتلا کر جھڑک دیا گیا تھا(۱).

۹۔ا یعنی قوم نوح نے نوح علیہ السلام کی تکذیب ہی نہیں کی، بلکہ انہیں جھڑکا اورڈرایادھمکایا بھی گیا تھا.

ۃ۔۱۰ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّىۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ ہ

پس اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں بےبس ہوں تومیری مدد کر.

ق۔۱۱ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ہ

پس ہم نے آسمان کے دروازوں کو زور کے مینہ سے کھول دیا.

۱۔۱۱ کہتے ہیں کہ چالیس دن تک مسلسل خوب زور سے پانی برستا رہا.

ق۔۱۲ وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ہ

اور زمین سے چشموں کو جاری کر دیا پس اس کام کے لئے جو مقدر کیا گیا تھا (دونو) پانی جمع ہو گئے.

ق۔۱۳ وَ حَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ ہ

اور ہم نے اسے تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کر لیا.

ق۔۱۴ تَجْرِىْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ہ

جو ہماری آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی. بدلہ اس کی طرف سے جس کا کفر کیا گیا تھا.

ق۔۱۵ وَ لَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ہ

اور بیشک ہم نے اس واقعہ کو نشانی بنا کر باقی رکھا پس کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا (۱)

۱۔۱۵ مُدَّكِرٍ معنی ہیں عبرت پکڑنے اور نصیحت حاصل کرنے والا (فتح القدیر)

رکوع ۱ **ق۔۱۶** فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَ نُذُرِ ہ

بتاؤ میرا عذاب اور میری ڈرانے والی باتیں کیسی رہیں؟

ق۔۱۷ وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ہ

اور بیشک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے (۱) پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے.

۱۔۱۷ یعنی اس کے مطلب اور معانی کو سمجھنا، اس سے عبرت و نصیحت حاصل کرنا اور اسے زبانی یاد کرنا ہم نے آسان کر دیا، اسی طرح یہ دنیا کی واحد کتاب ہے، جو لفظ بہ لفظ یاد کر لی جاتی ہے ورنہ چھوٹی سی کتاب کو بھی اس طرح یاد کر لینا اور اسے یاد رکھنا نہایت مشکل ہے اور یہ قلب و دماغ کی گہرائیوں

میں اتر کر کفر و معصیت کی تمام آلودگیوں کو صاف کر دیتی ہے.

ق-۱۸ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَ نُذُرِ ه

قوم عاد نے بھی جھٹلایا پس کیسا ہوا میرا عذاب اور میری ڈرانے والی باتیں.

ق-۱۹ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ه

ہم نے ان پر تیز و تند مسلسل چلنے والی ہوا، ایک منحوس دن میں بھیج دی (۱)

۱۹-۱ کہتے ہیں یہ بدھ کی شام تھی، جب اس تند، یخ اور شاں شاں کرتی ہوئی ہوا کا آغاز ہوا، پھر مسلسل ۷ راتیں اور ۸ دن چلتی رہی. یہ ہوا گھروں اور قلعوں میں بند انسانوں کو بھی وہاں سے اٹھاتی اور اس طرح زور سے انہیں زمین پر پٹختی کہ ان کے سر ان کے دھڑوں سے الگ ہو جاتے. یہ دن ان کے لئے عذاب کے اعتبار سے منحوس ثابت ہوا.

ق-۲۰ تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ه

جو لوگوں کو اٹھا اٹھا کر دے پٹختی تھی، گویا کہ وہ جڑ سے کٹے ہوئے کھجور کے تنے ہیں.

ق-۲۱ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَ نُذُرِ ه پس کیسی رہی میری سزا اور میرا ڈرانا.

ق-۲۲ وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ه ع رکوع

یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے، پس کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا.

ق-۲۳ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ه

قوم ثمود نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا.

ق-۲۴ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ه

اور کہنے لگے کیا ہم ایک شخص کی فرمانبرداری کرنے لگیں گے؟ تب تم یقیناً غلطی اور دیوانگی میں پڑے ہوئے ہونگے (۱)

۲۴_ا یعنی ایک بشر کو رسول مان لینا، ان کے نزدیک گمراہی اور دیوانگی تھی.

ۃ_۲۵ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ٥

کیا ہمارے سب کے درمیان صرف اسی پر وحی اتاری گئی؟ نہیں بلکہ وہ جھوٹا شیخی خور ہے(ا)

۲۵_ا یعنی اس نے جھوٹ بھی بولا تو بہت بڑا. کہ مجھ پر وحی آتی ہے. بھلا ہم میں سے صرف اسی پر وحی آنی تھی؟ یا اس کے ذریعے سے ہم پر اپنی بڑائی جتانا اس کا مقصد تھا.

ۃ_۲۶ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ٥

اب سب جان لیں گے کل کو کہ کون جھوٹا اور شیخی خور تھا؟(ا)

۲۶_ا یہ خود، پیغمبر پر الزام تراشی کرنے والے. یا حضرت صالح علیہ السلام، جن کو اللہ نے وحی و رسالت سے نوازا. غَدًا یعنی کل سے مراد قیامت کا دن یا دنیا میں ان کے لئے عذاب کا مقررہ دن.

ۃ_۲۷ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ٥

بیشک ہم ان کی آزمائش کے لئے اونٹنی بھیجیں گے(ا) پس (اے صالح) تو ان کا منتظر رہ اور صبر کر.

۲۷_ا کہ یہ ایمان لاتے ہیں یا نہیں وہی اونٹنی ہے جو اللہ نے خود ان کے کہنے پر پتھر کی ایک چٹان ظاہر فرمائی تھی.

ۃ_۲۸ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ٥

ہاں انہیں خبردار کر دے کہ پانی ان میں تقسیم شدہ ہے .(ا) ہر ایک اپنی باری پر حاضر ہوگا(۲)

۲۸_ا یعنی ایک دن اونٹنی کے پانی پینے کے لئے اور ایک دن قوم کے پانی پینے کے لئے.

۲۸_۲ مطلب ہے ہر ایک کا حصہ اس کے ساتھ ہی خاص ہے جو اپنی اپنی باری پر حاضر ہو کر وصول کرے دوسرا اس روز نہ آئے شُرْبٌ، حصہ آب.

ۃ_۲۹ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ٥

انہوں نے اپنے ساتھی کو آواز دی (۱) جس نے (اونٹنی پر) وار کیا (۲) اور (اس کی) کوچیں کاٹ دیں.

۲۹۔۱ یعنی جس کو انہوں نے اونٹنی کو قتل کرنے کے لئے آمادہ کیا تھا، جس کا نام قدار بن سالف بتلایا جاتا ہے، اس کو پکارا کہ وہ اپنا کام کرے.

۲۹۔۲ یا تلوار یا اونٹنی کو پکڑا اور اس کی ٹانگیں کاٹ دیں اور پھر اسے ذبح کر دیا. بعض نے فَتَعَاطٰی کے معنی فَجَسَرَ کئے ہیں، پس اس نے جسارت کی.

ۃ۔۳۰ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَ نُذُرِ ہ

پس کیونکر ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا.

ۃ۔۳۱ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ہ

ہم نے ان پر ایک چیخ بھیجی پس ایسے ہو گئے جیسے باڑ بنانے والے کی روندی ہوئی گھاس (۱)

۳۱۔۱ باڑ جو خشک جھاڑیوں اور لکڑیوں سے جانوروں کی حفاظت کے لئے بنائی جاتی ہے، خشک لکڑیاں اور جھاڑیاں مسلسل روندے جانے کی وجہ سے چورا چورا ہو جاتی ہیں وہ بھی اس باڑ کی مانند ہمارے عذاب سے چورا ہو گئے.

ۃ۔۳۲ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ہ

اور ہم نے نصیحت کے لئے قرآن کو آسان کر دیا پس کیا ہے کوئی جو نصیحت قبول کرے.

ۃ۔۳۳ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ ہ

قوم لوط نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا.

ۃ۔۳۴ اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ہ

بیشک ہم نے ان پر پتھر برسانے والی ہوا بھیجی (۱) سوائے لوط (علیہ السلام) کے گھر والوں کے، انہیں ہم نے سحر کے وقت نجات دی.

۳۴۔ا یعنی ایسی ہوا بھیجی جو ان کو کنکریاں مارتی تھی، یعنی ان کی بستیوں کو ان پر الٹا کر دیا گیا، اس طرح کہ ان کا اوپر والا حصہ نیچے اور نیچے والا حصہ اوپر، اس کے بعد ان پر کھنگر پتھروں کی بارش ہوئی جیسا کہ سورۂ ہود وغیرہ میں تفصیل گزری۔

۳۵۔ۃ نِّعۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِ نَا ؕ كَذٰلِكَ نَجۡزِىۡ مَنۡ شَكَرَ ہ

اپنے احسان سے (۱) ہر ہر شکر گزار کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

۳۵۔ا یعنی ان کو عذاب سے بچانا، یہ ہماری رحمت اور احسان تھا جو ان پر ہوا۔

۳۶۔ۃ وَ لَقَدۡ اَنۡذَرَهُمۡ بَطۡشَتَنَا فَتَمَارَوۡا بِالنُّذُرِ ہ

یقیناً (لوط علیہ السلام) نے انہیں ہماری پکڑ سے ڈرایا (۱) تھا لیکن انہوں نے ڈرانے والے کے بارے میں (شک وشبہ اور) جھگڑا کیا (۲)

۳۶۔ا یعنی عذاب آنے سے پہلے سخت گرفت سے ڈرایا تھا۔

۳۶۔۲ لیکن انہوں نے اس کی پروا نہ کی بلکہ شک کیا اور ڈرانے والوں سے جھگڑتے رہے۔

۳۷۔ۃ وَ لَقَدۡ رَاوَدُوۡهُ عَنۡ ضَيۡفِهٖ فَطَمَسۡنَاۤ اَعۡيُنَهُمۡ فَذُوۡقُوۡا عَذَابِىۡ وَ نُذُرِ ہ

اور ان (لوط علیہ السلام) کو ان کے مہمانوں کے بارے میں پھسلایا پس ہم نے ان کی آنکھیں آندھی کر دیں (۱) اور کہہ دیا میرا ڈرانا اور میرا عذاب چکھو۔

۳۷۔ا کہتے ہیں کہ یہ فرشتے جبرائیل میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام تھے۔ جب انہوں نے بدفعلی کی نیت سے فرشتوں (مہمانو) کو لینے پر زیادہ اصرار کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پر کا ایک حصہ انہیں مارا، جس سے ان کی آنکھوں کے ڈھیلے ہی باہر نکل آئے، بعض کہتے ہیں، صرف آنکھوں کی بصارت زائل ہوئی، آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو کر گھر پہنچے اور پھر صبح اس عذاب عام میں تباہ ہو گئے جو پوری قوم کے لئے آیا۔ (ابن کثیر)۔

ق۔۳۸ وَ لَقَدۡ صَبَّحَهُمۡ بُكۡرَةً عَذَابٌ مُّسۡتَقِرٌّ ﴿﴾

اور یقینی بات ہے کہ انہیں صبح سویرے ہی ایک جگہ پکڑنے والے مقررہ عذاب نے غارت کر دیا(ا).

۳۸۔ا یعنی صبح ان پر نازل ہونے والا عذاب آ گیا، جو انہیں ہلاک کئے بغیر نہ چھوڑے

ق۔۳۹ فَذُوۡقُوۡا عَذَابِیۡ وَ نُذُرِ ﴿﴾

پس میرے عذاب اور میرے ڈراوے کا مزہ چکھو.

ق۔۴۰ وَ لَقَدۡ یَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ ﴿﴾ ع رکوع

اور یقیناً ہم نے قرآن کو پند و واعظ کے لئے آسان کر دیا ہے(ا) پس کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا.

۴۰۔ا قرآن کا اس سورت میں بار بار ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ قرآن اور اس کے فہم و حفظ کو آسان کر دینا، اللہ کا احسان عظیم ہے، اس کے شکر سے انسان کو کبھی غافل نہیں ہونا چاہیئے.

ق۔۴۱ وَ لَقَدۡ جَآءَ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ النُّذُرُ ﴿﴾

اور فرعونیوں کے پاس بھی ڈرانے والے آئے.

ق۔۴۲ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا کُلِّهَا فَاَخَذۡنٰهُمۡ اَخۡذَ عَزِیۡزٍ مُّقۡتَدِرٍ ﴿﴾

انہوں نے ہماری تمام نشانیاں جھٹلائیں(ا) پس ہم نے بڑے غالب قوی پکڑنے والے کی طرح پکڑ لیا.

۴۲۔ا وہ، نشانیاں، جن کے ذریعے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور فرعونیوں کو ڈرایا، یہ نشانیاں تھیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے.

ق۔۴۳ اَکُفَّارُکُمۡ خَیۡرٌ مِّنۡ اُولٰٓئِکُمۡ اَمۡ لَکُمۡ بَرَآءَةٌ فِی الزُّبُرِ ﴿﴾

(اے قریشیو!) کیا تمہارے کافر ان کافروں سے کچھ بہتر ہیں؟(ا) یا تمہارے لئے اگلی کتابوں میں چھٹکارا لکھا ہوا ہے.

۴۳۔ا یہ استفہام انکار یعنی نفی کے لئے ہے، یعنی اے اہل عرب! تمہارے کافر، گذشتہ کافروں سے

بہتر نہیں ہیں، جب وہ اپنے کفر کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے، تو تم جب کہ تم ان سے بدتر ہو، عذاب سے سلامتی کی امید کیوں رکھتے ہو.

ق۔۴۴ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ نَحۡنُ جَمِیۡعٌ مُّنۡتَصِرٌ ہ

یا یہ کہتے ہیں کہ ہم غلبہ پانے والی جماعت ہیں(۱).

۴۴۔۱ تعداد کی کثرت اور وسائل قوت کی وجہ سے، ہم دشمن سے انتقام لینے پر قادر ہیں.

ق۔۴۵ سَیُہۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَ یُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ ہ

عنقریب یہ جماعت شکست دی جائے گی اور پیٹھ دے کر بھاگے گی (۱)

۴۵۔۱ جماعت سے مراد کفار مکہ ہیں. چنانچہ بدر میں انہیں شکست ہوئی اور یہ پیٹھ دے کر بھاگے.

ق۔۴۶ بَلِ السَّاعَۃُ مَوۡعِدُہُمۡ وَالسَّاعَۃُ اَدۡہٰی وَ اَمَرُّ ہ

بلکہ قیامت کی گھڑی ان کے وعدے کے وقت ہے اور قیامت بڑی سخت اور کڑوی چیز ہے(۱)

۴۶۔۱ یعنی دنیا میں جو یہ قتل کئے گئے، قیدی بنائے گئے وغیرہ، یہ ان کی آخری سزا نہیں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت سزائیں ان کو قیامت والے دن دی جائیں گی جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے.

ق۔۴۷ اِنَّ الۡمُجۡرِمِیۡنَ فِیۡ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ہ

بیشک گناہ گار گمراہی میں اور عذاب میں ہیں.

ق۔۴۸ یَوۡمَ یُسۡحَبُوۡنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوۡہِہِمۡ ؕ ذُوۡقُوۡا مَسَّ سَقَرَ ہ

رکوع ۳ جس دن وہ اپنے منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) دوزخ کی آگ لگنے کے مزے چکھو

۴۸۔۱ سَقَرَ بھی جہنم کا نام ہے یعنی اس کی حرارت اور شدت عذاب کا مزہ چکھو.

ق۔۴۹ اِنَّا کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقۡنٰہُ بِقَدَرٍ ہ

بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) انداز ے سے پیدا کیا ہے.

ة۵۰ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ہ

اور ہمارا حکم صرف ایک دفعہ (کا ایک کلمہ) ہی ہوتا ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا.

ة۔۵۱ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ہ

اور ہم نے تم جیسے بہتیروں کو ہلاک کر دیا ہے(۱) پس کوئی ہے نصیحت لینے والا.

۵۱۔۱ یعنی گذشتہ امتوں کے کافروں کو، جو کفر میں تمہارے ہی جیسے تھے.

ة۔۵۲ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ہ

جو کچھ انہوں نے (اعمال) کئے ہیں سب نامۂ اعمال میں لکھے ہوئے ہیں(۱).

۵۲۔۱ یا دوسرے معنی میں، لوح محفوظ میں درج ہیں.

ة۔۵۳ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ہ

(اسی طرح) ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی ہے(۱)

۵۳۔۱ یعنی مخلوق کے تمام اعمال، اقوال و افعال لکھے ہوئے ہیں، چھوٹے ہوں یا بڑے، حقیر ہوں یا جلیل.

ة۔۵۴ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ہ

یقیناً ہمارا ڈر رکھنے والے جنتوں اور نہروں میں ہونگے (۱)

۵۴۔۱ یعنی مختلف اور قسم قسم کے باغات میں ہونگے، بطور جنس کے ہے جو جنت کی تمام نہروں کو شامل ہے.

ة۔۵۵ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ہ ع رکوع۔

راستی اور عزت کی بیٹھک میں (۱) قدرت والے بادشاہ کے پاس.

۵۵۔۱ مَقْعَدِ صِدْقٍ عزت کی بیٹھک یا مجلس حق، جس میں گناہ کی بات ہوگی نہ لغویات کا ارتکاب.

مراد جنت ہے.

سُوۡرَۃُ الرَّحۡمٰنِ ۵۵ یہ سورت مدنی ہے اس میں (۷۸) آیات اور (۳) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے.

ۃ۔۱ اَلرَّحۡمٰنُ ہ رحمٰن نے.

ۃ۔۲ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ہ ط قرآن سکھایا (۱)

۲۔۱ کہتے ہیں کہ اہل مکہ کے جواب میں ہے جو کہتے رہتے یہ قرآن محمد (ﷺ) کو کوئی انسان سکھاتا ہے بعض کہتے ہیں ان کے اس قول کے جواب میں ہے کہ رحمٰن کیا ہے؟ قرآن سکھانے کا مطلب ہے ،اسے آسان کر دیا، یا اللہ نے اپنے پیغمبر کو سکھایا اور پیغمبر نے امت کو سکھلایا. اس سورت میں اللہ نے اپنی بہت سی نعمتیں گنوائی ہیں. چونکہ تعلیم قرآن ان میں قدر و منزلت اور اہمیت افادیت کے لحاظ سے سب سے نمایاں ہے، اس لئے پہلے اسی نعمت کا ذکر فرمایا. (فتح القدیر)

ۃ۔۳ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ ہ

اسی نے انسان کو پیدا کیا (۲)

۳۔۲ یعنی یہ بندر وغیرہ جانوروں سے ترقی کرتے کرتے انسان نہیں بن گئے. جیسا کہ ڈراون کا فلسفہ ارتقا ہے. بلکہ انسان کو اسی شکل وصورت میں اللہ نے پیدا فرمایا ہے جو جانوروں سے الگ ایک مستقل مخلوق ہے. انسان کا لفظ بطور جنس کے ہے.

ۃ۔۴ عَلَّمَهُ الۡبَیَانَ ہ

اور اسے بولنا سکھایا (۳)

۴۔۳ اس بیان سے مراد ہر شخص کی اپنی مادری بولی ہے جو بغیر سیکھے از خود ہر شخص بول لیتا اور اس میں اپنے مافی الضمیر کا اظہار کر لیتا ہے، حتیٰ کے وہ چھوٹا بچہ بھی بول لیتا ہے، جس کو کسی بات کا علم اور شعور نہیں

ہوتا. یہ تعلیم الٰہی کا نتیجہ ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے.

ق۔۵ اَلشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ ہ

افتاب اور مہتاب (مقررہ) حساب سے ہیں (ا)

ا۔۵ یعنی اللہ کے ٹھہرائے ہوئے حساب سے اپنی اپنی منزلوں پر رواں دواں رہتے ہیں، انسے تجاوز نہیں کرتے.

ق۔۶ وَّ النَّجۡمُ وَ الشَّجَرُ یَسۡجُدٰنِ ہ اور ستارے اور درخت دونوں سجدہ کرتے ہیں (ا)

ا۔۶ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا ﴿ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسۡجُدُ لَہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ وَ النُّجُوۡمُ وَ الۡجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ ﴾

ق۔۷ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَ وَضَعَ الۡمِیۡزَانَ ہ اسی نے آسمان کو بلند کیا اور اسی نے ترازو رکھی (ا)

ا۔۷ یعنی زمین میں انصاف رکھا، جس کا اس نے لوگوں کو حکم دیا.

ق۔۸ اَلَّا تَطۡغَوۡا فِی الۡمِیۡزَانِ ہ تا کہ تولنے میں تجاوز نہ کرو (ا)

ا۔۸ یعنی انصاف سے تجاوز نہ کرو.

ق۔۹ وَ اَقِیۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَ لَا تُخۡسِرُوا الۡمِیۡزَانَ ہ

انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول میں کم نہ دو.

ق۔۱۰ وَ الۡاَرۡضَ وَضَعَهَا لِلۡاَنَامِ ہ اور اسی نے مخلوق کے لئے زمین بچھادی.

ق۔۱۱ فِیۡهَا فَاکِهَةٌ وَّ النَّخۡلُ ذَاتُ الۡاَکۡمَامِ ہ

جس میں میوے ہیں اور خوشے والے کھجور کے درخت ہیں (ا).

ق۔۱۲ وَالۡحَبُّ ذُو الۡعَصۡفِ وَالرَّیۡحَانُ ہ

اور بھس والا اناج (ا) اور خشبودار پھول ہیں.

۱۲-ا حُبٌّ سے مراد وہ خوراک ہے جو انسان اور جانور کھاتے ہیں. خشک ہو کر اس کا پودا بھی بھس بن جاتا ہے جو جانوروں کے کام آتا ہے.

ۃ-۱۳ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ

پس (اے انسانو اور جنو!) تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (ا)

۱۳-ا یہ انسانوں اور جنوں دونوں سے خطاب ہے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں گنوا کر ان سے پوچھ رہا ہے یہ تکرار اس شخص کی طرح ہے جو کسی پر مسلسل احسان کرے لیکن وہ اس کے احسان کا منکر ہو، جیسے کہے، میں نے تیرا فلاں کام کیا، کیا تو انکار کرتا ہے؟ فلاں چیز تجھے دی، کیا تجھے یاد نہیں؟ تجھ پر فلاں احسان کیا، کیا تجھے ہمارا ذرا خیال نہیں؟ (فتح القدیر)

ۃ-۱۴ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ ہ

اس نے انسان کو بجنے والی مٹی سے پیدا کیا جو ٹھیکری کی طرح تھی (ا)

۱۴-ا صَلْصَالٍ خشک مٹی جس میں آواز ہو. فَخَّارٌ آگ میں پکی ہوئی مٹی، جسے ٹھیکری کہتے ہیں. انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں، جن کا پہلے مٹی کا پتلا بنایا گیا اور پھر اس میں اللہ نے روح پھونکی. پھر حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے حوا کو پیدا فرمایا، اور پھر دونوں سے نسل انسانی چلی.

ۃ-۱۵ وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ہ

اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا (ا)

۱۵-ا اس سے مراد پہلا جن جو ابا الجن ہے، یا جن بطور جنس کے ہے جیسا کہ ترجمہ جنس کے اعتبار سے ہی کیا گیا مَارِجٍ آگ کے بلند ہونے والے شعلے کو کہتے ہیں.

ۃ۱۶ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ

پس (اے انسانو اور جنو!) تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (ا)

۱۶۔ا یعنی تمہاری یہ پیدائش بھی اور پھر تم سے مزید نسلوں کی تخلیق وافزائش، یہ اللہ کی نعمتوں میں سے ہے کیا تم اس نعمت کا انکار کرو گے.

ۃ۔۱۷ رَ بُّ الْمَشْرِ قَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِ بَيْنِ ہ

وہ رب ہے دونوں مشرقوں کا اوردونوں مغربوں کا(ا)

۱۷۔ا ایک گرمی کا مشرق اورایک سردی کا مشرق اسی طرح مغرب ہے.اس لئے دونوں کودوگنا ذکر کیا ہے،موسموں کے اعتبار سے مشرق ومغرب کا مختلف ہونا اس میں بھی انس وجن کی بہت سی مصلحتیں ہیں،اس لئے اسے بھی نعمت قرار دیا گیا ہے.

ۃ۱۸ فَبِاَيِّ اٰلَآ ءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّ بٰنِ ہ

پس (اے انسانو اور جنو!) تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ۃ۱۹ مَرَجَ الْبَحْرَ يْنِ يَلْتَقِيٰنِ ہ

اس نے دو دریا جاری کر دیئے جو ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں.

ۃ۲۰ بَيْنَهُمَا بَرْ زَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ہ

ان دونوں میں سے ایک آڑ ہے کہ اس سے بڑھ نہیں سکتے (ا)

۲۰۔ا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دو دریاؤں سے مراد بعض کے نزدیک ان کے الگ الگ وجود ہیں، جیسے میٹھے پانی کے دریا ہیں، جن سے کھیتیاں سیراب ہوتی ہیں اور انسان ان کا پانی اپنی دیگر ضروریات میں بھی استعمال کرتا ہے.دوسری قسم سمندروں کا پانی جو کھارا ہے جس کے کچھ اور فوائد ہیں.یہ دونوں آپس میں نہیں ملتے.

ۃ۔۲۱ فَبِاَيِّ اٰلَآ ءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّ بٰنِ ہ

پس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے.

النصف
رکوع ا

ق۔۲۲ یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ ۝

ان دونوں میں سے موتی اور مونگے برآمد ہوتے ہیں (۱)

۲۲۔۱ مَرْجَانٌ سے چھوٹے موتی یا پھر مونگے مراد ہیں کہتے ہیں آسمان سے بارش ہوتی ہے تو سیپیاں اپنے منہ کھول دیتی ہیں، جو قطرہ ان کے منہ کے اندر پڑ جاتا ہے، وہ موتی بن جاتا ہے۔

ق۔۲۳ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

پس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

ق۔۲۴ وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۝

اور اللہ ہی کی (ملکیت میں) ہیں جہاز جو سمندروں میں پہاڑ کی طرح بلند (چل پھر رہے) ہیں (۱)

۲۴۔۱ یعنی بلندی ہوئیں، مراد بادبان ہیں، جو بادبانی کشتیوں میں جھنڈوں کی طرح اونچے اور بلند بنائے جاتے ہیں بعض نے اس کے معنی مصنوعات کے کئے ہیں، یعنی اللہ کی بنائی ہوئی جو سمندر میں چلتی ہیں۔

ق۔۲۵ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

پس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

ق۔۲۶ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ ع

زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں۔

ق۔۲۷ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ۝

صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی۔

ق۔۲۸ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ پس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

ق۔۲۹ يَسْئَلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝

سب آسمان وزمین والے اسی سے مانگتے ہیں (۱) ہر روز وہ ایک شان میں ہے (۲)۔

۲۹۔ا یعنی سب اس کے محتاج اور اس کے در کے سوالی ہیں.

۲۹۔۲ ہر روز کا مطلب، ہر وقت. شان کے معنی امر یا معاملہ، یعنی ہر وقت وہ کسی نہ کسی کام میں مصروف ہے، کسی کو بیمار کر رہا ہے، کسی کو شفایاب، کسی کو تونگر کسی کو فقیر، کسی کو گدا سے شاہ اور شاہ سے گدا، کسی کو بلندیوں پر فائز کر رہا ہے، کسی کو پستی میں گرا رہا ہے، کسی کو ہست سے نیست اور نیست کو ہست کر رہا ہے.

ۃ۔۳۰ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے.

ۃ۔۳۱ سَنَفْرُغُ لَکُمْ اَیُّہَ الثَّقَلٰنِ ہ

(جنوں اور انسانوں کے گروہو!) عنقریب ہم تمہاری طرف پوری طرح متوجہ ہو جائیں گے (۱)

۳۱۔ا اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کو فراغت نہیں ہے بلکہ یہ محاورۃً بولا گیا ہے جس کا مقصد وعید و تہدید ہے (جن و انس کو) اسلئے کہا گیا کہ ان کو تکلیف شرعیہ کا پابند کیا گیا ہے، اس پابندی یا بوجھ سے دوسری مخلوق مستثنٰی ہے

ۃ۔۳۲ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پھر اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ۃ۔۳۳ یٰمَعْشَرَالْجِنِّ وَالْاِ نْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُ وْ ا مِنْ اَقْطَا رِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَا نْفُذُ وْ ا ط لَا تَنْفُذُ وْ نَ اِ لَّا بِسُلْطٰنٍ ہ

اے گروہ جنات و انسان! اگر تم میں آسمانوں اور زمین میں کے کناروں سے باہر نکل جانے کی طاقت ہے تو نکل بھاگو! بغیر غلبہ اور طاقت کے تم نہیں نکل سکتے (۱).

۳۳۔ا یعنی اگر اللہ کی تقدیر اور قضا سے تم بھاگ کر کہیں جا سکتے ہو تو چلے جاؤ لیکن یہ طاقت کس میں ہے؟ اور بھاگ کر آخر کہاں جائے گا کون سی جگہ ایسی ہے، جو اللہ کے اختیار سے باہر ہو، بعض نے کہا کہ یہ میدان محشر میں کہا جائیگا، جب فرشتے ہر طرف سے لوگوں کو گھیرے رکھے ہونگے، دونوں ہی مفہوم اپنی جگہ صحیح ہیں.

ۃ۔۳۴ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پھر اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ۃ۔۳۵ یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ہ

تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑا جائے گا (۱) پھر تم مقابلہ نہ کرسکو گے.

۳۵۔۱ مطلب یہ ہے کہ اگر تم قیامت والے دن کہیں بھاگ کر گئے، تو فرشتے آگ کے شعلے اور دھواں تم پر چھوڑ کر یا پگھلا ہوا تانبہ تمہارے سروں پر ڈال کر تمہیں واپس لے آئیں گے.

۳۵۔۲ یعنی اللہ کے عذاب کو ٹالنے کی تم قدرت نہیں رکھو گے.

ۃ۔۳۶ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پھر اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ۃ۔۳۷ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ وَرْدَةً کَالدِّهَانِ ہ

پس جب کہ آسمان پھٹ کر سرخ ہو جائے جیسے کہ سرخ چمڑہ (۱)

۳۷۔۱ قیامت والے دن آسمان پھٹ پڑے گا، فرشتے زمین پر اتر آئیں گے، اس دن یہ نار جہنم کی شدت حرارت سے پگھل کر سرخ چمڑے کی طرح ہو جائے گا. دِهَانٌ سرخ چمڑا.

ۃ۔۳۸ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پھر اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ۃ۔۳۹ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ ہ

ع ۲ اس دن کسی انسان اور کسی جن سے اس کے گناہوں کی پرسش نہ کی جائے گی (۱)

۳۹۔۱ یعنی جس وقت وہ قبروں سے باہر نکلیں گے. ورنہ بعد میں موقف حساب میں ان سے باز پرس کی جائے گی، بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ گناہوں کی بابت نہیں پوچھا جائے گا، کیونکہ، یا یہ مطلب ہے، ان سے نہیں پوچھا جائے گا بلکہ انسانی اعضا خود بول کر ہر بات بتلائیں گے.

ۃ۔۴۰ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پھر اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ۃ۔۴۱ یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ہ

گناہ گار صرف حلیہ سے ہی پہچانے جائیں گے(۱) اوران کے پیشانیوں کے بال اورقدم پکڑ لئے جائیں گے(۲).

۴۱۔۱ یعنی جس طرح اہل ایمان کی علامت ہوگی کہ ان کے اعضائے وضو چمکتے ہونگے، اسی طرح گنہگاروں کے کے چہرے سیاہ، آنکھیں نیلگوں اوروہ دہشت زدہ ہونگے.

۴۱۔۲ فرشتے ان کی پیشانیاں اوران کے قدموں کے ساتھ ملا کر پکڑیں گے اور جہنم میں ڈال دیں گے، یا کبھی پیشانیوں سے اور کبھی قدموں سے انہیں پکڑیں گے.

ۃ۔۴۲ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ۃ۔۴۳ هٰذِہٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ہ

یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھوٹا جانتے تھے.

ۃ۔۴۴ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ہ

اس کے اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان چکر کھائیں گے(۱)

۴۴۔۱ یعنی کبھی انہیں دھکتی ہوئی آگ کا عذاب دیا جائے گا اور کبھی کھولتے ہوئے گرم پانی، جو ان کی انتڑیوں کو کاٹ دے گا (ابن کثیر)

ۃ۔۴۵ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ ع رکوع

ۃ۔۴۶ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ہ

اور اس شخص کے لئے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا دو جنتیں ہیں(۱)

۴۶۔۱ جیسے حدیث میں آتا ہے " دو باغ چاندی کے ہیں، جن میں برتن اور جو کچھ ان میں ہے، سب چاندی کے ہونگے. دو باغ سونے کے ہیں اوران کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے سونے کے ہی ہونگے" (صحیح بخاری)

ۃ۔۴۷ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ۃ۔۴۸ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ہ (دونوں جنتیں) بہت سی ٹہنیوں اور شاخوں والی ہیں (۱)

۴۸۔۱ یہ اشارہ ہے اس طرف کہ اس میں سایہ گنجان اور گہرا ہوگا، نیز پھلوں کی کثرت ہوگی، کیونکہ کہتے ہیں ہر شاخ ٹہنی پھلوں سے لدی ہوگی (ابن کثیر)

ۃ۔۴۹ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ۃ۔۵۰ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ہ ان دونوں (جنتوں) میں دو بہتے ہوئے چشمے ہیں (۱)

۵۰۔۱ ایک کا نام تَسْنِیْمٌ اور دوسرے کا نام سَلْسَبِیْلٌ ہے.

ۃ۔۵۱ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ۃ۔۵۲ فِیْهِمَا مِنْ کُلِّ فَاکِهَةٍ زَوْجٰنِ ہ

ان دونوں جنتوں میں ہر قسم کے میووں کی دو قسمیں ہونگی (۱)

۲۵۔۱ یعنی ذائقے اور لذت کے اعتبار سے ہر پھل دو قسم کا ہوگا، مزید فضل خاص کی ایک صورت ہے، بعض نے کہا کہ ایک قسم خشک میوے اور دوسری تازہ میوے کی ہوگی.

ۃ۔۵۳ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ۃ۔۵۴ مُتَّکِئِیْنَ عَلٰی فُرُشٍ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ہ

جنتی ایسے فرشوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہونگے جن کے استر دبیز ریشم کے ہونگے (۱) اور دونوں جنتوں کے میوے بالکل قریب ہونگے (۲)

۵۴۔۱ ابری یعنی اوپر کا کپڑا ہمیشہ استر سے بہتر اور خوبصورت ہوتا ہے، یہاں صرف استر کا بیان ہے، جس کا طلب ہے کہ اوپر (ابری) کا کپڑا اس سے کہیں زیادہ عمدہ ہوگا.

۵۴۔۲ اتنے قریب ہونگے کہ بیٹھے بیٹھے بلکہ لیٹے لیٹے بھی توڑ سکیں گے.

ة-۵۵ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلا ؤ گے؟

ة-۵٦ فِیۡهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ لَمۡ یَطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَهُمۡ وَلَا جَآنٌّ ہ

وہاں (شرمیلی) نیچی نگاہ والی حوریں ہیں (۱) جنھیں ان سے پہلے کسی جن وانس نے ہاتھ نہیں لگایا (۲)

۵٦-۱ جن کی نگاہیں اپنے خاوندوں کے علاوہ کسی پر نہیں پڑیں گی اور ان کے اپنے خاوند ہی سب سے زیادہ حسین اور اچھے معلوم ہونگے.

۵٦-۲ یعنی باکرہ اور نئی نویلی ہوں گی.اس سے قبل وہ کسی کے نکاح میں نہیں رہی ہونگی.یہ آیت اور اس سے ماقبل کی بعض آیات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جو جن مومن ہونگے ، وہ بھی مومن انسانوں کی طرح جنت میں جائیں گے اور ان کے لئے بھی وہی کچھ ہوگا جو دیگر اہل ایمان کے لئے ہوگا.

ة-۵۷ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلا ؤ گے؟

ة-۵۸ کَاَنَّهُنَّ الۡیَاقُوۡتُ وَالۡمَرۡجَانُ ہ

وہ حوریں مثل یاقوت اور مونگے کے ہوں گی (۱)

۵۸-۱ یعنی صفائی میں یاقوت اور سفیدی و سرخی میں موتی یا مونگے کی طرح ہونگی جس طرح صحیح حدیث میں بھی ان کے حسن و جمال کو ان الفاظ میں فرمایا گیا ہے" ان کے حسن و جمال کی وجہ سے ان کی پنڈلی کا گودا، گوشت اور ہڈی کے باہر نظر آئے گا،ایک دوسری روایت میں فرمایا" جنتیوں کی بیویاں اتنی حسین و جمیل ہونگی کہ اگر ان میں سے ایک عورت اہل زمین کی طرف جھانک لے تو آسمان اور زمین کے درمیان سارا حصہ چمک اٹھے اور خوشبو سے بھر جائے اور اس کے سر کا دوپٹہ اتنا قیمتی ہوگا کہ وہ دنیا مافیہا سے بہتر ہے" (صحیح بخاری).

ة-۵۹ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلا ؤ گے؟

ة-٦۰ هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ ہ

احسان کا بدلہ احسان کے سوا کیا ہے(۱)

۶۰۔۱ پہلے احسان سے مراد نیکی اور اطاعت الٰہی اور دوسرے احسان سے اس کا صلہ، یعنی جنت اور اس کی نعمتیں ہیں.

۶۱۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پس اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

۶۲۔ وَ مِنۡ دُوۡنِهِمَا جَنَّتٰنِ ہ

اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں(۱).

۶۲۔۱ دُوۡنِهِمَا سے یہ ثابت بھی کیا گیا ہے کہ یہ دو باغ شان اور فضیلت میں پچھلے دو باغوں سے، جن کا ذکر آیت ۲۶ میں گزرا، کم تر ہونگے.

۶۳۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پس اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

۶۴۔ مُدۡهَآمَّتٰنِ ہ جو دونوں گہری سبز سیاہی مائل ہیں(۱).

۶۴۔۱ کثر سیرابی اور سبزے کی فروانی کی وجہ سے وہ مائل بہ سیاہی ہوں گے

۶۵۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پس اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

۶۶۔ فِیۡهِمَا عَیۡنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ہ ان میں دو (جوش سے) ابلنے والے چشمے ہیں(۱)

۶۶۔۱ یہ صفت تَجۡرِیٰنِ سے ہلکی ہے اَلۡجَرۡیُ اَقۡوٰی مِنَ النَّفۡخِ (ابن کثیر)

۶۷۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ہ پس اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

۶۸۔ فِیۡهِمَا فَاکِهَةٌ وَّ نَخۡلٌ وَّ رُمَّانٌ

ان دونوں میں میوے اور کھجور اور انار ہوں گے(۱)

۶۸۔۱ جب کہ پہلی دو جنتوں (باغوں) کی صفت میں بتلایا گیا ہے کہ ہر پھل دو قسم کا ہوگا. ظاہر ہے اس میں شرف و فضل کی جو زیادتی ہے، وہ دوسری بات میں نہیں ہے

رکوع ۳

ق-۶۹ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ہ پس اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ق-۷۰ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ہ

ان میں نیک سیرت خوبصورت عورتیں ہیں (ا)

۷۰-ا خَيْرَاتٌ سے مراد اخلاق وکردار کی خوبیاں ہیں اور حِسَانٌ کا مطلب ہے حسن وجمال میں یکتا.

ق-۷۱ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ہ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ق-۷۲ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ہ

(گوری رنگت کی) حوریں جنتی خیموں میں رہنے والیاں ہیں (ا)

۷۲-ا حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا " جنت میں موتیوں کے خیمے ہونگے، ان کا عرض ساٹھ میل
ہوگا، اس کے ہر کونے میں جنتی کے اہل ہونگے، جس کو دوسرے کونے والے نہیں دیکھ سکیں گے. مومن
اس میں گھومے گا" (صحیح بخاری).

ق-۷۳ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ہ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ق-۷۴ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ہ

ان کو ہاتھ نہیں لگایا کسی انسان یا جن نے اس سے قبل.

ق-۷۵ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ہ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ق-۷۶ مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ہ

سبز مسندوں اور عمدہ فرشوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے (ا)

۷۶-ا مطلب یہ ہے کہ جنتی ایسے تختوں پر بیٹھے ہوں گے جس پر سبز رنگ کی مسندیں، غالیچے اور اعلیٰ
قسم کے خوب صورت منقش فرش بچھے ہوں گے.

ق-۷۷ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ہ پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

ق۔۷۸ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَا مِ ۵ ع (رکوع ۳)

تیرے پروردگار کا نام بابرکت ہے(۱) جو عزت وجلال والا ہے۔

۷۸۔۱ تَبٰـارَكَ ، برکت سے ہے جس کے معنی دوام وثبات کے ہیں. مطلب یہ ہے اس کا نام ہمیشہ رہنے والا ہے، یا اس کے پاس ہمیشہ خیر کے خزانے ہیں. بعض نے اس کے معنی بلندی اور علوشان کے کئے ہیں اور جب اس کا نام اتنا بابرکت یعنی خیر اور بلندی کا حامل ہے تو اس کی ذات کتنی برکت اور عظمت ورفعت والی ہوگی.

☆ سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ ۵۶ یہ سورت مکی ہے اس میں (۹۶) آیات اور (۳) رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ق۔۱ اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۵ جب قیامت قائم ہوجائے گی (۱)

۱۔۱ واقعہ بھی قیامت کے ناموں سے ہے، کیونکہ یہ لامحالہ واقع ہونے والی ہے، اس لئے اس کا نام بھی ہے.

ق۔۲ لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۵ جس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں.

ق۔۳ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۵ وہ پست کرنے والی اور بلند کرنے والی ہوگی (۱)

۳۔۱ پستی اور بلندی سے مطلب ذلت اور عزت ہے. یعنی اللہ کے اطاعت گزار بندوں کو یہ بلند اور نافرمانوں کو پست کرے گی، چاہے دنیا میں معاملہ اس سے برعکس ہو.

ق۔۴ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۵ جبکہ زمین زلزلہ کے ساتھ ہلا دی جائے گی.

ق۔۵ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۵ اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کردیئے جائیں گے(۱).

۵۔۱ رَجًّا کے معنی حرکت واضطراب (زلزلہ) اور بس کے معنی ریزہ ریزہ ہوجانے کے ہیں.

ق۔۶ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۵ پھر وہ مثل پراگندہ غبار کے ہوجائیں گے.

ق۔۷ وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۵ ط اور تم تین جماعتوں میں ہوجاؤ گے.

ق۔۸ فَاَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَةِ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَةِ ہ ط پس داہنے ہاتھ والے کیسے اچھے ہیں (۱)

۸۔ا اس سے عام مومنین مراد ہیں جن کو ان کے اعمال نامے دائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے جو ان کی خوش بختی کی نشانی ہوگی.

ق۔۹ وَاَصۡحٰبُ الۡمَشۡئَمَةِ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡئَمَةِ ہ ط

اور بائیں ہاتھ والوں کا کیا حال ہے بائیں ہاتھ والوں کا (۱)

۹۔ا اس سے مراد کافر ہیں جن کو ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں پکڑائے جائیں گے.

ق۔۱۰ وَالسّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡنَ ہ اور جو آگے والے ہیں وہ تو آگے والے ہیں (۱)

۱۰۔ا ان سے مراد خواص مومنین ہیں، یہ تیسری قسم ہے جو ایمان قبول کرنے میں سبقت کرنے اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو قرب خاص سے نوازے گا، یہ ترکیب ایسے ہی ہے، جیسے کہتے ہیں، تو تو ہے اور زید زید، اس میں گویا زید کی اہمیت اور فضیلت کا بیان ہے

ق۔۱۱ اُولٰٓئِكَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ہ

وہ بالکل نزدیکی حاصل کئے ہوئے ہیں.

ق۔۱۲ فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ہ

نعمتوں والی جنتوں میں ہیں.

ق۔۱۳ ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاَوَّلِیۡنَ ہ

(بہت بڑا) گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا.

ق۔۱۴ وَقَلِیۡلٌ مِّنَ الۡاٰخِرِیۡنَ ہ ط

اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے (۱)

۱۴۔ا کہا جاتا ہے کہ اولین سے مراد حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نبی ﷺ تک کی امت کے لوگ

ہیں اور آخرین سے امت محمدیہ کے افراد مطلب یہ ہے کہ پچھلی امتوں میں سابقین کا ایک بڑا گروہ ہے ، کیونکہ ان کا زمانہ بہت لمبا ہے جس میں ہزاروں انبیا کے سابقین شامل ہیں ان کے مقابلے میں امت محمدیہ کا زمانہ (قیامت تک) تھوڑا ہے، اس لئے ان میں سابقین بھی بہ نسبت گزشتہ امتوں کے تھوڑے ہونگے .ایک حدیث میں آتا ہے جس میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ " مجھے امید ہے کہ تم جنتیوں کا نصف ہوگے " (صحیح مسلم ٢٠٠)

ة-١٥ عَلٰی سُرُ رٍ مَّوْ ضُوْ نَةٍ ه

یہ لوگ سونے کی تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر.

ة-١٦ مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ه

ایک دوسرے کے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے.

ة-١٧ يَطُوْ فُ عَلَيْهِمْ وِ لْدَا نٌ مُّخَلَّدُوْ نَ ه

ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ (لڑکے ہی)(ا) رہیں گے آمدورفت کریں گے.

ا-١٧ یعنی وہ بڑے نہیں ہونگے کہ بوڑھے ہوجائیں نہ ان کے خدوخال اور قد وقامت میں کوئی تغیر ہوگا بلکہ ایک ہی عمر اور ایک ہی حالت پر رہیں گے، جیسے نوعمر لڑکے ہوتے ہیں.

ة-١٨ بِاَكْوَابٍ وَّ اَ بَا رِ يْقَ وَ كَا سٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ه

آبخورے اور جگ لیکر اور ایسا جام لے کر جو بہتی ہوئی شراب سے پر ہو.

ة-١٩ لَّا يُصَدَّ عُوْ نَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِ فُوْ نَ ه

جس سے نہ سر میں درد ہو نہ عقل میں فطور آئے (ا)

ا-١٩ آخرت کی شراب میں سرور اور لذت تو یقیناً ہوگی لیکن یہ خرابیاں مثلاً مدہوشی عقل میں فتور نہیں ہوگا

ة-٢٠ وَفَا كِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ه ط اور ایسے میوے لئے ہوئے جو ان کی پسند کے ہوں.

ق۔٢١ وَ لَحۡمِ طَيۡرٍ مِّمَّا يَشۡتَهُوۡ نَ ہ ط اور پرندوں کے گوشت جو انہیں مرغوب ہوں.

ق۔٢٢ وَ حُوۡ رٌ عِيۡنٌ ہ اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں.

ق۔٢٣ كَاَ مۡثَالِ اللُّؤۡلُؤِ الۡمَكۡنُوۡ نِ ہ جو چھپے ہوئے موتیوں کی طرح ہیں.

ق۔٢٤ جَزَ آءً م بِمَا كَا نُوۡ ا يَعۡمَلُوۡ نَ ہ یہ صلہ ہے ان کے اعمال کا.

ق۔٢٥ لَا يَسۡمَعُوۡ نَ فِيۡهَا لَغۡوًا وَّ لَا تَاۡثِيۡمًا ہ نہ وہاں بکواس سنیں گے اور نہ گناہ کی بات.

ق۔٢٦ اِلَّا قِيۡلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ہ صرف سلام ہی سلام کی آواز ہوگی (ا)

٢٦۔ا وہاں سلام ہی سلام کی آوازیں سننے میں آئیں گی، فرشتوں کی طرف سے بھی اور آپس میں
اہل جنت کی طرف سے بھی.

ق۔٢٧ وَ اَصۡحٰبُ الۡيَمِيۡنِ مَآ اَصۡحٰبُ الۡيَمِيۡنِ ہ ط
اور داہنے ہاتھ والے کیا ہی اچھے ہیں داہنے ہاتھ والے (ا)

٢٧۔ا اب تک سابقین کا ذکر تھا اب عام مومنین کا ذکر ہو رہا ہے

ق۔٢٨ فِيۡ سِدۡ رٍ مَّخۡضُوۡ دٍ ہ وہ بغیر کانٹوں کی بیریوں.

ق۔٢٩ وَّ طَلۡحٍ مَّنۡضُوۡ دٍ ہ اور تہ بہ تہ کیلوں.

ق۔٣٠ وَّ ظِلٍّ مَّمۡدُ وۡ دٍ ہ اور لمبے لمبے سایوں (ا) رکوع

٣٠۔ا جیسے ایک حدیث میں ہے " کہ جنت کے ایک درخت کے سائے تلے ایک گھوڑا سوار سو سال تک
چلتا رہے گا، تب بھی وہ سایہ ختم نہیں ہوگا " (صحیح بخاری)

ق۔٣١ وَّ مَآءٍ مَّسۡكُوۡ بٍ ہ اور بہتے ہوئے پانیوں.

ق۔٣٢ وَّ فَا كِهَةٍ كَثِيۡرَ ةٍ ہ اور بکثرت پھلوں میں.

ق۔٣٣ لَّا مَقۡطُوۡ عَةٍ وَّ لَا مَمۡنُوۡ عَةٍ ہ جو نہ ختم ہوں نہ روک لئے جائیں (ا)

ا۔۳۳ یعنی یہ پھل موسمی نہیں ہونگے کہ موسم گزر گیا تو پھل بھی آئندہ فصل تک ناپید ہوجائیں، یہ پھل اس طرح فصل گل ولالہ کے پابند نہیں ہونگے، بلکہ بہار وخزاں اورگرمی وسردی ہر موسم میں دستیاب ہوں گے. اس طرح ان کے حصول کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی.

ۃ۔۳۴ وَ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ہ ط اور اونچے اونچے فرشوں میں ہونگے (ا)

ا۔۳۴ بعض نے فرشوں سے بیویوں اور مرفوعہ سے بلند مرتبہ کا مفہوم مراد لیا ہے.

ۃ۔۳۵ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ہ ہم نے ان (کی بیویوں کو) خاص طور پر بنایا ہے.

ۃ۔۳۶ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ہ اور ہم نے انہیں کنواریاں بنادیا ہے.(ا)

ا۔۳۶ اس سے مراد اہل جنت کو ملنے والی بیویاں اور حورعین ہیں. حوریں، ولادت کے عام طریقے سے پیدا شدہ نہیں ہونگی، بلکہ اللہ تعالیٰ خاص طور پر انہیں جنت میں اپنی قدرت خاص سے بنائے گا، اور جو دنیاوی عورتیں ہونگی، تو وہ بھی حوروں کے علاوہ اہل جنت کو بیویوں کے طور پر ملیں گی، ان میں بوڑھی، کالی، بدشکل، جس طرح کی بھی ہونگی، سب کو اللہ تعالیٰ جنت میں جوانی اور حسن و جمال سے نواز دے گا، نہ کوئی بوڑھی، بوڑھی رہے گی، نہ کو بدشکل، بدشکل بلکہ سب باکرہ (کنواری) کی حثیت میں ہوں گی.

ۃ۔۳۷ عُرُبًا اَتْرَابًا ہ محبت والیاں اور ہم عمر ہیں.

ۃ۔۳۸ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ہ ط دائیں ہاتھ والوں کے لئے ہیں. ع

ۃ۔۳۹ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ہ جم غفیر ہے اگلوں میں سے (ا)

ا۔۳۹ یعنی آدم علیہ السلام سے لیکر نبی ﷺ تک کے لوگوں میں سے یا خود امت محمدیہ کے اگلوں میں سے.

ۃ۔۴۰ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ہ اور بہت بڑی جماعت ہے پچھلوں میں سے (ا).

ا۔۴۰ یعنی نبی ﷺ کی امت میں سے یا آپ کی امت کے پچھلوں میں سے.

ۃ۔۴۱ وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ہ

اور بائیں ہاتھ والے کیا ہیں بائیں ہاتھ والے(۱)

۴۱۔۱ اس سے مراد اہل جہنم ہیں، جن کو ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں پکڑائے جائیں گے.

ۃ۔۴۲ فِیۡ سَمُوۡمٍ وَّ حَمِیۡمٍ ہ گرم ہوا اور گرم پانی میں (ہوں گے)

ۃ۔۴۳ وَ ظِلٍّ مِّنۡ یَّحۡمُوۡمٍ ہ اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں.

ۃ۔۴۴ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا کَرِیۡمٍ ہ جو ٹھنڈا ہے نہ فرحت بخش(۱)

۴۴۔۱ یعنی سایہ ٹھنڈا ہوتا ہے، لیکن یہ جس کا سایہ سمجھ رہے ہونگے، وہ سایہ ہی نہیں ہوگا، جو ٹھنڈا ہو، وہ تو جہنم کا دھواں ہوگا جس میں کوئی حسن منظر یا خیر نہیں. یا مٹھاس نہیں.

ۃ۔۴۵ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَبۡلَ ذٰلِکَ مُتۡرَفِیۡنَ ۃ

بیشک یہ لوگ اس سے پہلے بہت نازوں سے پلے ہوئے تھے(۱)

۴۵۔۱ یعنی دنیا اور آخرت سے غافل ہو کر عیش وعشرت کی زندگی میں ڈوبے ہوئے تھے.

ۃ۔۴۶ وَ کَانُوۡا یُصِرُّوۡنَ عَلَی الۡحِنۡثِ الۡعَظِیۡمِ ہ

اور بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کرتے تھے.

ۃ۔۴۷ وَ کَانُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ اَئِذَا مِتۡنَا وَ کُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ہ

اور کہتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے مٹی اور ہڈی ہوجائیں گے تو کیا ہم دوبارہ اٹھا کھڑے کئے جائیں گے.

ۃ۔۴۸ اَوَ اٰبَآؤُنَا الۡاَوَّلُوۡنَ ہ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی؟

ۃ۔۴۹ قُلۡ اِنَّ الۡاَوَّلِیۡنَ وَ الۡاٰخِرِیۡنَ ہ آپ کہہ دیجئے کہ یقیناً سب اگلے اور پچھلے.

ۃ۔۵۰ لَمَجۡمُوۡعُوۡنَ اِلٰی مِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ہ ضرور جمع کئے جائیں گے ایک مقرر دن کیوقت.

ۃ۔۵۱ ثُمَّ اِنَّکُمۡ اَیُّہَا الضَّآلُّوۡنَ الۡمُکَذِّبُوۡنَ ہ پھر تم اے گمراہو جھٹلانے والو!

ۃ۔۵۲ لَاٰکِلُوۡنَ مِنۡ شَجَرٍ مِّنۡ زَقُّوۡمٍ ہ البتہ کھانے والے ہو تھوہر کا درخت.

ۃ۔۵۳ فَمَا لِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ہ اور اسی سے پیٹ بھرنے والے ہو.

ۃ۔۵۴ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ہ پھر اس پر گرم کھولتا پانی پینے والے ہو.

ۃ۔۵۵ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ہ ط پھر پینے والے بھی پیاسے اونٹوں کی طرح.

ۃ۔۵٦ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ہ ط قیامت کے دن ان کی مہمانی یہ ہے.

ۃ۔۵۷ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ہ

ہم ہی نے تم سب کو پیدا کیا ہے پھر تم کیوں باور نہیں کرتے؟(۱)

۱۔۵۷ یعنی تم جانتے ہو کہ تمہیں پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے، پھر تم اس کو مانتے کیوں نہیں ہو؟ یا دوبارہ زندہ کرنے پر یقین کیوں نہیں کرتے.

ۃ۔۵۸ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ہ ط اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ جو منی تم ٹپکاتے ہو.

ۃ۔۵۹ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ہ

کیا اس کا (انسان) تم بناتے ہو یا پیدا کرنے والے ہم ہی ہیں (۱)

۱۔۵۹ یعنی تمہارے بیویوں سے مباشرت کرنے کے نتیجے میں تمہارے جو قطرات منی عورتوں کے رحموں میں جاتے ہیں، ان سے انسانی شکل وصورت بنانے والے ہم ہیں یا تم؟

ۃ۔٦۰ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ہ

ہم ہی نے تم میں موت کو معین کر دیا (۱) اور ہم اس سے ہارے ہوئے نہیں ہیں (۲).

۱۔٦۰ یعنی ہر شخص کی موت کا وقت مقرر کر دیا ہے، جس سے کوئی تجاوز نہیں کر سکتا، چنانچہ کوئی بچپن میں ،کوئی جوانی میں اور کوئی بڑھاپے میں فوت ہوتا ہے.

۲۔٦۰ یا مغلوب اور عاجز نہیں ہیں، بلکہ قادر ہیں.

ۃ۔٦۱ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ہ

کہ تمہاری جگہ تم جیسے اور پیدا کر دیں اور تمہیں نئے سرے سے اس عالم میں پیدا کریں جس سے تم (بالکل) بے خبر ہو(۱)

٦١-١ یعنی تمہاری صورتیں مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیں اور تمہاری جگہ تمہاری شکل وصورت کی کوئی اور مخلوق پیدا کر دیں.

ق-٦٢ وَ لَقَدۡ عَلِمۡتُمُ النَّشۡاَۃَ الۡاُوۡلٰی فَلَوۡ لَا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿﴾

تمہیں یقینی طور پر پہلی دفعہ کی پیدائش معلوم ہی ہے پھر کیوں عبرت حاصل نہیں کرتے (۱).

٦٢-١ یعنی کیوں نہیں سمجھتے کہ جس طرح اس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا (جس کا تمہیں علم ہے) وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے.

ق-٦٣ اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا تَحۡرُثُوۡنَ ﴿﴾ ط اچھا پھر یہ بھی بتلاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو.

ق-٦٤ ءَاَنۡتُمۡ تَزۡرَعُوۡنَہٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الزّٰرِعُوۡنَ ﴿﴾

اسے تم ہی اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں.

ق-٦٥ لَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنٰہُ حُطَامًا فَظَلۡتُمۡ تَفَکَّہُوۡنَ ﴿﴾

اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کر ڈالیں اور تم حیرت کے ساتھ باتیں بناتے ہی رہ جاؤ.

ق-٦٦ اِنَّا لَمُغۡرَمُوۡنَ ﴿﴾ کہ ہم پر تاوان ہی پڑ گیا(۱)

٦٦-١ یعنی ہم نے پہلے زمین پر ہل چلا کر اسے ٹھیک کیا پھر بیج ڈالا، پھر اسے پانی دیتے رہے لیکن جب فصل کے پکنے کا وقت آیا تو وہ خشک ہو گئی، اور ہمیں کچھ بھی نہ ملا یعنی یہ سارا خرچ اور محنت کا معاوضہ نہ ملے، بلکہ یوں ہی ضائع ہو جائے یا زبردستی اس سے کچھ وصول کر لیا جائے اور اس کے بدلے میں اسے کچھ نہ دیا جائے.

الثلث
رکوع ۲

ق-٦٧ بَلۡ نَحۡنُ مَحۡرُوۡمُوۡنَ ﴿﴾ بلکہ ہم بالکل محروم ہی رہ گئے.

ق۔۶۸ اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ہ ط اچھا یہ تو بتاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو.

ق۔۶۹ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْہُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ہ

اسے بادلوں سے بھی تم ہی اتارتے ہو یا ہم برساتے ہیں.

ق۔۷۰ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰہُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْکُرُوْنَ ہ

اگر ہماری منشا ہو تو ہم اسے کڑوا زہر کردیں پھر ہماری شکرگزاری کیوں نہیں کرتے؟(۱)

۷۰۔ا یعنی اس احسان پر ہماری اطاعت کر کے ہمارا عملی شکر ادا کیوں نہیں کرتے؟

ق۔۷۱ اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ ہ ط اچھا ذرہ یہ بھی بتاؤ کہ جو آگ تم سلگاتے ہو.

ق۔۷۲ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَھَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ہ

اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم اس کے پیدا کرنے والے ہیں(۱)

۷۲۔ا کہتے ہیں عرب میں دو درخت ہیں، مرخ اور عفار، ان دونوں سے ٹہنیاں لیکر، ان کو آپس میں رگڑا جائے تو اس سے آگ کے شرارے نکلتے ہیں.

ق۔۷۳ نَحْنُ جَعَلْنٰھَا تَذْکِرَۃً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ ہ

ہم نے اسے سبب نصیحت اور مسافروں کے فائدے کی چیز بنایا(۱)

۷۳۔ا کہ اس کے اثرات اور فوائد حیرت انگیز ہیں اور دنیا کی بے شمار چیزوں کی تیاری کے لئے اسے ریڑھ کی ہڈی کی حثیت حاصل ہے. جو ہماری قدرت عظیمہ کی نشانی ہے، پھر ہم نے جس طرح دنیا میں یہ آگ پیدا کی ہے، ہم آخرت میں بھی پیدا کرنے پر قادر ہیں جو اس سے ۶۹ درجہ حرارت میں زیادہ ہوگی.

ق۔۷۴ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ہ ع پس اپنے بہت بڑے رب کے نام کی تسبیح کیا کرو. ۲/۱۶

ق۔۷۵ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ہ پس میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے گرنے کی(۱) الثلثہ

۷۵۔ا یعنی یہ قرآن کی کہانت یا شاعری نہیں ہے بلکہ میں ستاروں کے گرنے کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ قرآن

عزت والا ہے.

ق۔۷٦ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْ نَ عَظِیْمٌ ہ اور اگر تمہیں علم ہوتو یہ بہت بڑی قسم ہے.

ق۔۷۷ اِنَّهٗ لَقُرْاٰ نٌ كَرِیْمٌ ہ کہ بیشک یہ قرآن بہت بڑی عزت والا ہے(ا)

ا۔۷۷ یہ جواب قسم ہے.

ق۔۷۸ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْ نٍ ہ جو ایک محفوظ کتاب میں درج ہے(ا)

ا۔۷۸ یعنی لوح محفوظ ہیں.

ق۔۷۹ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْ نَ ہ جسے صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں(ا)

ا۔۷۹ یعنی اس قرآن کو فرشتے ہی چھوتے ہیں، یعنی آسمانوں پر فرشتوں کے علاوہ کسی کی بھی رسائی اس قرآن تک نہیں ہوتی. مطلب مشرکین کی تردید ہے جو کہتے تھے کہ قرآن شیاطین لے کر اترتے ہیں. اللہ نے فرمایا یہ کیوں کر ممکن ہے یہ قرآن تو شیطانی اثرات سے بالکل محفوظ ہے.

ق۔۸۰ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ یہ رب العالمین کی طرف سے اترا ہوا ہے.

ق۔۸۱ اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْ نَ ہ پس کیا تم ایسی بات کو سرسری (اور معمولی) سمجھ رہے ہو.

ق۔۸۲ وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْ قَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّ بُوْنَ ہ اور اپنے حصے میں یہی لیتے ہو کہ جھٹلاتے پھرو.

ق۔۸۳ فَلَوْ لَاۤ اِ ذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْ مَ ۃ پس جبکہ روح نرخرے تک پہنچ جائے.

ق۔۸۴ وَ اَنْتُمْ حِیْنَئِذٍ تَنْظُرُوْ نَ ہ اور تم اس وقت آنکھوں سے دیکھتے رہو(ا)

ا۔۸۴ یعنی روح نکلتے ہوئے دیکھتے ہو لیکن ٹال سکنے کی یا اسے کوئی فائدہ پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتے.

ق۔۸۵ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْ نَ ہ

ہم اس شخص سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں(ا) لیکن تم دیکھ نہیں سکتے.

ا۔۸۵ یعنی مرنے والے کے ہم، تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں. اپنے علم، قدرت کے اعتبار سے. یا ہم

سے مراد اللہ کے کارندے یعنی موت کے فرشتے ہیں جو اس کی روح قبض کرتے ہیں.

ة۔۸۶ فَلَوْ لَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ہ پس اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں.

ة۔۸۷ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ہ رکوع ۳

اور اس قول میں سچے ہو تو (ذرا) اس روح کو تو لوٹاؤ (ا).

ا۔۸۷ یعنی اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ کوئی تمہارا آقا اور مالک نہیں جس کے تم زیر فرمان اور ماتحت ہو یا کوئی جزا سزا کا دن نہیں آئے گا، تو اس قبض کی ہوئی روح کو اپنی جگہ پر واپس لوٹا کر دکھاؤ اور اگر تم ایسا نہیں کر سکتے اس کا مطلب تمہارا گمان باطل ہے. یقیناً تمہارا ایک آقا ہے اور یقیناً ایک دن آئے گا جس میں وہ آقا ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا دے گا.

ة۔۸۸ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ہ پس جو کوئی بارگاہ الٰہی سے قریب ہوگا.

ة۔۸۹ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ہ اسے تو راحت ہے اور غذائیں ہیں اور آرام والی جنت ہے.

ة۔۹۰ وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ہ اور جو شخص داہنے (ہاتھ) والوں میں سے ہے (ا)

ا۔۹۰ یہ دوسری قسم ہے، عام مومنین. یہ بھی جہنم سے بچ کر جنت میں جائیں گے، تاہم درجات میں سابقین سے کم تر ہوں گے. موت کا فرشتے ان کو بھی سلامتی کی خوش خبری دیتے ہیں.

ة۔۹۱ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ہ ط تو بھی سلامتی ہے تیرے لئے کہ تو داہنے والوں میں سے ہے.

ة۔۹۲ وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ہ

لیکن اگر کوئی جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہے (ا)

ا۔۹۳ یہ تیسری قسم ہے جنہیں آغاز سورت میں کہا گیا تھا، بائیں ہاتھ والے یا حاملین نحوست. یہ اپنے کفر و نفاق کی سزا یا اس کی نحوست عذاب جہنم کی صورت میں بھگتیں گے.

ة۔۹۳ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ہ تو کھولتے ہوئے پانی کی مہمانی ہے.

ۃ۔۹۴ وَّ تَصۡلِیَۃُ جَحِیۡمٍ ہ اور دوزخ میں جانا ہے۔

ۃ۔۹۵ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ حَقُّ الۡیَقِیۡنِ ہ یہ خبر سراسر حق اور قطعاً یقینی ہے۔

ۃ۔۹۶ فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الۡعَظِیۡمِ ہ ع پس تو اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح کر (۱) رکوع۔

۹۶۔۱ حدیث میں آتا ہے کہ دو کلمے اللہ کو بہت محبوب ہیں، زبان پر ہلکے اور وزن میں بھاری۔
سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ (صحیح بخاری)۔

سُوۡرَۃُ الۡحَدِیۡدِ ۵۷ یہ آیت مدنی ہے اس میں (۲۹) آیات اور (۴) رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالٰی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ۃ۔۱ سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ ھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ہ

آسمانوں اور زمین میں جو ہے (سب) اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں (۱) وہ زبردست باحکمت ہے۔

۱۔۳ یہ تسبیح زبان حال سے نہیں، بلکہ زبان کی بات چیت سے ہے اسی لئے فرمایا گیا " کہ تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے" ، حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے ساتھ پہاڑ بھی تسبیح کرتے تھے۔

ۃ۔۲ لَہٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ہ

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے وہی زندگی دیتا ہے اور موت بھی وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ۃ۔۳ ھُوَ الۡاَوَّلُ وَ الۡاٰخِرُ وَ الظَّاھِرُ وَ الۡبَاطِنُ وَ ھُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ہ

وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے، وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی، وہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے (۱)

۳۔۱ وہی اول ہے یعنی اس سے پہلے کچھ نہ تھا، وہی آخر ہے، اس کے بعد کوئی چیز نہ ہوگی، وہی ظاہر ہے یعنی وہ سب پر غالب ہے، اس پر کوئی غالب نہیں ، وہی باطن ہے، یعنی باطن کی ساری باتوں کو صرف وہی جانتا ہے۔

ۃ۔۴ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَ رْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّا مٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ط یَعْلَمُ مَا
یَلِجُ فِی الْاَ رْضِ وَمَا یَخْرُ جُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ط وَ هُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ط وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْ نَ بَصِیْرٌ ہ

وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر مستوی ہو گیا اور وہ خوب جانتا ہے اس چیز کو جو زمین میں جائے (۱) اور جو اس سے نکلے (۲) اور جو آسماں سے نیچے آئے (۳) اور جو کچھ چڑھ کر اس میں جائے (۴) اور جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے (۵) اور جو تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے.

۴۔۱ یعنی زمین میں بارش کے جو قطرے اور غلہ جات و میوہ جات کے جو بیج داخل ہوتے ہیں کی کفیت کو وہ جانتا ہے.

۴۔۲ جو درخت، چاہے وہ پھلوں کے ہوں یا غلوں کے یا زینت اور آرائش کے اور خوشبو والے پھولوں یہ جتنے بھی اور جیسے بھی باہر نکلتے ہیں. سب اللہ کے علم میں ہیں.

۴۔۳ بارش، اولے، برف، اور احکام، جو فرشتے لے کر اترتے ہیں.

۴۔۴ فرشتے انسانوں کے جو عمل لے کر چڑھتے ہیں جس طرح حدیث میں آتا ہے " کہ اللہ کی طرف رات کے عمل دن سے پہلے اور دن کے عمل رات سے پہلے چڑھتے ہیں" (صحیح مسلم)

۴۔۵ یعنی تم خشکی میں ہو یا تری میں، رات ہو یا دن، گھروں میں ہو یا صحراؤں میں، ہر جگہ ہر وقت وہ اپنے علم کے لحاظ سے تمہارے ساتھ ہے یعنی تمہارے ایک ایک عمل کو دیکھتا ہے، تمہاری ایک ایک بات کو جانتا ہے اور سنتا ہے.

ۃ۔۵ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰ تِ وَ الْاَ رْضِ ط وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُ مُوْ رُ ہ

آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے اور تمام کام اس کی طرف لوٹائے جاتے ہیں.

ۃ۔۶ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَا رِ وَ یُوْلِجُ النَّهَا رَ فِی الَّیْلِ ط وَ هُوَ عَلِیْمٌ بِذَا تِ الصُّدُوْ رِ ہ

وہی رات کو دن میں لے جاتا ہے اور وہی دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور سینوں کے بھید کا پورا عالم ہے.

۷ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں (دوسروں کا) جانشین بنایا ہے پس تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا۔

۸ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ
مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

تم اللہ پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟ حالانکہ خود رسول تمہیں اپنے رب پر ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے اور اگر تم مومن ہو تو وہ تم سے مضبوط عہد و پیمان بھی لے چکا ہے(۱)

۸۔۱ ابن کثیر نے اخذ کا فاعل الرسول کو بنایا ہے اور مراد وہ بیعت لی ہے جو رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ سے لیتے تھے کہ خوشی اور ناخوشی ہر حالت میں میں اطاعت کرنی ہے اور امام ابن جریر کے نزدیک اس کا فاعل اللہ ہے اور مراد وہ عہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں سے اس وقت لیا تھا جب انہیں آدم علیہ السلام کی پشت سے نکالا تھا، جو عہد الست کہلاتا ہے، جس کا ذکر سورۃ الاعراف۔۱۷۲ میں ہے۔

۹ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ
اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

وہ (اللہ) ہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں اتارتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نرمی کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

۱۰ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ
مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ
قٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ ع رکوع

تمہیں کیا ہو گیا ہے جو تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے؟ دراصل آسمانوں اور زمینوں کی میراث کا مالک (تنہا) اللہ ہی ہے تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ (دوسروں کے) برابر نہیں بلکہ ان کے بہت بڑے درجے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کئے ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے(۱) جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ خبردار ہے۔

۱۔۱۰ اس میں وضاحت فرما دی ہے کہ صحابہ کرامؓ کے درمیان شرف و فضل میں فرق تو ضرور ہے لیکن فرق درجات کا مطلب یہ نہیں کہ بعد میں مسلمان ہونے والے صحابہ کرامؓ ایمان اور اخلاق کے اعتبار سے بالکل ہی گئے گزرے تھے، جیسے کہ بعض حضرات، حضرت معاویہؓ، ان کے والد حضرت سفیانؓ اور دیگر بعض ایسے ہی جلیل القدر صحابہ کے بارے میں ان کی کمی اور ہتک کرتے ہیں. تمام صحابہ کرامؓ کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ پر سب وشتم نہ کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو وہ میرے صحابی کے خرچ کئے ہوئے ایک مد بلکہ نصف مد کے برابر نہیں (صحیح بخاری).

ۃ۔۱۱ مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَ لَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ۝

کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح قرض دے پھر اللہ تعالیٰ اسے اس کے لئے بڑھاتا چلا جائے اور اس کے لئے پسندیدہ اجر ثابت ہو جائے.

ۃ۔۱۲ یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

(قیامت کے) دن تو دیکھے گا کہ ایماندار مردوں اور عورتوں کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا (۱) آج تمہیں ان جنتوں کی خوشخبری ہے جنکے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں ہمیشہ کی رہائش

ہے. یہ ہے بڑی کامیابی (۲)

۱۲۔۱ یہ محشر میں پل صراط میں ہوگا، یہ نور ان کے ایمان اور عمل صالح کا صلہ ہوگا، جس کی روشنی میں وہ جنت کا راستہ آسانی سے طے کرلیں گے. امام ابن کثیر اور امام ابن جریر وغیرہ نے وَ بِاَیْمَانِهِمْ کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ ان کے دائیں ہاتھوں میں ان کے اعمال نامے ہونگے.

۱۲۔۲ یہ فرشتے کہیں گے جو ان کے استقبال اور پیشوائی کے لئے وہاں ہوں گے.

ۃ۔۱۳ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝

اس دن منافق مرد و عورت ایمانداروں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار تو کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں. جواب دیا جائے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ (۱) اور روشنی تلاش کرو پھر ان کے اور ان کے درمیان (۲) ایک دیوار حائل کردی جائے گی جس میں دروازہ بھی ہوگا. اس کے اندرونی حصے میں تو رحمت (۳) ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا (۴)

۱۳۔۱ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جا کر اسی طرح ایمان اور عمل صالح کی پونجی لیکر آؤ، جس طرح ہم لائے ہیں یا مذاق کے طور پر اہل ایمان کہیں گے کہ پیچھے جہاں سے ہم نور لائے تھے وہی جا کر تلاش کرو.

۱۳۔۲ یعنی مومنین اور منافقین کے درمیان.

۱۳۔۳ اس مراد جنت ہے جس میں اہل ایمان داخل ہو چکے ہونگے.

۱۳۔۴ یہ وہ حصہ ہے جس میں جہنم ہوگی.

ۃ۔۱۴ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ لٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَ تَرَبَّصْتُمْ وَ ارْتَبْتُمْ وَ غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝

یہ چلا چلا کران سے کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے(١) وہ کہیں گے ہاں تھے تو سہی لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں پنسا رکھا(٢) تھا اور وہ انتظار میں ہی رہے(٣) اور تمہیں تمہاری فضول تمناؤں نے دھوکے میں ہی رکھا(٤) یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچا(٥) اور تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دینے والے نے دھوکے میں ہی رکھا(٦).

١٤۔١ یعنی دیوار حائل ہونے پر منافقین مسلمانوں سے کہیں گے کہ دنیا میں ہم تمارے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے تھے اور جہاد وغیرہ میں حصہ نہیں لیتے تھے.

١٤۔٢ تم نے اپنے دلوں میں کفر اور نفاق چھپا رکھا تھا.

١٤۔٣ کہ شاید مسلمان کسی گردش کا شکار ہو جائیں

١٤۔٤ دین کے معاملے میں، اسی لئے قرآن کو مانا نہ دلائل ومعجزات کو

١٤۔٥ جس میں تمہیں شیطان نے مبتلا کئے رکھا.

١٤۔٦ یعنی تمہیں موت آ گئی، یا مسلمان بالآخر غالب رہے اور تمہاری آرزوؤں پر پانی پھر گیا.

ة۔١٥ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ مَأْوٰكُمُ النَّارُ ۖ هِيَ مَوْلٰكُمْ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

الغرض، آج تم سے فدیہ(اور نہ بدلہ) قبول کیا جائے گا اور نہ کافروں سے تم(سب) کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے.

ة۔١٦ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

کیا اب تک ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الہٰی سے اور جو حق اتر چکا ہے

اس سے نرم ہوجائیں اوران کی طرح نہ ہوجائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی (ا) پھر جب زمانہ دراز گزرگیا توان کے دل سخت ہوگئے اوران میں بہت سے فاسق ہیں.

۱۶۔ا جیسے یہودونصاریٰ ہیں، یعنی تم ان کی طرح نہ ہوجانا.

ۃ۔۱۷ اِعۡلَمُوۡٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحۡىِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا‌ؕ قَدۡ بَيَّنَّا لَـكُمُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ‏ ۝

یقین مانو کہ اللہ ہی زمین کواس کی موت کے بعد زندہ کردیتا ہے، ہم نے تو تمہارے لئے اپنی آیتیں بیان کردیں تاکہ تم سمجھو.

ۃ۔۱۸ اِنَّ الۡمُصَّدِّقِيۡنَ وَالۡمُصَّدِّقٰتِ وَاَقۡرَضُوا اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمۡ وَلَهُمۡ اَجۡرٌ كَرِيۡمٌ‏ ۝

بیشک صدقہ دینے والے مرد اورصدقہ دینے والی عورتیں اور جو اللہ کو خلوص کے ساتھ قرض دے رہے ہیں.ان کے لئے یہ بتلایا جائے گا اوران کے لئے پسندیدہ اجروثواب ہے.

ۃ۔۱۹ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الصِّدِّيۡقُوۡنَ‌ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ‌ؕ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ وَنُوۡرُهُمۡ‌ؕ وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِيۡمِ ۝ ع رکوع ۲

اللہ اوراس کے رسول پرایمان رکھتے ہیں وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اورشہید ہیں ان کے لئے ان کا اجر اوران کا نور ہے،اور جولوگ کفر کرتے ہیں اور ہماری آیتوں کوجھٹلاتے ہیں وہ جہنمی ہیں.

ۃ۔۲۰ اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ وَّزِيۡنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيۡنَكُمۡ وَتَكَاثُرٌ فِى الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ‌ؕ كَمَثَلِ غَيۡثٍ اَعۡجَبَ الۡكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيۡجُ فَتَرٰٮهُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ يَكُوۡنُ حُطٰمًا‌ؕ وَفِى الۡاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ۙ وَّمَغۡفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانٌ‌ؕ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ۝

خوب جان رکھو کہ دنیا کی زندگی صرف کھیل تماشہ زینت اور آپس میں فخر (وغرور) اور مال اولاد میں ایک دوسرے سے اپنے آپ کو زیادہ بتلانا ہے، جیسے بارش اور اس کی پیداوار کسانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے پھر جب وہ خشک ہو جاتی ہے تو زرد رنگ میں اس کو تم دیکھتے ہو پھر وہ بالکل چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں سخت عذاب (۱) اور اللہ کی مغفرت اور رضامندی ہے (۲) اور دنیا کی زندگی بجز دھوکے کے سوا اور کچھ بھی نہیں.

۲۰۔۱ یعنی اہل کفر کے لئے جو دنیا کے کھیل کود میں ہی مصروف رہے اور اسی کو انہوں نے حاصل زندگی سمجھا.

۲۰۔۲ یعنی اہل ایمان وطاعت کے لئے، جنہوں نے دنیا کو ہی سب کچھ نہیں سمجھا، بلکہ اسے عارضی، فانی اور دارالامتحان سمجھتے ہوئے اللہ کی ہدایات کے مطابق اس میں زندگی گزاری.

ۃ۔۲۱ سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝

(آؤ) دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس کی جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین کی وسعت کے برابر ہے (۱) یہ ان کے لئے بنائی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں ایمان رکھتے ہیں. یہ اللہ کا فضل ہے جس چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے.

۲۱۔۱ اور جس کا عرض اتنا ہو، اس کا طول کتنا ہوگا؟ کیونکہ طول عرض سے زیادہ ہی ہوتا ہے

ۃ۔۲۲ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۝

نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے (۱) نہ (خاص) تمہاری جانوں میں (۲) مگر اس سے پہلے کہ ہم پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے یہ کام اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے.

۲۲۔۱ مثلاً قحط، سیلاب اور دیگر آفات زمینی اور آسمانی.

۲۲۔۲ مثلاً بیماریاں، تعب وتکان اور تنگ دستی وغیرہ.

ۃ۔۲۳ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ

تا کہ تم اپنے فوت شدہ کسی چیز پر رنجیدہ نہ ہو جایا کرو اور نہ عطا کردہ چیز پر گھمنڈ میں آجاؤ اور گھمنڈ اور شیخی خوروں کو اللہ پسند نہیں فرماتا.

ۃ۔۲۴ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝

جو (خود بھی) بخل کریں اور دوسروں کو بھی بخل کی تعلیم دیں، سنو! جو بھی منہ پھیرے (۱) اللہ بے نیاز اور سزاوار حمد وثنا ہے.

۲۴۔۱ یعنی انفاق فی سبیل اللہ سے، کیونکہ اصل بخل یہی ہے.

ۃ۔۲۵ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ ع رکوع

یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل فرمایا (۱) تا کہ لوگ عدل پر قائم رہیں اور ہم نے لوہے کو اتارا (۲) جس میں سخت ہیبت اور قوت ہے اور لوگوں کے لئے اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور اس لئے بھی کہ اللہ جان لے کہ اس کی اور اسکے رسولوں کی مدد بے دیکھے کون کرتا ہے. بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا اور زبردست ہے.

۲۵۔۱ میزان سے مراد انصاف ہے اور مطلب ہے کہ ہم نے لوگوں کو انصاف کرنے کا حکم دیا ہے.

۲۵۔۲ یہاں بھی اتارا، پیدا کرنے اور اس کی صنعت سکھانے کے معنی میں ہے .لوہے سے بے شمار چیزیں بنتی ہیں یہ سب اللہ کے الہام وارشاد کا نتیجہ ہے جو اس نے کو کیا ہے.

۲٦۔ۃ وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا وَّ اِبۡرٰهِيۡمَ وَ جَعَلۡنَا فِىۡ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالۡكِتٰبَ فَمِنۡهُمۡ مُّهۡتَدٍ‌ وَكَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ‏ ۝

بیشک ہم نے نوح اور ابراہیم (علیہما السلام) کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا اور ہم نے دونوں کو اولاد پیغمبری اور کتاب جاری رکھی تو ان میں کچھ تو راہ یافتہ ہوئے اور ان میں سے اکثر نافرمان رہے.

۲۷۔ۃ ثُمَّ قَفَّيۡنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيۡنَا بِعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡاِنۡجِيۡلَ وَجَعَلۡنَا فِىۡ قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُ رَاۡفَةً وَّرَحۡمَةً ؕ وَرَهۡبَانِيَّةَ اۨبۡتَدَعُوۡهَا مَا كَتَبۡنٰهَا عَلَيۡهِمۡ اِلَّا ابۡتِغَآءَ رِضۡوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوۡهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا‌ ۚ فَاٰتَيۡنَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡهُمۡ اَجۡرَهُمۡ‌ ۚ وَكَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ۝

ان کے بعد پھر بھی ہم اپنے رسولوں کو پے در پے بھیجتے رہے اور ان کے بعد عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کو بھیجا اور انہیں انجیل عطا فرمائی اور ان کے ماننے والوں کے دلوں میں شفقت اور رحم پیدا کر دیا ہاں رہبانیت (ترک دنیا) تو ان لوگوں نے از خود ایجاد کر لی تھی ہم نے ان پر اسے واجب نہ کیا(۱) تھا سوائے اللہ کی رضا جوئی کے(۲) سو انہوں نے اس کی پوری رعایت نہ کی (۳) پھر بھی ہم نے ان میں سے جو ایمان لائے تھے انہیں ان کا اجر دیا(۴) اور ان میں زیادہ تر لوگ نہ فرمان ہیں.

۲۷۔۱ یہ پچھلی بات کی تاکید ہے کہ یہ رہبانیت ان کی اپنی ایجاد تھی، اللہ نے اس کا حکم نہیں دیا تھا.

۲۷۔۲ یعنی ہم نے تو ان پر صرف اپنی رضا جوئی فرض کی تھی. دوسرا ترجمہ اس کا ہے کہ انہوں نے یہ کام اللہ کی رضا تلاش کرنے کے لئے کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرما دی کہ اللہ کی رضا، دین میں اپنی طرف سے بدعات ایجاد کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتی، چاہے وہ کتنی ہی خوش نما ہو، اللہ کی رضا تو

اس کی اطاعت سے ہی حاصل ہوتی ہوگی.

۲۷۔۳ یعنی گوانہوں نے مقصد اللہ کی رضا جوئی بتلایا، لیکن اس کی انہوں نے پوری رعایت نہیں کی، ورنہ وہ ابتداع (بدعت ایجاد کرنے) کے بجائے اتباع کا راستہ اختیار کرتے.

۲۷۔۴ یہ لوگ ہیں جو دین عیسیٰ پر قائم رہے تھے.

۲۸ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۙ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دہرا حصہ دے گا (۱) اور تمہیں نور دے گا جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا، اللہ بخشنے والا مہربان ہے.

۲۸۔۱ یہ دگنا اجر اہل ایمان کو ملے گا جو نبی ﷺ سے قبل پہلے کسی رسول پر ایمان رکھتے تھے پھر نبی ﷺ پر بھی ایمان لے آئے جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے (صحیح بخاری) ایک دوسری تفسیر کے مطابق جب اہل کتاب نے اس بات پر فخر کا اظہار کیا کہ انہیں دوگنا اجر ملے گا، تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی. (تفصیل کے لئے دیکھئے، تفسیر ابن کثیر)

۲۹ لِّئَلَّا یَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اَنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۙ ع رکوع

یہ اس لئے کہ اہل کتاب جان لیں کہ اللہ کے فضل کے حصے پر بھی انہیں اختیار نہیں اور یہ کہ (سارا) فضل اللہ ہی کے ہاتھ ہے وہ جسے چاہے دے، اور اللہ ہے ہی بڑے فضل والا.